پورٹسمین

محکمہائے تعلیمات دکن۔ بھوپال۔ بمبئی۔ ممالک متوسط و متحدہ۔ بہار اور پنجاب سے منظور شدہ
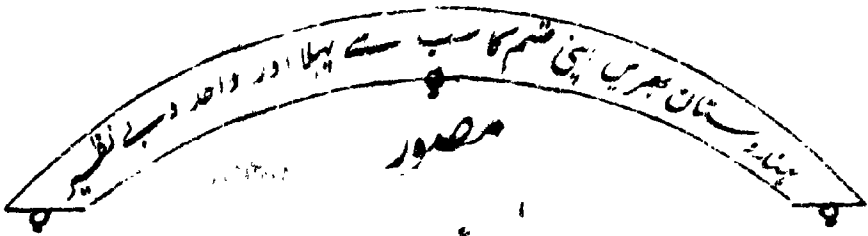
ہندوستان بھر میں اپنی قسم کا سب سے پہلا اور واحد و بے نظیر

مصور

سپورٹسمین

مارچ ۱۹۳۷ء

سالانہ چار روپیہ — ششماہی اڑھائی روپیہ

فہرست مضامین

[illegible]

اس سکاوٹ کی ہابی فوٹوگرافی ہے

ورزش جسمانی کے فائدے

ہم نے بارہا ورزش کی ضرورت اور فوائد کو بیان کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ ورزش جسمانی وہ چیز ہے جو سو دواؤں کی دوا ہے۔ جو لوگ کہ اعتدال اور پابندی سے ورزش کرتے ہیں۔ بہت کم بیمار ہوتے ہیں۔ اور صحت و رنگینی کا لطف اٹھاتے ہیں۔ تندرست آدمی اپنی دنیاوی ترقی کی کوشش و تدبیر کے سلسلہ میں ہر طرح کی محنت و مشقت کا بوجھ بآسانی اٹھاتا اور کامیاب ہو جاتا ہے۔ دنیا کوشش و تدبیر، ہمت و استقلال مضبوطی اور محنت کشی کا ایک میدان جنگ ہے۔ اور اسی میدان میں قوموں اور ملکوں کی تقدیر کے فیصلے ہو رہے ہیں۔ اس "میدان جنگ" میں ہندوستان کا کیا حال ہے؟ یہ کھلی آنکھوں سے ہر شخص کو نظر آ رہا ہے۔ ہم قوت و صحت جسمانی کے اعتبار سے روز بروز پستی کی طرف جا رہے ہیں۔ مردوں سے بڑھکر ہماری خواتین کا حال ہے۔ ہماری پردہ نشین ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں میں ۹۰ فی صدی ہستیاں دائم المریض ہیں۔ اور سل اور دق اور دوسری ہولناک بیماریوں کا آشیانہ سب سے زیادہ ہمارے گھر ہیں۔ ایسی حالت کیوں ہے؟ اس لئے ہے، کہ ہمارا پرانا مشرقی تمدن برقرار نہیں ہے۔ موجودہ طریق سمجھی نہیں۔ اب ہمارے گھروں میں چکیاں نہیں پستی ہیں۔ صبح سویرے بیس سیر اناج کو چکی میں پیس کر ہماری عورتوں کی ورزش ہو جاتی تھی۔ اب اس عمدہ ورزش کا کہیں وجود بھی نظر نہیں آتا۔ مردوں کا چلنا پھرنا، ان کے حق میں کسی حد تک ورزش کا قائم مقام ہو جاتا ہے۔ لیکن ہماری عورتیں اس سے محروم ہیں۔ پردہ کے ساتھ بیکاری، اور کسی ورزش کا نہ ہونا، ایسی حالت ہے۔ کہ اسے برقرار رکھنا اپنی عورتوں پر ظلم کرنا ہے۔ ہماری عورتوں کی موجودہ بیکاری، موجودہ سخت پردہ کے ساتھ چل نہیں سکتی۔ اگر اپنے پردہ کو برقرار رکھنا ہے۔ تو کم سے کم "چکی سسٹم" کو از سر نو جاری کر دیں۔ تاکہ دن اور رات چار دیواری کی قید میں رہنے کے نقصان کی کچھ تو تلافی ہو۔ چکی پیسنے سے پھیپھڑوں کی اور بازوؤں کی ورزش ہو جاتی ہے۔ دوران خون تیز ہو جاتا ہے۔ اور اس ورزش سے جگر اور معدہ پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے۔ بلکہ مردوں کو اس کام میں اپنی عورتوں کے ساتھ خود شریک ہو جانا چاہئے تاکہ اس ورزش کے لئے ہمارا اصرار انہیں ناگوار نہ گزرے پھر اس کے فائدے اور حقیقی غرض کا علم ہونے کے بعد اس کی ضرورت نہ ہوگی۔ کہ عورتوں

کے ساتھ مرد بھی چکی پیسیں ۔

چکی کا آٹا مشین کے پیسے ہوئے آٹے سے بہت اچھا ہوتا ہے۔ اور بے چھنا آٹا، چھنے ہوئے آٹے سے زیادہ طاقتور ہے۔ آٹے کی بھوسی میں ہم گیہوں کے وٹامن (حیات بخش) مادہ کا ایک بڑا حصہ ضائع کردیتے ہیں ۔

چکی کا پسا ہوا بے چھنا آٹا طاقتور بھی ہوگا۔ اور زود ہضم اور قبض کو دور کرنے والا بھی، اور اس آٹے کو لازم کر لینے سے بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہوگا۔ کہ ہماری عورتیں جو سو فی صدی دن بدن صحت جسمانی کے اعتبار سے گرتی چلی جاتی ہیں۔ ہم اُن کو اس تباہی کے غار میں گرنے سے بچالیں گے۔

چکی پیسنے کے علاوہ چرخہ کاتنا بھی ایک ورزش کا قائم مقام تھا۔ بیشتر دیہات میں چرخہ کا عام رواج تھا۔ گھر کے کام کاج سے فارغ ہوکر بیبیاں چرخہ لے کر بیٹھ جاتی تھیں، اور اتنا سوت کات لیتی تھیں جس سے معقول حد تک لباس کا مسئلہ حل ہو جاتا تھا۔ گاؤں گاؤں دیسی کھدی اور کرگھے کا رواج تھا۔ اور لاکھوں غریبوں کو دیسی کپڑے کی صنعت سے روزی مل جاتی تھی۔ اور ملک کا کروڑوں روپیہ باہر جانے سے بچ جاتا تھا۔ آج یہ باتیں خواب و خیال ہیں۔ نفاست پسندی نے شہروں کو غارت کیا ہے۔ دیہات کو بھی بگاڑ دیا ہے۔ اور اب چرخہ کی آواز شاید ہی کسی دیہاتی گھر میں سنی جاتی ہو۔

سل اور دق کی ہلاکت و بربادی آج سے چالیس برس بیشتر اتنی عام نہ تھی جتنی کہ اس "ترقی یافتہ زمانہ" میں ہے۔ ہزاروں چلتے پھرتے مردے ہیں۔ کہ اپنے نوجوانوں کی شکل میں برابر ہمارے سامنے سے گذرتے رہتے ہیں۔ وہ بظاہر تندرست ہوتے ہیں۔ مگر حقیقت یہی ہوتی ہے۔ کہ قبول دق کی استعداد پیدا ہو چکی ہے۔ بدبختی یہ ہے۔ کہ جب وہ بستر پر پڑ جاتے ہیں۔ جب بخار اور کھانسی کا حملہ خوفناک درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اُس وقت احساس ہوتا ہے۔ کہ یہ کیا ہوگیا۔ اگر مناسب ورزش کی پابندی ہو۔ **عورت و مرد ہر ایک کے لئے کسی ورزش کی قید لازمی ہو**۔ تو پھر یہ نوبت نہ آئے۔ اور لاکھوں قیمتی جانوں کا ماتم نہ کرنا پڑیگا۔

"ورزش" مفت کی دوا ہے۔ اور ورزش زندگی کا معمولی کام نہیں ہے۔ بلکہ زندگی کا بیمہ ہے ۔

طبی زبان میں سنئے۔ خون پر زندگی کا دارو مدار ہے۔ خون اور خون کا صحیح طور پر دورہ کرنا ہی وہ چیز ہے۔ جو ہمیں زندہ اور تندرست رکھتی ہے۔ خون کا عمدہ اور صاف حالت میں ہونا اور اُس کا طبعی رفتار سے ہماری رگوں اور شریانوں میں برابر دورہ کرتے رہنا۔ اسی میں ہماری زندگی اور تندرستی ہے۔ اس لئے ہمیں وہ غذا ہیں کھانی اور وہ طریقہ اختیار کرنا ناگزیر ہے کہ دورانِ

...صحیح رفتار سے برابر جاری رہے۔ مناسب غذا کے بعد یہ فائدہ ہم فقط مناسب ورزش سے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔
...ورزش سے کیا ہوتا ہے۔ دوران خون تیز ہو جاتا ہے۔ اور ایسی لطیف حرارت ہمارے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ ہمارے
جسم میں جو کثیف اور خراب مادے جمع ہوتے رہتے ہیں۔ پگھل کر پسینہ کی راہ خارج ہو جاتے ہیں۔

کثیف مادوں کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ خون خواہ کیسا ہی عمدہ ہو۔ لیکن جب وہ ہمارے جسم کے اندر دورہ کرتا ہے۔
تو اپنے پیچھے کچھ نہ کچھ میل چھوڑ جاتا ہے۔ جیسے کہ واٹر ورکس میں ہوتا ہے۔ واٹر ورکس کا پانی بہت صاف اور پکایا ہوا اور فلٹر
کیا ہوا ہوتا ہے لیکن ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔ کہ کچھ عرصہ بعد واٹر ورکس کی نالیوں میں میل جم جاتا ہے۔ اور کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔
اس وجہ سے ضروری ہوتا ہے۔ کہ واٹر ورکس کی نالیوں کو صاف کیا جائے۔ یہی حال ہمارے جسم کے دوران خون کا ہوتا ہے۔
کہ آہستہ آہستہ ہمارے جسم کی نالیوں (رگوں اور شریانوں) میں میل جمع ہوتا رہتا ہے۔ اور میل میں کیڑے پیدا ہوتے رہتے
ہیں۔ جو طرح طرح کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔ اس لئے زندگی کا سب سے پہلا فرض یہ ہے۔ کہ ہم صبح اٹھ کر ضروریات
سے فارغ ہو کر سب سے پہلے اپنے مالک کو یاد کریں۔ اور پھر کوئی مناسب ورزش کریں۔ خواہ وہ صاف اور کھلی ہوا میں
۳-۴ میل پیدل چلنا ہو۔ یا تازہ ہوا میں دیسی یا ولایتی طریقہ کی کوئی ورزش کرنی ہو۔ اس سے بدیہی طور پر یہ فائدہ ہوگا۔ کہ ۲۴
گھنٹے میں ہمارے جسم کے اندر جو میل جمع ہو گیا ہوگا۔ پسینہ کی راہ بہ جائیگا۔ اور اگر اس میل نے کیڑے پیدا کر دئے ہوں گے
تو وہ آسانی سے فنا ہو جائیں گے۔

مناسب ورزش جوانوں کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ بوڑھوں کے لئے بھی ضروری اور لازمی چیز ہے۔ بڑھاپے میں کیا
ہوتا ہے؟ یہ ہوتا ہے۔ کہ رگیں اور شریانیں سخت ہو جاتی ہیں۔ اور اُن کی لچک کم ہو جاتی ہے۔ پٹھے کمزور ہو جاتے ہیں۔
اور دوران خون کی وہ قوی رفتار جو جوانی میں تھی۔ ایک کمزور اور سست رفتار سے بدل جاتی ہے۔ بوڑھے آدمیوں کی
باریک باریک رگوں میں خون پہنچنے نہیں پاتا۔ اس لئے بال سفید ہو جاتے ہیں۔ اور کھال پر جھریاں پڑ جاتی ہیں۔
اگر بوڑھے آدمی بھی مناسب ورزش کرتے رہیں۔ تو ضرور اُن کے دوران خون میں تیزی پیدا ہوگی۔ اور رگوں اور شریانوں
میں میل نہ جمے گا۔

خون کا دوران خواہ جوان کو ہو۔ خواہ بوڑھے کو۔ عورت کو ہو۔ یا مرد کو۔ اگر وہ طبعی رفتار سے جاری رہے گا۔ تو
کثافت اور میل اور خراب مادے فنا کر دے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ جسم کی اصلی حرارت کو ترقی دے گا۔ معدہ اور جگر

اور قوت ہاضمہ پر اچھا اثر ڈالے گا۔ غذا ہضم ہوگی۔ اور طرح طرح کی بیماریوں سے حفاظت حاصل ہوگی۔ ڈاکٹروں طبیبوں اور دواؤں کی محتاجی نہ ہوگی۔

اگر آپ کوئی اور ورزش نہیں کر سکتے۔ تو کم سے کم صبح تازہ اور صاف ہوا میں روزانہ ۵ میل پیدل چلنا اپنے اوپر لازم کر لو یہ اکسیر کا نسخہ ہے۔ ذرا اس کا تجربہ تو کر دو۔ اور زیادہ نہیں صرف ایک چلہ بھر تو اس نسخہ اکسیر کا استعمال کر لو۔ اس طرح کہ اس ورزش کو شروع کرنے سے پہلے اپنا وزن کر لو۔ اور چالیس روز کے بعد پھر اپنا وزن کر دیکھو۔ تم کانٹے کی تول اپنے وزن کا بڑھنا خود دیکھ لوگے۔ اپنے دل کے سرور اور اپنے دماغ کی تازگی کے تمام فائدے حاصل کر لوگے۔ بھوک بڑھ جائے گی۔ اور غذا اچھی طرح ہضم ہونے لگے گی ؎

یہ بلبلے اوپر کو جائینگے

Soap Bubble

Gas Bubbles

یہ بلبلے نیچے کو آئینگے

Gas Pi

Balloon
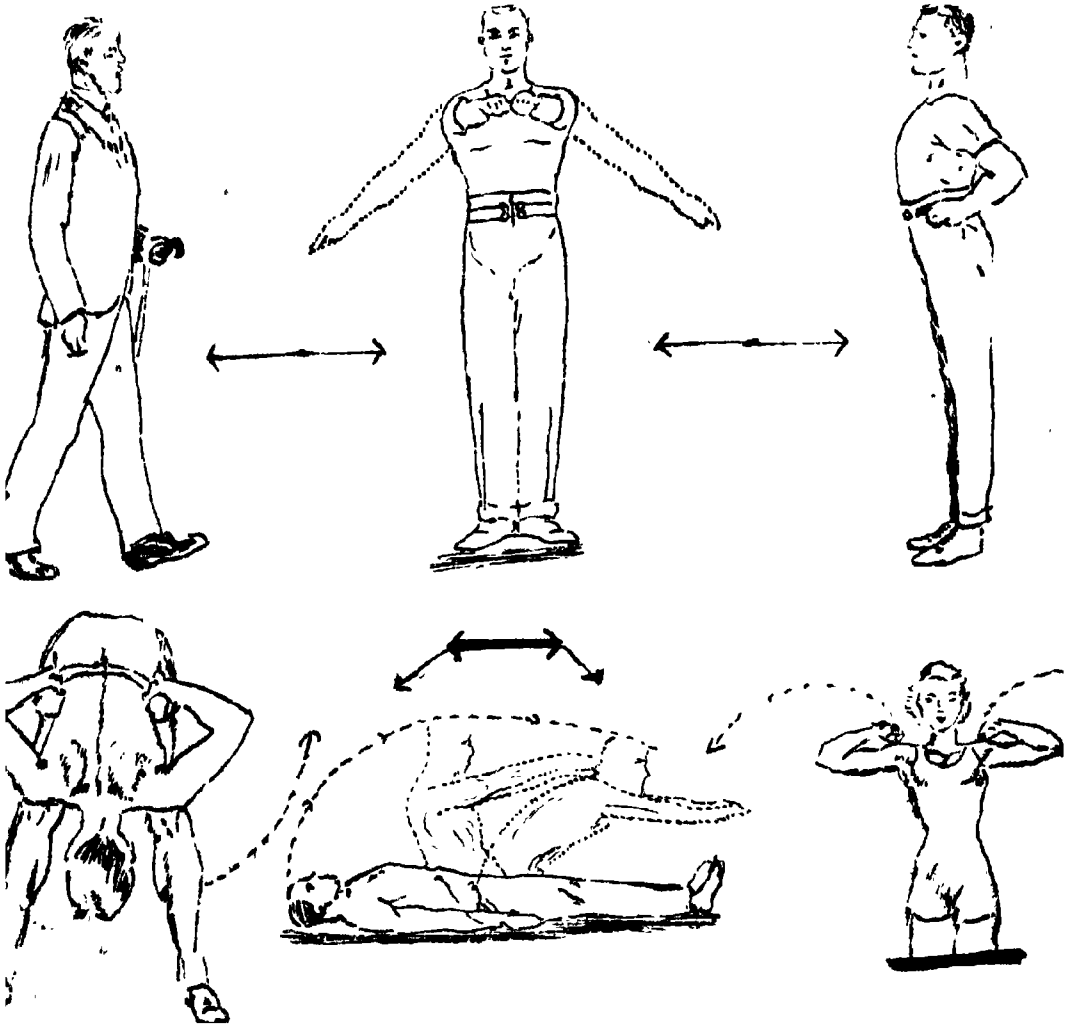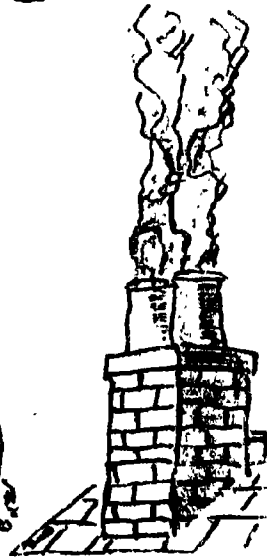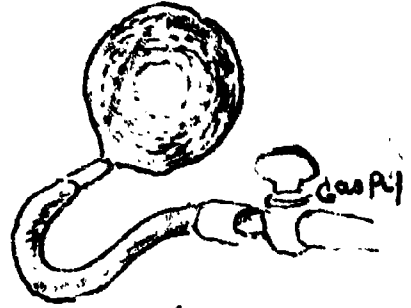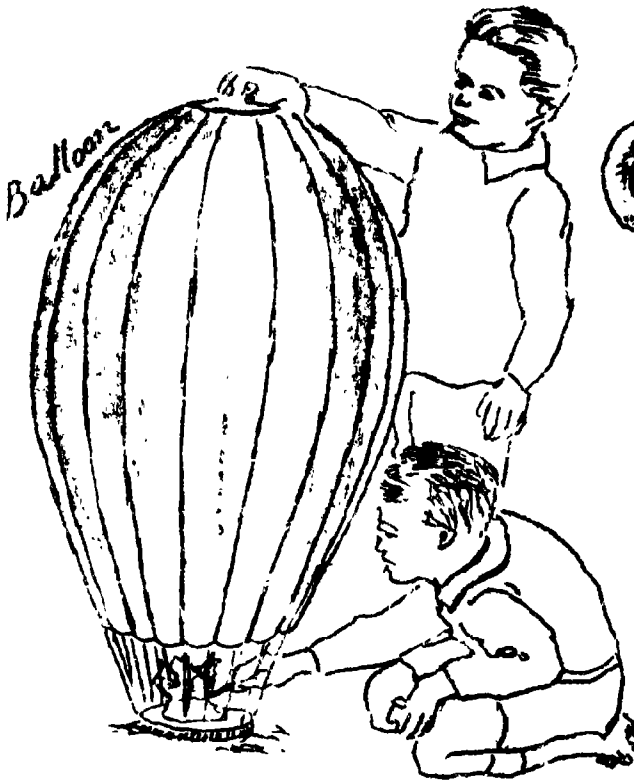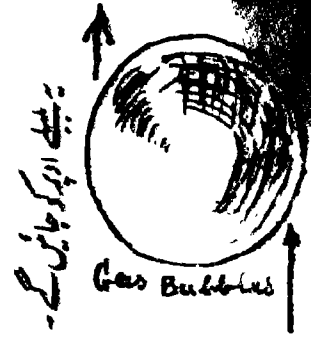
The hot air or Smoke rises up a chimney

ہوا گرم ہو کر پھیلتی ہے۔ اور ہلکی ہو جاتی ہے۔ غبارہ میں جب تک ہوا گرم ہوتی رہتی ہے۔ غبارہ اوپر رہتا ہے۔

دھواں اگرچہ ہوا سے بھاری ہے مگر گرم ہو کر اوپر ہی جاتا ہے

ہوائی جہاز

ہوائی جہاز اب اتنے عام ہوگئے ہیں۔ کہ شائد ہی کوئی ایسا شخص ہوگا جس نے انہیں نہ دیکھا ہو۔ ایک پرے دو پرے۔ چار پرے اور چکر دار ہر قسم کے جہاز فضا میں اکثر اوقات اپنی آمد کی خبر دور دور سے دیتے ہیں۔ بھرر۔ بھرر۔ گرر۔ گرر۔ بھرر۔ گرر۔ ...... اور سب کی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھ جاتی ہیں۔ ریل اور موٹر تو اب قدرے پرانی چیزیں ہوگئی ہیں۔ بگھیوں، گاڑیوں، اور ٹانگے ٹمٹموں سے تعداد میں زیادہ ہیں۔ ان سے جو کام لئے جاتے ہیں۔ وہ بھی سب کو معلوم ہیں۔ مگر ہوائی جہاز اسی صدی کی ایجاد ہے۔ اور اگرچہ ابھی ریل و موٹر کی طرح عام نہیں۔ مگر امکان یہ ہے۔ کہ دُور افتادہ۔ بستیوں سے دور۔ اونچے پہاڑوں جنگلوں کے باشندوں نے ریل و موٹر تو نہ دیکھی ہو۔ مگر ہوائی جہاز کو شاید اڑتا دیکھ لیا ہو۔

رہی یہ بات کہ ظاہراً طور پر اتنی بھاری بھرکم چیز ہوا میں کیسے اُڑتی رہتی ہے! کیوں اڑتی ہے! کب سے اڑنی شروع ہوئی۔ ان باتوں کا جواب ہم اس سلسلہ وار مضمون میں ضروری تفاصیل سے واضح کریں گے۔ مضمون اگر زیادہ لمبا نہ ہوگیا۔ تو ساتھ ساتھ ہی ورنہ بعد میں علیحدہ سلسلہ کی صورت میں جو کارہائے نمایاں اس ایجاد سے واقع ہوئے ہیں۔ کہانیوں کے پیرائے میں دیئے جاویں گے۔

زمین کافی سخت چیز ہے۔ اگر نرم بھی ہو۔ تو اس پر اینٹ روڑے پتھر کنکر ڈال کر اسے اس قابل بنایا جا سکتا ہے۔ کہ وہ سڑک کا کام دے جائے۔ اور اس پر بھاری سے بھاری بوجھ کھینچا جا سکے۔ اور وہ نیچے نہ دھنس جائے سمندروں میں بڑے بڑے بھاری جہاز ہلکی پھلکی کشتیاں بھی چلتی ہیں۔ اور ڈوبتی نہیں آسمان کی طرف سے یا جہاز کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی۔ جو انہیں پانی سے اوپر کھینچے رکھے۔ ان جہازوں کا بوجھ سینکڑوں نہیں ہزاروں من ہوتا ہے۔ مگر کیا آپ پانی پر خالی ایک پیسے یا دھیلے کو یا کسی بھی بھاری جسم کو تیرا سکتے ہیں

معمولی لکڑی کا ایک تختہ اگر آپ پانی پر چھوڑ دیں۔ تو وہ تیرتا رہے گا۔ جیسے کو بھی اگر آپ کوٹ کوٹ کر بہت ہی لمبا چوڑا پترا بنا دیں۔ تو وہ تیرنے لگ پڑے گا۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ جو چیز پانی سے حجم بہ حجم ہلکی ہوگی۔ وہ اس پر تیرے گی۔ ورنہ ڈوب جائے گی یہی صورت آپ کے گردوپیش ہوا کی ہے۔ اسے اگر ایک سمندر تصور کر لیا جائے۔ تو جو چیز اپنی جسامت کے نسبت سے ہوا سے ہلکی ہوگی۔ وہ اس میں تیرے گی۔

ہوا کیا ہے۔ بہت سی قسم کی گیسوں (ہواؤں) کا مجموعہ مگر خاص جز اس کے آکسیجن اور نائیٹروجن ہیں۔ ہوا کو آپ دیکھ نہیں سکتے۔ مگر محسوس کر سکتے ہیں۔ کسی اندھیری میں چلئے۔ کوٹھے میں کھڑے ہو جئے۔ تو ہوا بتلاوے گی۔ کہ میں کیا چیز ہوں۔ طوفان بادوباراں کی تباہیوں کا حال اکثر دفعہ آپ نے پڑھا یا سنا ہوگا۔ اسے چھوڑیئے۔ آپ کی زندگی اور ہر جاندار کی زندگی ہوا سے ہے۔ لوگوں کو ہر قسم کے برت رکھتے سنا ہوگا۔ آپ نے خود کئی مرتبہ روزہ رکھا ہوگا۔ روٹی وغیرہ نہ کھایئے۔ پانی نہ پیجئے۔ ہمت و طاقت کے مطابق آپ کافی عرصہ زندہ رہ سکتے ہیں۔ مگر ذرا ہوا کا روزہ بھی رکھنے کی کوشش کیجئے۔ سالہا سال کی پریکٹس کریں۔ تو شائد پانچ سات منٹ کا روزہ رکھ لیں۔ مگر کون یہ خواہ مخواہ کی مصیبت سہیڑے۔

یہ ہوا کہنے کو تو ہوا ہے۔ نظر نہیں آتی۔ کوئی وزن محسوس نہیں ہوتا۔ مگر دراصل اس کا بھی کافی بوجھ ہوتا ہے۔ ۱۰×۱۵×۲۱ فٹے کمرہ کی ہوا کا وزن قریب من بھر کے ہوتا ہے۔ اگر ۱۵۰۰ مکعب فٹ کا وزن اتنا ہو۔ تو خیال کیجئے۔ کہ ایک مکعب میل ہوا کا وزن کتنا ہوگا؟ ۱۲۷۵۰۰۰۰ من کے قریب! سو پانی کے سمندر کی بجائے ہم ہوا کے سمندر سے بھی کام لے سکتے ہیں۔

ہوا کی گیسوں یعنی آکسیجن و نائیٹروجن (Oxygen, Nitrogen) کے علاوہ چند اور گیسیں ہوتی ہیں۔ جو حجم بہ حجم ان گیسوں سے بہت ہی ہلکی ہوتی ہیں۔ مثل ہائیڈروجن کہ آکسیجن سے سولہ حصے کم ہلکی ہوتی ہے۔ یعنی اس کے ۱۶ مکعب فٹ کا وزن آکسیجن کے ایک مکعب فٹ کے برابر ہوتا ہے۔ اگر ہم ایک بڑی تھیلی میں صرف ہائیڈروجن بھر کر چھوڑ دیں۔ تو وہ تھیلی کئی کئی ہزار فٹ اوپر چڑھ جائے گی۔

آپ نے کئی دفعہ صابن کے بلبلے نکالے ہونگے۔ مگر ان میں سانس کی غلیظ و بھاری ہوا یعنی کاربن ڈائی آکسائیڈ (Carbon Dioxide) بھری ہوتی ہے۔ اس واسطے وہ جلدی ہی نیچے کی طرف گر پڑتے ہیں۔ اگر یہی بلبلے گیس

گیس (Coal Gas) سے بھر کر چھوڑے جائیں۔ تو وہ بھی اوپر کو چڑھ کر چند ے ہوا میں تیرتے رہیں گے۔
ہوا میں (اور تمام دیگر گیسوں میں) ایک صفت اور ہے۔ علاوہ کرجوں جوں انہیں گرم کریں۔ یہ پھیلتی جاتی ہیں۔
اس پھیلاؤ اور ہلکے پن کی مثال یہ ہے۔ کہ اگر ایک مربع انچ دھات کے ٹکڑے (تولہ بھر) کو کوٹ کوٹ کر ۲۰ فٹ
لمبا چوڑا کر دیں۔ تو اس کی موٹائی ایک ورق کے برابر رہ جائے گی۔
اب اس ورق میں سے ایک مربع انچ کاٹ کر وزن کیجئے۔ اور پہلے وزن یعنی تولہ بھر سے مقابلہ کیجئے
اسی ہائیڈروجن گیس والے غبارے کو اگر گرم ہوا سے بھر دیا جائے۔ یا اس کی ہوا گرم کر کے پھیلا دی جائے (جس
صورت میں بہت سی ہوا خارج ہو جائے گی) تو یہ بھی عام ہوا کی نسبت ہلکا ہو کر اڑنے اور تیرنے لگے گا۔ براتوں
میں جو غبارے چڑھتے ہیں۔ اسی اصول کے ماتحت کارفرما ہوتے ہیں۔ زمانہ سابق میں ہوا میں تیرنے اور اڑنے کی ترکیب
انہیں غباروں کو دیکھ کر لوگوں کو سوجھی تھی۔ ہوا سے بھاری گیسوں مثل کاربن ڈائیکسائیڈ (جو ایک زہریلی گیس ہے۔ جو آپ کے
سانس کے ساتھ ہر وقت کافی مقدار میں خارج ہوتی رہتی ہے۔ اور جو لکڑیوں اور کوئلوں کو جلاتے وقت بہت مقدار میں
پیدا ہوتی ہے) وغیرہ بھی گرم ہو کر ہوا سے ہلکی ہو جانے کی وجہ سے اوپر کو اٹھتی ہیں۔ اسی لئے دھواں یعنی کاربن ڈائیکسائیڈ
اور کاربن کے ذرات اوپر کو جاتے ہیں۔ اور مکانوں کی چمنیوں سے نکلتے ہیں۔
اسی ضمن میں یہ ذکر کر دینا بھی غیر مناسب نہ ہوگا کہ منہ ڈھانپ کر نہ سویا کیجئے۔ چولہے ضرور اس طرح بنائیے۔ کہ دھواں
چمنی کے رستہ باہر نکل جائے۔ کوئلے جلاتے وقت کواڑ اور کھڑکیاں کھلی رکھئے۔ اور کمروں میں روشندان (صحیح معنوں میں ہوا
دان) ضرور لگائیے۔ تاکہ زہریلی گیس اوپر کو نکل جائے۔ لحاف یا کمرہ کے اندر ہی بند نہ رہیں۔
(کیا محکمہ اصلاح دیہات کا آپکی صحت و تندرستی کیلحاظ چمنیوں اور روشندانوں کے لگانے پر زور دینا ایک بھاری نیکی نہیں ؟)
مندرجہ بالا حقائق کے زیرِ نظر ہوائی جہازوں (جنہیں اب ہم انکے اصلی لفظ یعنی ایرشپ سے
موسوم کرینگے) کی ابتداء ہوئی یعنی ہوا میں بھی چند چیزیں تیرتی ہیں۔ یا تیرائی جا سکتی ہیں۔ بشرطیکہ انکا وزن ہوا سے حجم بحجم
کم ہو جائے۔ گر سائنسدان یہیں تک نہ رہے۔ انہوں نے ہمت و کوشش سے ہوا سے بہت بھاری چیزوں کو بھی اس میں تیرا
دیا۔ اور حسب مرضی اوپر کو اڑا دیا۔ ایسی چیز کو ایروپلین ( ) کہتے ہیں۔

تیراک ہوائی غبارے اشاعت آئندہ میں دیکھئے

ہوائی جہاز

دیکھئے وہ فضا میں طیارہ[۱] | گرمِ پرواز مثلِ سیارہ[۲]
یہ کوئی پیکرِ ہوائی ہے! | یا کوئی مرکبِ فضائی ہے
جس طرف دیکھئے تگ و دو ہے | گویا ساری فضا قلمرو ہے
اڑ کے لیتا نہیں ذرا بھی یہ دم | کوہ و دریا سبھی ہیں زیرِ قدم
ہر طرف ہے فضا میں آوارہ | کس قدر ہے عجیب نظارہ
بحر و بر سیرگاہ ہیں اس کی! | چند گھنٹے کی راہ ہیں اس کی
گو ہے طائر بشکلِ مجموعی! | بال و پر اس کے سب ہیں مصنوعی
ہے یہ وہ طائرِ بلند نظر | ہم سفر جس کے ہیں مہ و اختر
نہ کوئی اس کا آشیانہ ہے | نہ قفس ہے نہ آب و دانہ ہے
جب ہوا میں ہیں دوڑ کی بازی | دیکھئے تب اس کی بلند پروازی
پر خطر ہے مقابلہ ان کا! | ہے بلا کا یہ حوصلہ ان کا

تم بھی اے بچو!

لو سبق ان سے زندگانی کا! | رفعت و سعی و جانفشانی کا
سیکھ لو تم بھی جلد علم و ہنر | تم بھی ہو جاؤ جلد اک گُل تر
تا کہ سارا چمن مہک اٹھے | گلشنِ علم و فن مہک اٹھے
تم کو اللہ رکھے خرم و شاد | کوئی ایسی ہی شے کرو ایجاد

(منقول از پیام)

۱ ہوائی جہاز ۲ گردش کرنے والا ستارہ۔ آج کل عربی زبان میں موٹر کو کہتے ہیں ۳ شکل و صورت جسم ۴ سواری جہاز کشتی ۵ دوڑ دھوپ ۶ حرکت ۷ ذہن و دماغ ۸ پہاڑ ۹ قدموں تلے ۱۰ بحر سمندر، بر خشکی ۱۱ پرند ۱۲ بازو ۱۳ بنے ہوئے ۱۴ چاند ۱۵ ستارے ۱۶ گھونسلا ۱۷ پُر خطر ۱۸ بلندی ۱۹ کوشش۔

روس کی تفریح گاہوں میں علم وفن کی تعلیم

روس کے پبلک باغات اور سیرگاہیں عوام کو تمدن سے روشناس کرنے والے اداروں کے طور پر استعمال کئے جاتے ہیں۔

روس میں مزدوروں کے اوقاتِ کار بہت کم ہیں۔ سات آٹھ گھنٹے سے زیادہ کوئی مزدور کام نہیں کرتا۔ اور اس کے علاوہ ہفتہ کے بعد پورے دن کی تعطیل ہوتی ہے۔ لوگ قدرتاً فراغت کے اوقات کو پُر مسرّت بنانے کے لئے مختلف ذرائع استعمال اختیار کرتے ہیں۔

آج سے دو صدی پیشتر روس کے نوجوانوں کی حالت بالکل مختلف تھی۔ وہ فرصت کے لمحوں میں گلیوں اور بازاروں کی خاک چھانتے تھے۔ اور اگر ان کی جیبوں میں چند سکے ہوتے۔ تو میخانوں اور خمارخانوں میں چلے جاتے تھے۔ ان کی زندگی بالکل اُسی انداز سے بسر ہوتی تھی۔ جس انداز سے آج دوسرے ممالک کے نوجوان بسر کر رہے ہیں۔ لیکن جب روس کی حکومت مزدوروں کے قبضہ میں آگئی۔ تو روس کے شعبۂ تعلیم نے سب سے پہلے نوجوانوں کی اس بے راہ روش کو دور کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ سب سے پہلے ماسکو میں تجربہ کے طور پر ایک ایسی تفریح گاہ بنائی گئی۔ جو عوام کی ذہنی تربیت کرنے میں ممد ومعاون ہوسکے۔ یہ تجربہ پہلے پہل بہت بے اہمیت معلوم ہوتا تھا۔ لیکن آج اسے بین الاقوامی شہرت حاصل ہوگئی ہے۔ اس پارک میں آپ کو ہر عمر اور ہر طبقہ کے لوگ مصروف نظر آئیں گے۔ کچھ لوگ کھیلوں میں مشغول ہیں۔ ایک طرف تماشا ہو رہا ہے۔ تو دوسری طرف ناچ گانا ہو رہا ہے۔ ایک جانب لیکچر ہال ہے۔ تو دوسری طرف جسمانی ورزش کے کمالات دکھلائے جا رہے ہیں۔ گویا یہاں ہر انسان کو اپنے ذوق اور رجحان کے مطابق دلچسپی کا سامان میسر آجاتا ہے۔ اس پارک کے کھیل تماشوں میں شریک ہونے کے لئے کچھ رقم دینا پڑتی ہے۔ لیکن اس کی خوبیوں اور دلچسپیوں کے مقابلے میں یہ رقم بے حد قلیل ہے۔ کیونکہ منتظمین نے پارک کے قیام میں تجارتی اغراض کو مدنظر نہیں رکھا۔

بچوں کی تفریح گاہیں

اس پارک میں بچوں کے لئے علیحدہ تفریح گاہ بنی ہوئی ہے۔ اور اس کے بھی دو حصے ہیں۔ ایک حصے میں تین سال سے لے کر سات سال تک کے بچوں کو آنے کی اجازت ہے۔ اگر کوئی میاں بیوی اپنے بچوں کو ساتھ لے کر پارک میں جائیں۔ تو معمولی طبی معائنہ کے بعد بچے کو بچوں کے حصہ میں لے جایا جائے گا۔ اور صبح سات بجے سے لے کر شام کے سات بجے تک وہ پارک کے منتظموں کی تحویل میں رہے گا۔ اور اس کی نگہداشت صفائی اور خوراک کا تمام انتظام بڑی احتیاط اور سلیقے سے کیا جائے گا۔ ماں باپ جہاں چاہیں۔ بے فکر ہو کر جا سکتے ہیں۔ اور جب چاہیں بچے کو ساتھ لے کر گھر لوٹ سکتے ہیں جو حصہ مدرسوں میں پڑھنے والے بچوں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ وہ بے حد قابل دید ہے۔ یہاں بچوں کو صرف تفریح کی چیزیں مہیا نہیں کی جاتیں۔ بلکہ اس تفریح کے پردے میں وہ بہت کچھ سیکھ بھی لیتے ہیں۔ اس حصے میں لڑکیاں کپڑے سیتی ہوئی اور کشیدہ کا کام کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ لڑکے تصویر کشی نجاری۔ سنگ تراشی اور نقشہ کشی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور ان کی نگرانی کے لئے بے حد شفیق استاد اور نگران مقرر ہیں۔

علاوہ ازیں نوجوان طلباء کو مشین کے کام سے بھی روشناس کیا جاتا ہے۔ لکڑی اور لوہے کے چھوٹے چھوٹے نمونوں سے انہیں انجینیرنگ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور ماہرین نفسیات اس بات پر متفق ہیں۔ کہ کھیل تفریح کے دوران میں جس چیز کی تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ ذہن پر بہت گہرا اثر کرتی ہے۔ چنانچہ روسی بچے اس تفریح گاہ میں آکر جو کچھ سیکھتے ہیں۔ اسے وہ کبھی نہیں بھول سکتے۔ اور زمانہ حال کی دریافتوں سے پوری طرح روشناس ہو جاتے ہیں۔

نوجوانوں کی تفریح کا سامان

نوجوانوں اور درمیانی عمر کے انسانوں کے لئے الگ تفریح گاہیں ہیں جہاں وہ تمام دن آرام کر سکتے ہیں۔ [illegible] کھانا ملتا ہے۔ اور اگر ضرورت پڑے تو طبی امداد بھی مہیا کی جاتی ہے۔ تفریح گاہ کے اس حصہ میں

رقص گاہیں بھی بنی ہوئی ہیں۔ جہاں عوام آکر ناچتے ہیں۔ اور نوجوان عورتوں اور مردوں کو رقص کے جدید ترین طریقے سکھائے جاتے ہیں۔

تین لاکھ انسانوں کی سیرگاہ

ماسکو کی یہ عجیب وغریب تفریح گاہ روس کے عظیم المرتبت مصنف میکسم گورکی کے نام سے منسوب کی گئی ہے۔ تھوڑے ہی دن ہوئے کہ اس عظیم الشان ہستی نے وفات پائی ہے۔

عوام کی تربیت کرنے والی اس سیرگاہ میں ہر روز تین لاکھ انسان آتے ہیں۔ اس کے احاطہ میں متعدد تھیٹر اور تماشا گاہیں موجود ہیں۔ بلکہ دنیا کا سب سے بڑا تھیٹر ہال بھی اس میں موجود ہے اس ہال میں بیک وقت بیس ہزار آدمی سما سکتے ہیں۔

پچیس کروڑ روبل کا بجٹ

اس سے پہلے کہا جا چکا ہے۔ کہ حکومت نے اس سیرگاہ کا قیام تجارتی مقاصد کے پیش نظر نہیں کیا بلکہ اسے ہر سال اس کے انتظام و انصرام پر پچیس کروڑ روبل خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ اور اس میں ہر روز چھ ہزار سرکاری ملازم کام کرتے ہیں۔

ایک اور دلچسپ امر یہ ہے۔ کہ اس پارک کی مہتمم اعلیٰ ایک خاتون میڈم گولان ہے۔ جو یورپ کی چھ زبانوں سے واقف ہے۔ اور جو ہر وقت اس تفریح گاہ میں نئی دلچسپیوں کے اضافہ پر غور کرتی رہتی ہے

ماسکو کے بعد دوسرے شہر

ماسکو کی تفریح گاہ کو جو حیرت انگیز کامیابی ہوئی ہے اسکے پیش نظر سویٹ حکومت نے دوسرے شہروں میں ایسی پارکوں اور سیرگاہوں کا قیام عمل میں لانا شروع کر دیا ہے صرف ماسکو میں میکسم گورکی مرکزی تفریح گاہ کے علاوہ اس قسم کی پانچ اور سیرگاہیں موجود ہیں یہ سیرگاہیں روس میں بہت ہر دلعزیز ہو رہی ہیں اور انکی تعلیمی اہمیت اسبات میں مضمر ہے کہ وہ روسی نوجوانوں کی ذہنی تربیت میں بہت مدد دے رہی ہیں

فٹ بال

فٹ بالر کے واسطے آٹھ ضروری نکات

(۱) اپنی ٹیم کے واسطے کھیلو۔ اور تمام کوشش سے کھیلو۔ میچ ہوتے ہرے نظر آئے۔ آ
ل ہرگز نہ چھوڑو۔ کیونکہ کئی میچوں کا نتیجہ بالکل آخری لمحہ میں برآمد ہو جاتا ہے۔ اور لبا اوقات تو قع
کے خلاف ؛

(۲) اوسان بجا رکھو۔ مغلوب الغضب مت ہو جاؤ۔ اپنی جگہ پر قائم رہو۔

(۳) نہ خود باتوں میں لگو۔ نہ دوسروں کو لگاؤں۔ نہ ہی اونچے اونچے چلّاؤ۔ یا بحث مباحثہ شروع کر دو۔ (بالخصوص ریفری یا کپتان کے ساتھ۔
(۴) ہمیشہ کسی بالمقابل کھلاڑی کے پیچھے لگنے کی بجائے گیند کے پیچھے پڑو۔ مطمح نظر گیند ہو۔ نہ کہ کوئی خاص کھلاڑی۔ مقابل پر اسی طرح ہلہ بولو۔ جیسا کہ تم خود ہلہ ہونے کی توقع رکھتے ہو۔
(۵) سپورٹسمین بنو۔ کوئی خلاف ورزی عمداً ہرگز نہ کرو۔ (بالخصوص اپنے گول کے نزدیک) فاؤل کرنے اکھڑپنے اور غلط کاری کی دلیل ہے۔ اگر آپنے گول ہر جانے کو فاؤل سے بچایا۔ تو ریفری گول دے دیگا۔ جو کہ فاؤل نہ کرنے کی صورت میں ممکن تھا۔ کہ بچ جاتا ؎

(۶) خود غرض نہ بنو۔ بڑھ جانے کی انفرادی کوشش بجائے فائدہ کے نقصان رساں ہوگی خوش خوش رہو۔ اور خواہ آپ ہر جائیں۔ یا جیت جائیں۔ دوسروں سے باخلاق پیش آؤ۔
(۷) بے تحاشا ککیں نہ لگاؤ۔ نہ ہی گیند کو ہر بار ٹچ لائین کی طرف بھیجنے کی کوشش کرو ؎
اپنی ہی گول لائن کی طرف کبھی کک نہ لگاؤ۔ البتہ جب گول بچانے کا کوئی چارہ نہ رہے۔ تو پھر مجبوراً ایسا کر سکتے ہو ؎
(۸) میدان میں عین وقت سے دو چار منٹ پہلے پہنچو۔ حریف کو ناجائز دھوکا کبھی نہ دو ؎

فٹ بالر کے واسطے خاص ورزشیں اشاعت آئندہ میں ؎

ساری خدائی ایک طرف ناچیز مکھی ایک طرف

ناچیز مکھی ——— نہ زہریلا ڈنک - نہ چیرنے پھاڑنے والے دانت نہ پنجے نہ عقاب جیسی چونچ - نہ بلند پرواز - نہ تیز رفتار -

طاقتور انسان ـــــــ اشرف المخلوقات ۔ طاقت وفراست کا پتلا ۔ کیمیائی مرکبات ۔ زہریلی گیسیں ۔ پھندے جالیاں ۔ کلیں اور اوزار وآلات اس کے پاس ۔

مگر

ننھی منھی مکھی ایک طرف اور عاقل انسان ایک طرف

تاہم

ہمت کو ہاتھ سے نہ دیں ۔ اس سے جتنا بھی بچ سکیں بچیں ۔ جتنا بھی اسے برباد کر سکیں کریں ۔ جہاں تک ممکن ہو ۔ "(سلامتی مقدم)" اس کی پیدائش وپرورش کے سامان مہیا نہ کریں ۔ غلاظت گندگی ۔ روڑی کو ڈھانپ کر اور دبا کر رکھیں ۔ کھانے پینے کی چیزوں کو جالی سے ڈھانکیں ؛
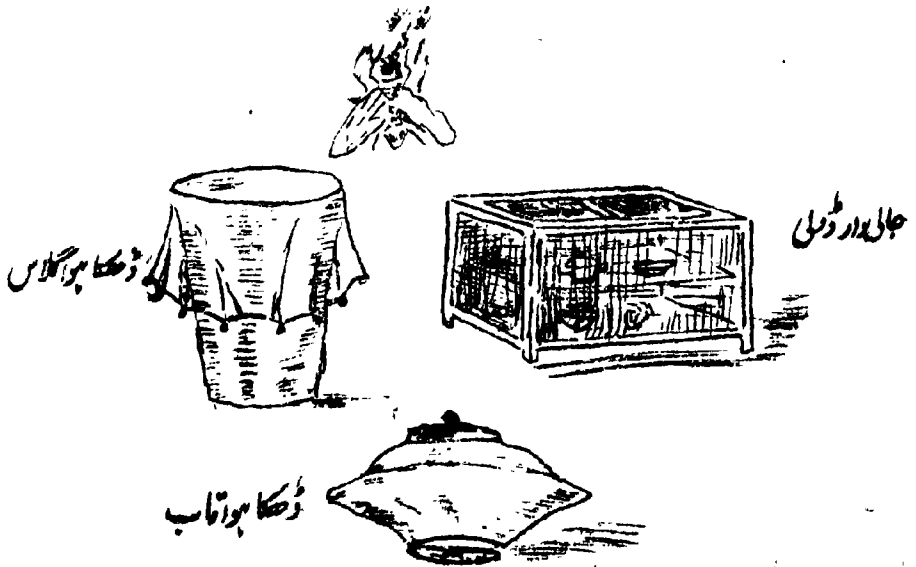
سیفٹی فرسٹ
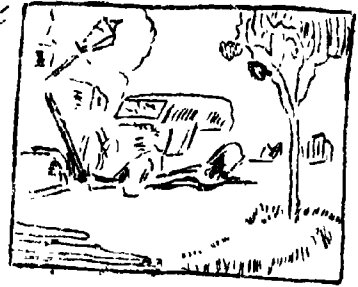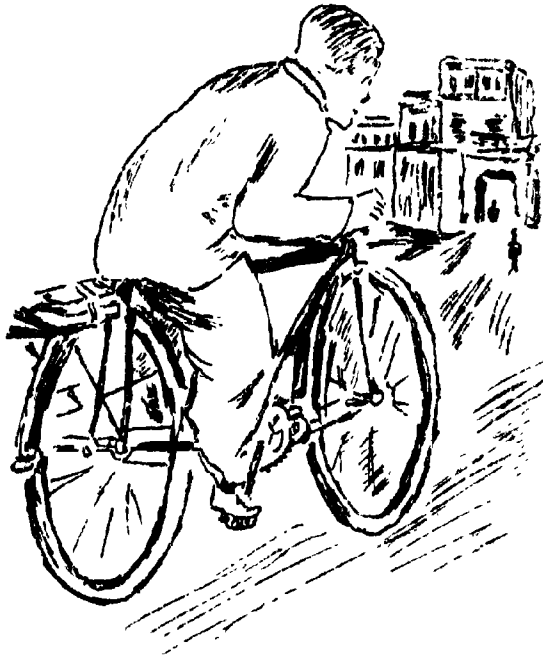
سائیکل سوار چند غلطیوں کا مرتکب ہو رہا ہے۔ امکان ہے کہ حادثات وقوع پذیر ہو جائیں

(۱) سائیکل صحیح قد کا نہیں بمشکل سے اکڑوں بیٹھا چلا آرہا ہے۔ اور

(۲) ڈھیلے کپڑے پہن رکھے ہیں جو کسی وقت پہیے میں الجھ جائیں گے۔ اور

(۳) سائیکل نہایت تیز چلا رہا ہے۔ نیز نہ پمپ ہے۔ نہ گھنٹی۔ نہ بریکیں۔

سیفٹی فرسٹ

سکولوں میں یا گھروں میں عام طور پر دوائیوں کی الماریاں (۱) کھلی رہتی ہیں (۲) بچوں کی پہنچ کے قریب ہوتی ہیں (۳) ان میں زہریلی دوائیاں رکھی ہوتی ہیں (۴) اکثر شیشیوں پر کوئی لیبل وغیرہ نہیں لگا ہوتا۔ اور ایسی شیشیاں بارہا میز پر بھی پڑی ہوتی ہیں۔

اس بے احتیاطی سے بسا اوقات خطرناک حادثات رونما ہو جاتے ہیں

زہریلی دوائیوں پر سرخ لیبل یا نشان ضرور ہونا چاہیے۔ دوائی کا نام لکھو اور بچوں کی پہنچ سے دور یا مقفل رکھو

زکام - - صبح کی چھینکیں
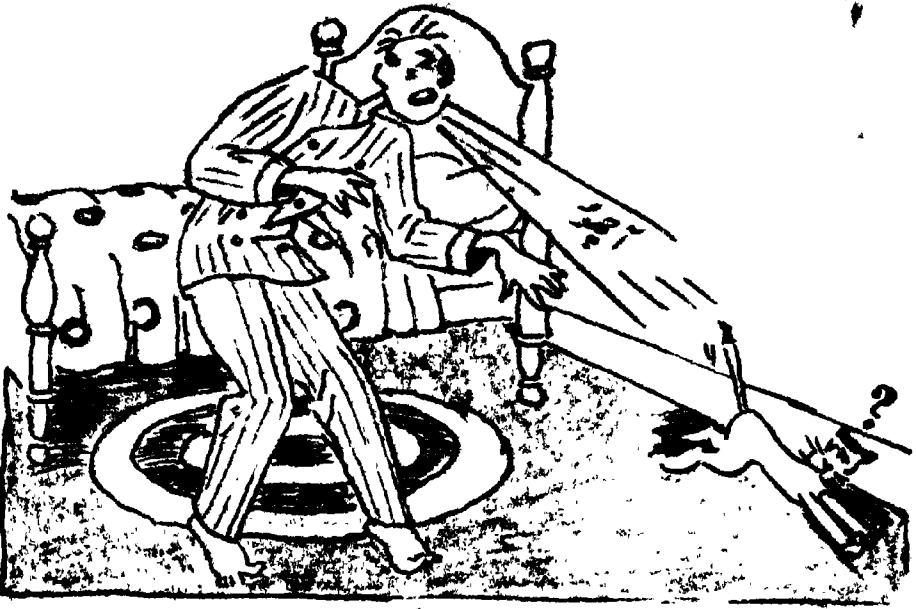
ہائے درد - مرگیا - مرگیا ـــــــــ گھر بھر کو پریشان کر رکھا ہے -

زکام

ایک متعدی مرض ہے

ہم زکام کی چنداں پروا نہیں کرتے۔ اور اسے موسم اور موسمی تبدیلیوں کی طرح ناگزیر سمجھنے کے عادی ہوگئے ہیں۔ زکام کی وجہ سے بچوں کی ذہنی اور جسمانی تربیت رک جاتی ہے۔ باہر کھلے میدانوں میں سیر و تفریح اور تعطیلات کے خوشگوار اثرات اس سے زائل ہو جاتے ہیں۔ گلا خراب ہو جاتا ہے۔ کان کی نالی اور ہوا کی نالی ماؤف ہو جاتی ہے۔ برانکو نمونیا ہو جاتا ہے۔ بعض بیماریاں مستقل طور پر جڑ پکڑ لیتی ہیں۔ زکام ان لوگوں کے لئے جن کے آلات تنفس اور دل کمزور ہوں۔ اور بوڑھوں اور بچوں کے لئے خاص طور پر خطرناک ہے۔ زکام کھلا دشمن نہیں بلکہ ایک مکار دشمن ہے۔ مگر کیسے؟
زکام جس سے سر یا چھاتی میں سردی محسوس ہوتی ہے۔ مختلف جراثیم کے مجموعہ کا زہریلا اثر ہے۔ یہ جراثیم اس قدر باریک ہوتے ہیں کہ خوردبین سے بھی دکھائی نہیں دیتے۔

زکام کے انسداد کے لئے کوئی علاج ابھی مکمل نہیں ہوا۔ لہٰذا تدابیر حفظ ماتقدم کی طرف توجہ مبذول کرنی چاہئے۔ جسم کو ڈھانپ کر رکھنا چاہئے لیکن اتنا نہیں کہ تکلیف دہ معلوم ہو۔ جوتا اس قسم کا ہو۔ کہ اس کے اندر پانی کا اثر سرایت نہ کر سکے۔ سرد پانی سے ہاتھ منہ دھونے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ زیادہ گرم کمروں میں یا ایسے کمروں میں جہاں ہوا کی آمد و رفت کا خاطر خواہ انتظام نہ ہو۔ آنا جانا نہیں چاہئے۔ اور ناک صاف کرنے کے وقت پہلے صرف ایک نتھنے کو صاف کرنا چاہئے۔ مناسب خوراک بھی ضروری ہے۔ کیونکہ دبا میں کم ہو جانے سے زکام اور نزلہ بار بار ہو جاتا ہے کثیر مجمع اور سینما گھروں کی بند اور لبا اوقات زہر آلودہ ہوا میں زیادہ دیر تک شامل ہونا یا بیٹھنے سے محترز رہنا ضروری ہے۔

کھانے کے بعد کلّی

جب آدمی کھانا کھاتا ہے۔ تو اس کے تھوڑے بہت ذرّے دانتوں میں اٹک جاتے ہیں۔ اور سڑ کر منہ میں بدبو پیدا کرتے ہیں۔ اس لئے کھانا کھانے کے بعد ضرور کلی کرنی چاہئیے۔ کلی سے دو غرض ہیں۔ اوّل یہ کہ منہ کے اندر کا حصہ بالکل دھویا جائے۔ دوسرے یہ کہ پانی کی حرکت سے چھوٹے چھوٹے ذرّے دانتوں کی ریخوں میں سے نکل پڑیں۔ اور وہ ریخیں بھی دھل جائیں۔ اس لئے کلی کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہوسکتی۔ کہ دو کلیاں کرو یا تین کلیاں کرو۔ جتنی کلیوں میں منہ صاف ہوسکے اتنی کلیاں کرنی چاہئیں۔ منہ کے صاف کرنے کے لئے کوئلا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ کوئلے کو صرف اس مطلب کے لئے ہی استعمال نہیں کرتے۔ کہ اس سے دانت منجھ کر صاف ہو جائیں۔ یہ بات تو

مسواک سے یا کھریا مٹی کے ملنے سے بھی ہو سکتی ہے۔ مگر کوئلے کے استعمال کرنے کا ایک اور بڑا فائدہ یہ ہے۔ کہ جو بدبو کسی چیز کے گلنے اور سڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔ کوئلا اس بُو کو دور کرتا ہے اور اس بُو سے جو نقصان پہنچتا ہے۔ وہ نقصان بھی نہیں پہنچنے دیتا۔ پس کوئلے کے ملنے سے دانت صاف بھی ہو جاتے ہیں۔ اور کھانے کی چیزوں کے ریزے دانتوں میں اڑ کر جو بُو پیدا کرتے ہیں۔ اس کو بھی دور کرتا ہے۔

معدے میں جب غذا ہضم نہیں ہوتی۔ تو زبان میلی رہتی ہے۔ اور منہ میں سے بُو آتی ہے۔ یہ بُو پورے طور پر اُسی وقت دور ہو سکتی ہے۔ جب معدہ درست ہو۔ لیکن دو چار گھنٹے کے لئے کوئلے سے بھی دور ہو سکتی ہے۔

جب گھر میں کوئی بیمار ہو۔ اور گھر بیمار کی وجہ سے زیادہ میلا اور بدبودار ہو گیا ہو۔ تو اس وقت معمولی جھاڑو دینے سے گھر صاف نہیں ہوتا۔ اس وقت بدبو دور کرنے کے لئے کئی ترکیبیں کی جاتی ہیں۔ لیکن اگر بیمار والے کمرے میں ایک ٹوکرا کوئلوں کا بھر کر رکھ دیا جائے۔ تو بہت کم بو پیدا ہوگی اور جو ہوگی۔ اس بُو سے کسی کو نقصان نہ پہنچے گا۔ پس منہ کی بدبو دور کرنے اور صفائی کے لئے کوئلے سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ ؞
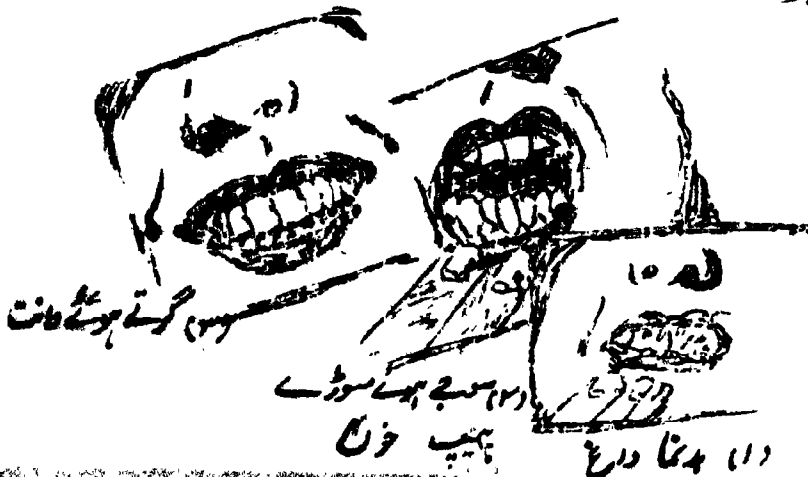
لطائف لطائف
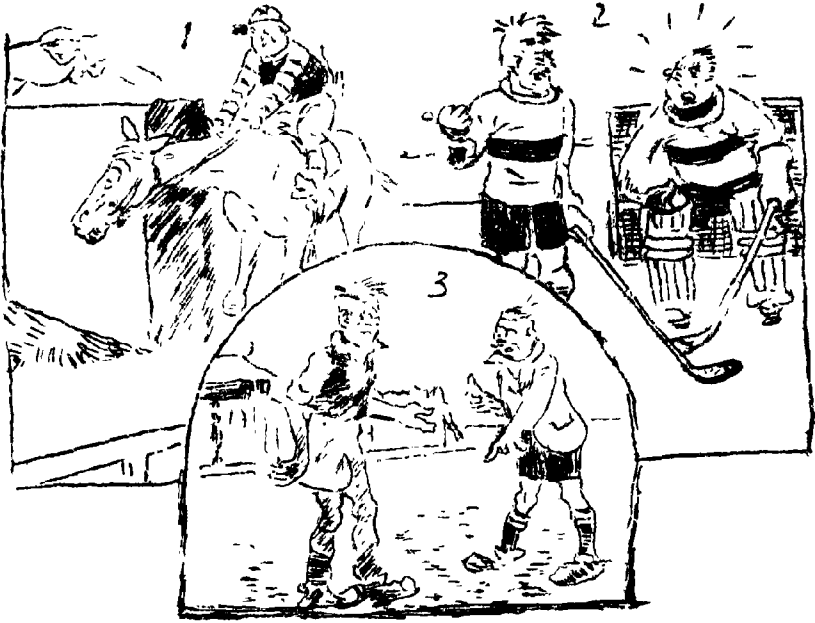
(۱) "ہاہاہا۔ آئے تو بڑی پھرتی سے تھے۔ اور گھوڑا چھلانگ ہی نہیں لگا سکتا"

"یہ بات نہیں۔ ایک دفعہ پہلے گھوڑے نے چھلانگ لگائی تھی۔ تو دوسری طرف کھائی میں گر پڑا تھا۔ اب یہ پہلے دیکھ لینا چاہتا ہے۔ کہ دوسری طرف کیا ہے۔

---

(۲) گول کیپر: اپنے ہی گول میں شوٹ کر دینے کے کیا معنی

کھلاڑی: دوسری طرف تو گیند گول کے پاس بھی نہیں پہنچنے دیتے۔

---

(۳) کھلاڑی: ریفری صاحب میں میدان کو چھوڑنا چاہتا ہوں۔

ریفری: بہت اچھا۔ جتنا مرضی ہے۔ چھوڑ کر کھیلو۔

---
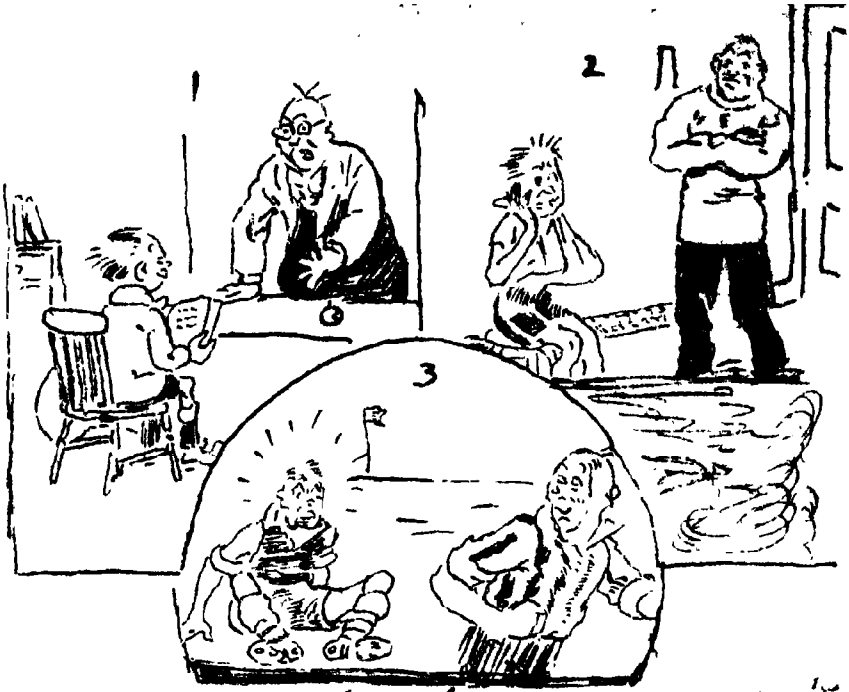
(۱) "کیا وجہ ہے کہ باوجود اتنا ہوشیار لڑکا ہونے کے جماعت میں سب سے پیچھے بیٹھتے ہو؟"

" وہاں انگیٹھی نزدیک ہوتی ہے۔ اور ماسٹر صاحب دُور "

(۲) "استاد یہ ورزشیں تمہارے لئے کچھ سخت ہیں۔ ذرا نرم کردیں گے"

شاگرد " جی ہاں ذرا سخت ہیں۔ صرف دو ہڈیاں اور دو دانت ہی ٹوٹے ہیں۔ اب جب ہل سکوں گا۔ تو پھر نرم کرنے پر غور فرمائیے گا "

(۳) کھلاڑی بڑا : یہ کیا کھیل ہے جی۔ ریفری تمہیں باہر نہیں نکالتا "

مقابل ٹیم کا کھلاڑی: کھیل کا میدان ہمارا۔ ریفری ہمارا۔ گیند ہمارا۔ اس طرح نہ کیا۔ تو میچ کیسے جیتیں گے۔

(۴) ٹریفک سپاہی: ۔ ٹکر کے بعد کار سے باہر آکر رفتار جاری رکھنے کے جرم میں تمہارا چالان کیا جائے گا۔

(اور وہ بیچارا ابھی زمین پر گرا بھی نہیں)

(۱) بدھو کا دماغ

تفریح و کھیل

چھوٹے بچے کھیل میں مشغول ہیں
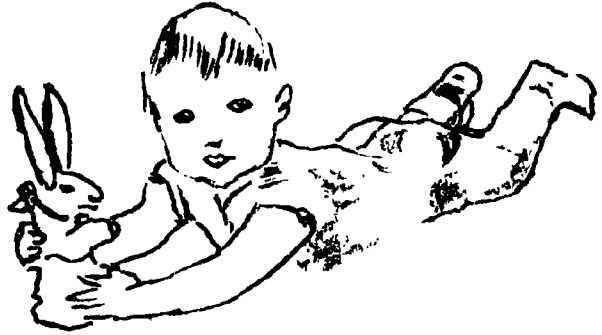
ٹکٹ کلکٹر

کوچوان :- (دُور سے آواز دیتے ہوئے) بابوجی ــــ آپ کا بیگ ــــ
یہ سمجھتے ہوئے۔ کہ وہ زیادہ مزدوری کے لئے تقاضہ کرنا چاہتا ہے۔ مسافروں کے ہجوم میں گھس جاتا ہے۔ کوچوان اُسے تلاش کرتا ہے۔

چوتھا منظر

ریلوے پلیٹ فارم

مسافر گیٹ پر۔ نہ معلوم ٹکٹ کلکٹر کیوں نہیں۔ اکا دکا مسافر گذرتا نظر آتا ہے۔ خار تیزی سے دروازے سے نکل کر پلیٹ فارم پر شاہد وغیرہ کی تلاش شروع کر دیتا ہے۔ پُل کے پاس پہنچنے پر شاہد۔ چوپڑہ خار کا انتظار کر رہے ہیں۔ خار ان کی تلاش میں ادھر سے گزرتا ہے۔ ان پر نظر نہیں پڑتی۔ شاہد پہچان لیتا ہے۔

شاہد :- دیکھنا چوپڑہ صاحب۔ وہ خار تو نہیں ؟

چوپڑہ :- معلوم تو وہی ہوتے ہیں۔ خار صاحب! اے خار صاحب!

خار :- (دُور سے نہیں پہچان کر) آخا آپ یہاں ہیں۔ میں تلاش کرتے کرتے تھک گیا۔

شاہد :- خوب انتظار دکھایا۔

چوپڑہ :- اڈیٹروں کے وعدے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اور اس پر۔

شاہد :- کہیں راستے میں فکر تشویش کرنے لگ گئے ہوں گے۔ کیوں جناب ؟

(خار کھسیانا ہو کر بیٹھ جاتا ہے)

چوپڑہ :- چھوڑو بھی ــــ غریب کو کیوں ستاتے ہو۔ مطلب کی بات کرو۔ خار صاحب ٹکٹ لے آئے کیا۔

خار:۔ (چونک کر) اوہ یہ تو جلدی میں یاد نہ رہا۔
شاہد:۔ تو پھاٹک سے بلا ٹکٹ کیسے گزرے۔
خار:۔ ٹکٹ کلکٹر موجود نہ تھا۔
چوپڑہ:۔ معلوم ہوتا ہے آپ گھات میں لگے تھے۔ جونہی میدان صاف پایا۔ نکل آئے۔ کیا جیب میں کرائے کے لئے دام نہیں ہیں۔

سب ہنستے ہیں۔ خار بھی شرمسار ہو کر مسکراتا ہے۔

شاہد:۔ خیر آپ بیٹھئے۔ ٹکٹ لے آتا ہوں۔ (شاہد جاتا ہے)
خار:۔ خدا بچائے ان دوستوں سے۔
چوپڑہ:۔ کیوں صاحب!
خار:۔ بنا بنا کر ادھموا کر دیا۔
چوپڑہ:۔ خیر وہ جان تو پھر ڈال لی جائے گی لیکن خدا کے لئے میرے حال پر رحم کرو۔
خار:۔ خار کیوں ——؟
چوپڑہ:۔ کہیں میری کوئی ہجو نہ کہہ دینا۔
خار:۔ (مسکرا کر) اتنا ڈر ہے۔!
چوپڑہ:۔ کیوں نہیں۔ بابا۔ شاعروں سے بچنا چاہئے۔ بابا۔ شاعروں سے بچنا چاہئے۔ پھر آپ تو ایڈیٹر ہیں۔

(شاہد آتا ہے)

خار:۔ کیوں صاحب لے آئے ٹکٹ؟
شاہد:۔ نہیں۔
چوپڑہ:۔ کیوں۔
شاہد:۔ ٹکٹ کلکٹر کے پوچھنے پر میرے منہ سے اچانک نکل گیا۔ کہ ایک دوست کے لئے ٹکٹ خریدنے جا رہا ہوں
چوپڑہ:۔ غضب کر دیا۔

خالد:- پھر وہ کیا کہنے لگے۔
شاہد:- یہی کہ دوست کو ساتھ لاؤ ـــــــ وہ خود آکر لے جائے۔
چوپڑہ:- اب ضرور کوئی گل کھِلے گا تم نے سخت غلطی کی۔
شاہد:- واقعی۔
ٹکٹ کلکٹر پھاٹک بند کر کے ٹہلتا ہوا اُدھر آنکلتا ہے۔ شاہد پہچان لیتا ہے۔
ٹکٹ کلکٹر:- مسٹر کہاں ہیں۔ آپ کے دوست جن کو ٹکٹ کی ضرورت ہے۔
شاہد:- یہ ہیں۔
چوپڑہ:- اُف۔
ٹکٹ کلکٹر:- میں آپ کے دوست کو بلا ٹکٹ سفر کرنے کے جرم میں گرفتار کرواتا ہوں۔
خالد:- میں نے بلا ٹکٹ سفر کیا ہے؟ جناب آپ غلطی پر ہیں۔ ہم تو کل آدمی ہیں۔
ٹکٹ کلکٹر:- اگر آپ کل ہیں تو ٹکٹ دکھایئے۔
خالد:- وہ تو میں نہیں خرید سکا۔
ٹکٹ کلکٹر:- تو بلا ٹکٹ پھاٹک سے کیسے گزرے۔
خالد:- کوئی وہاں موجود نہ تھا۔
ٹکٹ کلکٹر:- (اپنی غلطی چھپاتے ہوئے) اوہ مجھ پر بھی الزام۔ بھئی میں بارہ بجے سے ایک انچ بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔
شاہد:- چاہے کچھ ہو ـــــــ ہم کل آدمی ہیں۔ آپ ہم پر کرم فرما کر معاملے کو طول نہ دیں۔
ٹکٹ کلکٹر:- میں زیادہ باتیں نہیں سننا چاہتا۔ سیدھی طرح (چاروں طرف دیکھ کر) پانچ روپے دے دو ورنہ پولیس کے حوالے کر دوں گا۔
چوپڑہ:- جناب ہم یہ مفت کا جرمانہ نہیں بھر سکتے۔
ٹکٹ کلکٹر:- میرے پاس فضول بحث کے لئے وقت نہیں۔ میری بات منظور نہیں تو چلو میں اپنا فرض ادا کروں۔

(ایک اور ٹکٹ کلکٹر آتا ہے۔ جو اس کا اصلاح کار معلوم ہوتا ہے)

آنیوالے ٹکٹ کلکٹر:- کیوں جی کیا معاملہ ہے۔

پہلا ٹکٹ کلکٹر:- ان جناب کو بلا ٹکٹ سفر کرتے پکڑا ہے۔

دوسرا ٹکٹ کلکٹر:- (خالد کو غور سے دیکھ کر) اوہو ---- آپ ہیں۔ اجی اب تو پھنس گئے۔ حضرت مجھے دیکھتے ہی ٹٹی میں چھپ گئے تھے۔ جناب یہ تو شروع سے بلا ٹکٹ آتے ہیں۔

چوپڑہ:- سراسر جھوٹ ہے۔ جناب آپ شریف شہریوں کی توہین کر رہے ہیں۔

پہلا ٹکٹ کلکٹر:- پہلے اپنی تو خیر مناؤ۔ اس کا خمیازہ آپ کو بھگتنا ہوگا۔

دوسرا ٹکٹ کلکٹر:- اس کیا ثبوت ہے۔ کہ آپ نوکل آدمی ہیں۔

چوپڑہ:- ہم خود ---- پھاٹک پر کوئی نہ تھا ---- ہمارے دوست گزر آئے۔ یہ ضرور ان کی غلطی ہے۔

ٹکٹ کلکٹر ا:- آہ مجھ پر الزام ---- بس اب نہیں چھوڑ دوں گا۔ تمہیں پولیس کے حوالے کئے بغیر نہ چھوڑ دوں گا۔

(اپنے ساتھی سے) جائیے آپ پولیس کو ٹیلیفون کیجئے۔ میں ان کی نگرانی کرتا ہوں۔

اسی جھگڑے میں بڑھتے بڑھتے مسافر خانے کے جنگلے کے بالکل نزدیک پہنچ جاتے ہیں۔ کوچوان جو خالد کو تلاش کر رہا تھا۔ ادھر آنکلتا ہے۔ اور خالد کو پہچان لیتا ہے۔

تانگے والا:- بابو جی آپ کا بیگ۔

خالد:- لاؤ بھائی۔ تم تو بہت ایماندار ہو۔ (بیگ لے لیتا ہے)

چوپڑہ:- لیجئے سچی گواہی مل گئی۔ (ٹکٹ کلکٹر گھبرا جاتا ہے۔ دوسرا کھسک جاتا ہے)

ٹکٹ کلکٹر:- جناب معاف فرمایئے گا۔ مجھ سے غلطی ہوئی۔

چوپڑہ:- (جوش میں آکر) میں اپنی بے عزتی کا بدلہ لئے بغیر نہیں رہوں گا۔

ٹکٹ کلکٹر:- میری حالت پر مہربانی فرمایئے۔ بال بچوں والا ہوں۔ نوکری سے برخاست ہو کر کسی کام کا بھی نہ ہونگا۔

شاہد:- اب گرگٹ کی طرح رنگ کیوں بدلنے لگا۔ میرے دوست کو پولیس کے حوالے کیجئے۔ دیر ہو رہی ہے۔

چوپڑہ:- (ادھر ادھر دیکھ کر) کہاں گئے جاسوس صاحب۔ انہیں بھی اس کارنمایاں کا صلہ ملنا چاہئے۔

شاہد :۔ معلوم ہوتا ہے کھسک گئے ۔

چوپڑہ :۔ خیر ان کے ساتھی موجود ہیں ۔ سنئے صاحب آپ نے ایک انشورنس کمپنی کے ایجنٹ۔ ایڈیٹر اور وکیل کی توہین کی ہے ۔ میں ریلوے کے سب سے بڑے افسر کو سارے معاملہ کی باخبر کرتا ہوں ۔

شاہد :۔ نہ جانے تم کتنا ظلم کر چکے ہو۔

خار :۔ آخر بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی ۔

ٹکٹ کلکٹر :۔ (چاروں طرف دیکھ کر) میں آپ کے پاؤں پڑتا ہوں ۔ مجھ پر ترس کھاتے ہوئے ایسا نہ کیجئے

چوپڑہ :۔ آپ نے ہم سے اچھا سلوک نہیں کیا۔ تو آپ کیسے اچھے سلوک کی اُمید رکھ سکتے ہیں ۔

شاہد :۔ بھائی چوپڑہ اب جانے دو ـــــ غریب کئے پر نادم ہے ۔

چوپڑہ :۔ اس ایک پر ترس کھانا ـــــ کئی غریبوں کے گلے پر چھری پھیرنا ہے ۔

ٹکٹ کلکٹر :۔ نہیں اب میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں ۔ آئندہ کے لئے توبہ کرتا ہوں ۔

شاہد :۔ خیر اب تمہاری حالت پر ترس کرتے ہوئے اس معاملہ کو طول نہیں دیتے ۔ لیکن آئندہ کے لئے محتاط رہنا

ٹکٹ کلکٹر :۔ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر قسم کھاتا ہوں ۔ کہ پھر ایسا کام نہیں کروں گا ۔

خار :۔ خدا تمہیں اس بات کی توفیق دے ۔

سب :۔ (یکز زبان) آمین ۔

شاہد :۔ اچھا دوست آداب ۔ (ٹکٹ کلکٹر چلا جاتا ہے)

(شاہد وغیرہ اپنی جگہ پر آ جاتے ہیں)

شاہد :۔ لاحول ولا قوۃ ـــــ آج تو خوب مغز کھپانا پڑا ۔

خار :۔ بیچارے جی کو سبق مل گیا ۔ آئندہ کے لئے کان ہو جائیں گے ۔

چوپڑہ :۔ اور ایڈیٹر صاحب کی خوب گت بنی !

خار :۔ آج کی رات واقعی میری زندگی میں خاص حیثیت رکھتی ہے ۔ فرصت کے وقت ـــــ اپنی بد حواسیوں پر ایک مضمون سپرد قلم کروں گا ۔

چوپڑہ:۔ اے تم شاعروں سے خدا بچائے۔ ایسے میں بھی مضمون کی سوجھی۔ بھئی ہم پر نظرِ کرم رکھنا۔

شاہد:۔ ہاں بھئی کہیں بیگی ہی کہما نہ چھپنے والی بات نہ کرنا۔ یہ آج کا بخار ہم پر ہی نہ اترے۔

خار:۔ (مسکراکر) کیوں میں کوئی خطرناک آدمی ہوں۔

چوپڑہ:۔ بڑے۔

خار:۔ بہرحال آپ پر حرف نہیں لاؤں گا۔ خاطر جمع رکھئے۔

گاڑی کی گڑگڑاہٹ سنائی دیتی ہے۔ پلیٹ فارم پر بھاگڑ پڑ جاتی ہے۔

شاہد:۔ لے لو گاڑی بھی آگئی۔

خار:۔ اٹھائیے اپنا اپنا سامان۔

چوپڑہ:۔ ہاں بھئی اپنا اپنا سنبھالنا اور خاص کر ایڈیٹر صاحب (مسکراتا ہے) محتاط رہیں۔

خار:۔ (مسکراکر) شکریہ۔

گاڑی رک جاتی ہے۔ سب سوار ہو جاتے ہیں۔ آخر تھوڑی دیر بعد سیٹی بجتی ہے۔ سبز روشنی ہوتی ہے۔ گاڑی چل پڑتی ہے۔

)۰:(۰:۰)۰:(
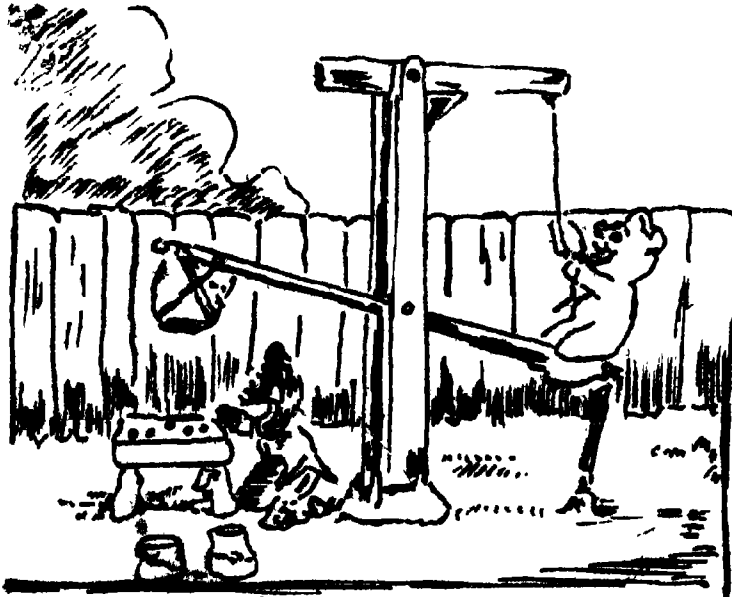
بادام و اخروٹ توڑنے کی کیا عمدہ ترکیب سوجھی ہے!

ملاں جی

سفر میں نہیں کیا کرتے تو کیا گھر کیا کرتے ہیں۔ ہمارا قاعدہ ہے۔ کہ سفر میں اس قسم کے حادثوں کو زیادہ محسوس کرتے ہیں۔ دیکھو ہم نے آخر کسر نکال ہی لی۔ اس وقت کھانا تم نے مفت کھایا۔ تم پہلے چلے آئے تھے۔ پھر ہم بھیڑ میں سے نکلتے ہوئے آ گئے۔ کسی نے دام مانگے نہ پیسے بھائی یہاں کے لوگ بڑے مہمان نواز ہیں، نہایت متواضع ہیں۔ دیکھو بازار میں دوکان لئے بیٹھے ہیں۔ پھر بھی منہ سے کھانے کی قیمت نہیں مانگتے۔ جو دیتا ہے۔ اس سے لے لیتے ہیں۔ مگر مانگتے نہیں۔ اتنی تو حمیت ہو۔ آدمی میں دیکھئے۔ اسے کہتے ہیں۔ انسانی اخلاق اور مسافر نوازی!

ہمیں ملاجی کی اس حرکت پر جو ظرافت کی حد سے گزر کر دوستانہ تک پہنچ گئی تھی۔ سخت غصہ آیا۔ ہم نے اسی وقت واپس آ کر قیمت دینے کا قصد کیا۔ مگر فوراً ہی ہمارے دل میں انتقام کی چنگاری سلگنا شروع ہو گئی۔ اور ہم نے اپنے ذہن میں ایک انتقامی تجویز مرتب کر کے خاموشی اختیار کر لی۔

شام کو ملاں جی پھر اسی ہوٹل میں پہنچے، ہم بھی ساتھ تھے۔ ہوٹل والوں کے اخلاق کا صبح بہت ہمت افزا تجربہ ہو چکا تھا۔ ملاجی نے بڑی بیدردی سے اس وقت کھانوں کی فرمائش کی میز پر کھانا چنا گیا۔ تو ساری میز بھر گئی۔ مشکل سے دو گلاس رکھے جا سکے۔ ملاں جی نے قطعی پیرانہ انداز سے کھانا شروع کیا۔ آخر میں انہوں نے ہم سے کہا۔ چلو تم باہر نکلو۔!

کیا اس وقت بھی مفت ہی کھائے گا؟

خاموش رہو جی چپکے چلے جاؤ باہر!

میں نہیں جاؤں گا۔ میرے سامنے دام دو۔

یہ کیا عقلمندی ہے۔ آپ کو داموں سے کیا بحث آپ جائیے۔

ملاں جی میں کہہ چکا نہیں جاؤں گا۔ تم سے قیمت دلا کر جاؤں گا۔

کیسی باتیں کرتے ہو جی گھر برباد کرنے کی معلوم ہے کتنے دام ہو گئے ۔ دو ڈھائی روپے سے کسی طرح کم نہ ہو نگے !
کتنے ہی ہوں آخر کھا کیوں گئے اتنا ؟

ملا جی بہت گھبرائے واقعی اس وقت کے کھانے کی قیمت کسی طرح دو روپے سے کم نہ ہوگی ۔ یہ رقم ادا کرتے ہوئے یقیناً انہیں تکلیف محسوس ہونی چاہیئے تھی ۔ ہماری باتیں سن کر ہوٹل کا ایک ملازم بھی آگیا ۔ وہ سمجھا محض تکلہ کے خیال سے دونوں میں دام کے متعلق اختلاف ہے ۔ ایک چاہتا ہے ۔ میں دوں دوسرا کہتا ہے میں دوں ۔ اس نے آہستہ سے کہا بات ہی کیا ہے صاحب کوئی دے دیں پھر بھی تو کھلیئے گا !

ہم نے کہا ایک وقت کے ہوں تو کوئی دیدے صبح کے دام بھی دینا ہیں ۔ آدمیوں کی کثرت میں تمہیں بھی کھانے کی قیمت مانگنے کا خیال نہ آیا ۔ اور ہمارے ملا جی بھی بغیر دام دیئے چلے گئے ۔ یہ اللہ والے آدمی ہیں ۔ انہیں اس قسم کی باتیں یاد نہیں رہا کرتیں ۔ ملا جی کا چہرہ غصہ سے سُرخ ہو گیا ۔ انہوں نے طیش میں آکر کہا ۔ عجب آدمی ہیں ۔ جناب اب بھی میں صبح کے کھانے کی قیمت دے چکا ہوں !

ملازم ادب سے بولا نہیں حضور صبح حساب میں دس آنے کی غلطی تھی ۔ ہم لوگوں کی تنخواہ منیجر صاحب نے کاٹنے کو کہا تھا ۔ اچھا ہوا اس وقت آپ نے یاد دلا دیا ۔ نہیں تو مفت میں ہمارے گلے پر چھری پھر جاتی ...... ملازم دوڑتا ہوا منیجر صاحب کے پاس گیا ۔ اور ان سے آہستہ سے کہا لیجئے صبح کا چور پکڑا گیا ...... وہ دیکھئے ہاتھ بھر کی داڑھی لگائے بیٹھا ہے !

منیجر صاحب آئے اور صبح کے داموں کا مطالبہ کیا ۔ ہم نے ملا جی کی طرف اشارہ کر کے کہا .... آپ دیں گے ۔ ملا جی نے پیچ و تاب کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا ۔ جہاں تک میرا خیال ہے ۔ میں صبح دے چکا ہوں ۔

ہرگز نہیں جناب ! دس آنے صبح کے اور دو روپیہ تین آنے اس وقت کے جلدی نکالئے جیب سے مہربانی کر کے ۔

ملا جی سٹ پٹا گئے ۔ اور فوراً روپے نکال کر میز پر پھینک دیئے ۔ باہر آکر انہوں نے ہم پر برسنا شروع کیا ۔ ہم نے کہا ملا جی راستہ کی شرارت کا بدلہ لینا تھا ۔ اس وقت ہمیں آپ کی صورت سے مغالطہ ہو گیا تھا ۔ ورنہ ہم اس طرح قابو میں آنے والے نہ تھے .... تم نے بہت ذلیل کیا ۔

ذلت کی اس میں کیا بات ہے ۔ ملا جی آخر کھانا تو کھایا ہی تھا شرافت اس میں تھی ۔ (باقی آئندہ)

ورزش ماسٹر

جماعتوں کا چکر لگاتے ہوئے ہیڈ ماسٹر صاحب نویں جماعت کے کمرہ میں پہنچے۔ تو متواتر قہقہوں کی آواز سن کر ذرا ٹھٹھک سے گئے۔ ڈرائینگ ماسٹر چھٹی پر تھا۔ اور ماسٹر ہوزین اس کا پیریڈ لے رہے تھے۔ دروازہ کے نزدیک ہی تھے۔ کہ ماسٹر ٹی بن بھی پیچھے سے آنکلے "ہیڈ ماسٹر صاحب۔ میں آپ کی تلاش میں ہی تھا۔ ان پروگریس رپورٹوں پر دستخط کرانے تھے۔ ہیں...... مگر یہ نویں جماعت میں کیا ہو رہا ہے۔ اڈرائینگ ماسٹر صاحب کو ایسی آزادی نہیں دینی چاہیئے"
—— "یہ ڈرائینگ ماسٹر نہیں۔ وہ چھٹی پر ہے۔ تمہارے پرانے دوست ماسٹر ہوزین نے جماعت لے رکھی ہے"۔
جماعت کا دروازہ کھول کر اندر جو داخل ہوئے۔ تو کئی لڑکے ماسٹر ہوزین کے گرد میز پر جھرمٹ ڈالے کھڑے تھے چند "لڑکوں والی اداؤں" میں مشغول تھے۔ ماسٹر صاحب نے کہا "دیکھو کیسا آسان طریق ہے۔ اور ساتھ ہی دلچسپ"
—— "ماسٹر صاحب یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ جماعت کا کمرہ ہے۔ یا کھیل کا میدان؟" —— آواز سن کر لڑکے اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔ اور ماسٹر صاحب نے کھڑے ہو کر جواب دیا۔ کہ میں ان کو تصاویر بنانے اور ان کو دوسرے کاغذ پر

منتقل کرنے کا طریقہ بتا رہا تھا۔ ڈی بن صاحب نے فرمایا "ہاں خوب دلچسپ مشغلہ ہے۔ ڈرائینگ سے اچھا ہے۔" مگر ہیڈ ماسٹر صاحب نے کہا "ماسٹر جی۔ انہیں ڈرائینگ کا سبق دیجئے۔ یہ مشغلے کسی فالتو وقت پر اٹھا رکھیئے ــــــ اس میں آپ کو اطلاع دینے آیا تھا کہ نئے حمینزیم کو جاری کرنے کے لئے پورے بارہ بجے پہنچ جاؤں گا" ہیڈ ماسٹر صاحب اور ماسٹر ڈی بن چلے گئے۔ ماسٹر ہوزین نے ڈرائینگ کا سبق شروع کر دیا۔ مگر پہلے تجربات کی بنا پر دل میں ماسٹر ڈی بن کی طرف سے کچھ کھٹک سی پیدا ہو گئی۔ "خدا خیر کرے۔ کوئی نئی چال مدنظر ہے۔ اچھا دیکھی جائے گی"۔

"سب دستخط ٹھیک ہو گئے؟" ــــ "جی ہاں۔ آج ان کو روانہ کر دونگا" ــــ "ماسٹر ہوزین کی فارمیں ابھی باقی ہیں دیر نہ ہو جائے؟" ــــ "وہ مرضی کے مالک ہیں۔ شاید خود ہی دستخط کر دیں" ــــ "وہ کیوں اور کس کی اجازت سے؟ مجھ سے تو انہوں نے نہیں پوچھا" ــــ "وہ پوچھنے کی پرواہ نہیں کرتے۔ ان کو یقین ہے۔ اور وہ اس کوشش میں ہیں۔ کہ آپ کی جگہ وہ لے لیں" ــــ "وہ کیوں اور کس طرح؟ میرا تو کوئی ارادہ یہاں سے جانے کا نہیں۔ نہ ہی کبھی کوئی ایسی بات ہوئی ہے" ــــ "جی آپکو تو معلوم نہ ہوگا۔ مگر ہم سب کو تو اسی بات کا یقین دلایا جا رہا ہے۔ زندگی کا کیا اعتبار کل خدا نخواستہ کوئی حادثہ ہو جائے۔ یا آپکو تکلیف جانا پڑ جائے۔ تو پھر ماسٹر ہوزین کے یقین کے مطابق وہی ہیڈ بنینگے" ــــ "مگر وہ تو ابھی کافی جونیر ہیں۔ کیا انسپکٹر ان دوسروں کے حقوق کو نہ دیکھیں گے" ــــ "جی اس بات کو جانے دیجئے۔ راستی اور حقوق کی کون پرواہ کرتا ہے۔ خیر۔ آپ بہتر سوچ سکتے ہیں۔ مگر ذرا خیال رکھئے۔ ہم تو نہیں چاہتے۔ کہ آپ پر کوئی آنچ آئے" ــــ یہ کہتے ہوئے ماسٹر ڈی بن فارموں کو سنبھالتے ہیڈ ماسٹر کے دفتر سے اپنے بورڈنگ کو چل دئے۔ کمرہ میں پہنچکر اپنے دونوں چھوٹوں پوکمر اور روپا کو بلوایا "تمہیں ذرا ہو وقت تکلیف دی۔ آؤ بیٹھ جاؤ۔ وہ سگرٹ پڑے ہیں۔ پیو" ... "معلوم ہوتا ہے۔ ان نوراں لالہ ماسٹر ہوزین کو زک پہنچانیکی اپنے کوئی نئی تجویز سوچی ہے" ــــ "ہاں اور نہایت زبردست ....." اس کے بعد ماسٹر صاحب نے سکیم واضح کی۔ تصاویر کو منتقل کرنے کا طریق پوکمر کو آتا تھا۔ اس واسطے اسکا خاص سبق ماسٹر صاحب کو دینا نہ پڑا۔ فقط چند کارٹون تیار کرنے کے واسطے کہا۔ اور مجلس برخاست ہو گئی۔

اررر دھم ــــ "بچ جانا بچ جانا"

اگر ہیڈ ماسٹر صاحب۔ ایک قدم اور اٹھاتے۔ تو اوپر کی چھت سے گرا ہوا بام کا بھاری گملا ان کے سر پر پڑتا مگر

گردن ٹوٹ جاتی۔ سنبھل کر مڑ کے دیکھا۔ تو ماسٹر ٹی بن پریشانی کی حالت میں دوڑے آرہے تھے۔ "شکر ہے کہ آپ کو کوئی گزند نہ پہنچا"۔۔۔۔ "ہاں خیر گذری۔ مگر نہ تو ہوا تیز چل رہی ہے۔ اور نہ ہی بھونچال آرہا ہے۔ یہ اوپر سے گملا گر کیسے پڑا؟"۔۔۔۔ "کسی کی شرارت ہوگی۔ یا اتفاقیہ کسی وجہ سے گر پڑا ہوگا۔ چلو خیر گذری"۔

ہیڈ ماسٹر صاحب نے کمرہ میں داخل ہو کر باہر کی طرف کی کھڑکی کھولی۔ تو اس پر موٹے حروف میں لکھا تھا "کوئی شخص آپ کے پیچھے پڑا ہے۔ خبردار رہیئے"۔

انہیں تفکرات میں مشغول ہیڈ ماسٹر صاحب سونے کے لئے بستر پر جو چڑھے۔ تو ان کا نہالچہ اور بستر معہ چارپائی اس طرح سے کھسکے۔ کہ وہ لڑھکتے ہوئے زمین پر آرہے۔ اگرچہ کوئی خاص سخت چوٹ تو نہ آئی مگر ہیڈ ماسٹر صاحب پریشان بہت ہو گئے۔ ماسٹر ٹی بن کی گفتگو دماغ میں پھر گئی۔ ماسٹر ہوزین کے متعلق شکوک پر یقین سا ہونے لگا۔

صبح اٹھ کر دروازہ کھولتے ہی باہر جو نکلے۔ تو دیوار پر اپنی صورت کے چند کارٹون چسپاں نظر پڑے۔ ماسٹر ہوزین کا "تصاویر منتقل کرنے کا سبق" خیال میں آگیا۔ اور یقین ہو گیا۔ کہ واقعی ماسٹر ٹی بن کے شکوک بالکل بجا تھے۔

بارہ بجے تک وقت نہایت پریشانی کی حالت میں اپنے دفتر میں گزارا۔ بارہ بجے دونوں بورڈنگ ہاؤسوں (نوری اور موہنی) کے لڑکے اپنے اپنے سپرنٹنڈنٹ (ہوزین و ٹی بن) کے ماتحت دورویہ قطاروں میں سکول ہال میں کھڑے ہو گئے۔ تو ہیڈ ماسٹر صاحب آگئے۔ نئے جمنیزیم کے کھولنے کی تقریر کی۔ مگر نہایت ٹوٹی پھوٹی۔ کیونکہ دل پریشان تھا۔ چہرہ پر خفگی اور رنج کے آثار تھے۔ جب جمنیزیم کے دروازہ کی طرف بڑھے۔ تو ان سے ڈیڑھ گز کے فاصلہ پر ایک تلوار دیوار سے اتر کر دھم سے زمین پر آگری۔ ماسٹر ہوزین دوڑ کر آگے بڑھے۔ اور کہا: "بڑا شکر ہے۔ کہ تلوار آپ پر نہ گری"۔ "ہاں شکر تو ہے۔ مگر یہ سب آپ کی مہربانی معلوم ہوتی ہے پچھلے چوبیس گھنٹوں میں یہ تیسری دفعہ ہے۔ کہ میں مرنے سے بچا ہوں"۔۔۔۔ "میری مہربانی سے حضور کا کیا مطلب؟"۔۔۔۔ "مطلب یہ کہ مجھے واقعات کی بنا پر یقین ہو گیا ہے۔ کہ تم مجھے یہاں سے نکال کر خود میری جگہ لینے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہو۔ یہ دیکھو کارٹون جو صبح دیوار پر تھے۔ اور پھر کاپیوں میں بھی بنے ہوئے ہیں۔ اور تم ہی کل لڑکوں کو یہ سبق دے رہے تھے۔ (ساتھ ہی انہوں نے اندر

جیب سے ایک کاپی نکال کر دکھائی ۔)

اچھا بالفعل یہ حکم دیا جاتا ہے ۔ کہ نوری بورڈنگ کے لڑکے پورا ہفتہ بھر اپنے بورڈنگ سے باہر نہ نکلیں ۔ کسی کھیل میں حصّہ نہ لیں ۔ اور جمنیزیم بھی صرف مومنیوں کے واسطے کھولا جائے گا ۔ نوریوں کو اس میں داخلہ کی اجازت نہیں "۔ یہ کہ کر ہیڈ ماسٹر صاحب دواں دواں دفتر کی طرف چلے گئے ۔

"سناؤ جی ماسٹر ہوزین ۔ یہ کیا معاملہ ہے ۔ تمہیں جو کہا تھا ۔ کہ میرے ساتھ اس طرح پیش نہ آیا کرو ۔ اب ہیڈ ماسٹر صاحب تم سے راس نہ ہوئے "۔ میں پہلے ہی سمجھا ہوا تھا ۔ کہ اس میں آپ کی کارستانی ہو گی ۔ اچھا دیکھا جائیگا "۔

(ماسٹر ہوزین کی بے گناہی قدرت نے کس طرح ثابت کی ۔ اور ماسٹر ٹی ہن نے اوکیا گُر چلایا اگلی اشاعت میں دیکھیں

ایک تفریحی ورزش
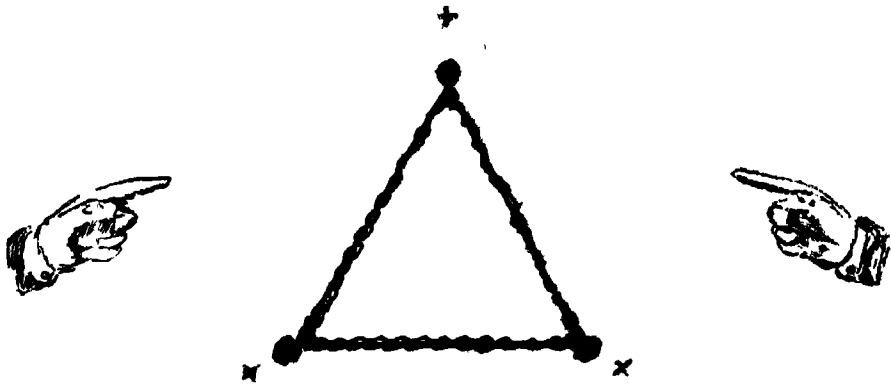
تین کھلاڑی ایک مثلث کی شکل میں منہ باہر کی طرف کر کے کھڑے ہو جائیں۔ ہر ایک کھلاڑی میں تین گز کا فاصلہ ہو۔ مثلث مساوی اضلاع (ہر ضلع تین گز لمبا) بنائی جائے۔ کھلاڑیوں کی عمر کے مطابق ان ضلعوں کی لمبائی کو دو گز کر دیں۔ بچے اگر بہت ہی چھوٹی عمر کے ہوں۔ تو ڈیڑھ گز بھی کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اب تینوں ضلعوں کی لمبائی جتنا ایک رسہ لیں جس کو کھلاڑی اپنے بائیں ہاتھ سے پیچھے کی طرف تھامے رہیں۔ ہر کھلاڑی کے سامنے ایک گز کے فاصلہ پر کوئی نعمت رکھ دیں ـــــ کوئی عمدہ لذیذ پھل مٹھائی یا کھلونے ۔ حکم ملنے پر ہر ایک اپنے سامنے کی نعمت اٹھانے کو بڑھے ۔ رسہ نہیں چھوڑنا جس سے چھوٹ جائے۔ وہ نعمت حاصل کرنے سے محروم سمجھا جائے گا۔ اور کھیل پھر نئے سرے سے شروع ہوگی ۔

بظاہر تو یہ آسان بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس "مثلثی کش مکش" میں زور کافی لگ جاتا ہے۔ جب کشاکش شروع ہوتی ہے۔ تو خوب لطف آتا ہے۔ ۔

تفریحی کھیل

چند لڑکے ایک گھیرا بنا کر بیٹھ جائیں۔ مرکز میں چند بسکٹ یا اور کوئی کھانے کی خشک چیز مثل مٹھائی یا پھل وغیرہ رکھ دیں۔ اب ایک لڑکا تمام گھیرے کے گرد پھر جائے۔ اور ہر لڑکے کے کان میں ایک ہی نام (ریچھ۔ بندر۔ گھوڑا۔ بیل وغیرہ) لے دے۔ اور پھر ایک طرف کھڑا ہو کر کہے۔ کہ میں نے جو نام ہر ایک کو بتایا ہے۔ جب میں وہ پکاروں۔ تو جس کا یہ نام ہو۔ وہ دوڑ کر مرکز میں پڑی ہوئی دعوت کو لے لے۔ فرض کرو اس نے سب کے کان میں "بندر" کہا ہے۔ تو وہ پکارنا شروع کرے گا۔
ریچھ ——— بیل ——— گھوڑا ——— ——— ——— کوئی نہیں ہلتا۔ وہ "بندر" کہتا ہے۔ تو سب اکٹھے ہی مال غنیمت کی طرف لوٹ کے واسطے بسکٹوں وغیرہ پر جھپٹ پڑتے ہیں۔

اگر دو چار دفعہ کرنے کے بعد لطف ذرا کم ہو جائے۔ اور کھلاڑی سمجھ جائیں۔ کہ سب کو ایک ہی نام بتایا جاتا ہے۔ تو بتلانے والا کھلاڑیوں کی تعداد کے مطابق دو دو تین تین یا چار چار۔ پانچ پانچ کو مختلف نام بتا دے۔ اور جس وقت ایک طرف کھڑا ہو کر پکارنے لگے۔ تو جو نام اس نے بتائے ہیں۔ جب اُن پر پہنچے۔ تو بہت جلد جلد پکارے۔ تاکہ وہ سب یکے بعد دیگرے پل پڑیں۔ (گھوڑا ——— بیل ——— خچر ——— مور ——— کوئل ——— ریچھ بندر شیر)

)۰:(۰۰۰):۰(

اخبار و تبصرہ

رسالہ اپریل میں دو نہایت نفیس تفریحی و ورزشی کھیلیں (با تصویر) دی جائینگی ان کھیلوں کا تا حال نہ تو کسی کتاب میں ذکر ہے نہ سکولوں میں رائج ہیں۔ ایک کھیل آؤٹ ڈور اور دوسری انڈور (میدانی۔ گھریلو) ہے +

اسی ضمن میں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انڈور کھیل "بساط زندگی" ۱۵ اپریل تک تیار ہو جائیگی۔ اور بہی خواہان دیہات۔ ترقی و تمدن اور تعلیم و صحت کے پاس پہنچ سکے گی۔ اس میں مہرے اور پانسہ ہونگے دو یا چار لڑکے بیک وقت کھیل سکیں گے ہم آپ کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ یہ ایک بالکل نئی کھیل ہو گی اور خود یقین کرتے ہیں کہ اس کی خوبیوں اور فائدہ کے مد نظر محکمہ تعلیم و اصلاح دیہات۔ ریڈ کراس اور سکاؤٹنگ سب اسے شوق اور خوشی سے سکولوں میں مروج کریں گے

نیرنگ خیال۔ پنجاب کا بہت مشہور و معروف رسالہ ہے۔ سالانہ اور خاص نمبروں کے واسطے خاص طور پر شہرہ آفاق ہے مضامین بھی اس کے چیدہ چیدہ ہوتے ہیں اور نایاب تصاویر کا تو ہجوم ہوتا ہے محکمہ تعلیم پنجاب نے اسے سکولوں کے واسطے منظور شدہ لسٹ میں درج کر دیا ہے

رہنمائے تعلیم لاہور کے "تعلیم جدید" نمبر سے اگر تعلیمی ادارے فائدہ نہ اٹھائیں۔ تو ایک بڑا بھاری جرم اور گناہ ہو گا سکولوں کے واسطے ایسے جید اساتذہ و تلامذہ رسالہ کی بنیاد اسکے پروپرائیٹر ماسٹر جگت سنگھ صاحب نے ڈالی تھی جسطرح وہ اب باوجود معمر اور سفید ریش ہونے کے جسیم و تنومند ہیں اور افکار و حوادث دنیاوی کے تواتر کے باوجود ہشاش بشاش اور با صحت ہیں اسی طرح انکا رسالہ ہے ۲۵ فروری کو پنجاب ریڈ کراس اور سنیٹ جان ایمبولنس کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر گورنر صاحب پنجاب نے انہیں حسن خدمات کے معاوضہ میں ایک طلائی گھڑی کا تحفہ دیا +

مبارکباد

پولیو سے تلف کرنے کا خاص موسم آجکل ہی ہے

سکی ۱۰ اپریل تک پھل نکلنے کے بعد اس کے بیج آئندہ
موسم کے لئے کھیت میں گر کر محفوظ نہ ہو جائیں۔ یہ بوٹی
کسانوں کی دشمن ہے۔ نہ چارے کے کام کی۔ نہ کسی
خاص دوائی کے عام استعمال کی۔ سکولی لڑکوں نے
اسے تلف کرنے میں "ہفتہ پوہلی" زیر نگرانی اساتذہ
اکثر منائے ہیں۔ جو رپورٹیں تاحال مختلف اخباروں
میں ہماری نظر سے گزری ہیں۔ اگر ان سب کو اکٹھا
کر کے جائزہ لیا جائے۔ تو اب تک پوہلی کا کم از کم
پنجاب میں تو نام و نشان نہ رہنا چاہیئے۔ مگر معاملہ بر
عکس ہے۔ اس کی تین وجہیں ہیں۔

(۱) پوہلی صحیح وقت پر تلف نہیں کی جاتی۔
(اپریل میں جماعت بندی ہوتی ہے۔ لڑکے ادھر
لگے ہوتے ہیں۔ مارچ میں امتحانوں میں مصروف
ہوتے ہیں۔ مئی میں گرمی کافی ہوتی ہے اور پوہلی
کے بیج بکھر چکے ہوتے ہیں۔)

(۲) اگر ایک کھیت سے اکھاڑی جائے۔ تو
اسے پھینکنے کے لئے دوسرے کھیت میں یا آس پاس
ہی پھینک دیا جاتا ہے۔ (جلائی یا دبائی نہیں جاتی)
(۳) کام محض دکھاوے اور اخباری شہرت کے لئے ہوتا
ہے۔ صحیح طور سے اور صحیح معنوں میں کام نہیں ہوتا۔
ان تینوں باتوں کا علاج خداوندان تعلیم اور محکمہ
اصلاح دیہات کے ہاتھوں میں ہے۔ اور یا پھر
خود کسانوں کے ہاتھوں میں۔ خدا کی طرف سے اس بوٹی
پر دوسری فصلوں کی طرح کوئی بلا و با نازل نہ ہوگی شاید
ٹڈی بھی اسے نہ کھائے۔

محکمہ اصلاح اقوام
جرائم پیشہ کے تقسیم انعامات کے جلسہ پر ۲۴ مارچ ۱۹۴۰ء
کو شیخ عبدالمجید صاحب ڈپٹی کمشنر محکمہ مذکور نے
فرمایا۔ "کھیلوں اور تفریحات کی حوصلہ افزائی کرنا در
اصل اس اصلاحی عمل کا ایک جزو ناگزیر ہے۔ تاکہ
جرائم پیشہ اقوام کے افراد کو مجرمانہ زندگی سے باز رکھا
جائے۔ اور ساتھ ہی ان کے مردانہ اوصاف بھی قائم
رہیں۔"

اکثر سکولوں میں خالص دودھ مہیا کر کے اس کے
اثر کو دیکھنے کے تجربے ہوئے ہیں۔ دودھ یقیناً ایک
بہترین خوراک ہے۔ ضروری ہے۔ کہ اس کا اثر عمدہ ہو
مگر چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات۔ جن کو آج۔
"خدا واسطے" یا قیمتاً دودھ ملا ہے۔ کل جب وہ اس
سے محروم ہو جائیں گے۔ تو پھر کیا بنے گا؟ "بند بوتلوں"
کو رواج دینے کی ضرورت نہیں۔ اس سے بہتر یہ ہوگا۔
کہ گائے بھینس یا بکری سکول میں بلالی جائے۔ اس پر
لڑکوں کو سبق دیا جاوے۔ غور سے ملاحظہ کرایا جائے
ان کے سامنے دوہا جائے۔ ان کو بھی دوہنے کی ترکیب

...ی جائے ۔جانور کے اور دودھ کے فوائد اور دودھ ...بک رکھنے کے طریقے بتائے جائیں۔ایک ہفتہ اور (نہیں بلکہ کئی) کاج ہوجائیں گے ۔اسی ضمن میں دہی جمانے ۔لسی بنانے ۔مکھن نکالنے اور بکٹیریا وغیرہ پر بھی تعلیم ہوسکیں گے ۔بڑے ہوکر لڑکے پھر بند بوتلوں کی طرف نہیں دوڑینگے ؛

ایک ڈسٹرکٹ ریڈکراس سوسائٹی نے ...ادن ہیڈ ماسٹراں ،چند سکولوں کے لڑکوں و لڑکیوں ...بی معائنہ کرایا۔ بالخصوص آنکھ اور گلے کا ایک سکول ...ا $\frac{91}{587}$ لڑکے تقریباً پورے تندرست نکلے ! ...۵ فیصدی کے دانت ٹھیک نہ تھے ۔ ۰ا کی نظر کمزور اور ...اکے گلے نہائت خراب اور ۵۰ا کو کان کی تکلیف تھی ...ی تناسب سے لڑکیوں کی حالت بھی خراب تھی۔ اگر دوسری عام بیماریوں کا بھی ملاحظہ کیا جاتا ۔تو شائد پانچ فیصدی لڑکے لڑکیاں بھی تندرست نکلتے "بدعادات" کا تدارک اور انسداد لازمی ہے ۔تمام بیماریاں انہیں سے پھیلتی ہیں اگر سچی ہمدردی بہی خواہی اور سچی بہبودی کی خاطر "ورزش و کسرت" پر صحیح معنوں میں زور دیا جائے ۔تو بدعادات دور ہوسکتی ہیں ۔ورنہ بیماریاں بڑھتی جائیں گی ؛

۱۹۳۶ء کے خاص واقعات

(۱) جرمنی اولمپیڈ میں دنیا بھر سے بازی لے گیا۔
(۲) فریڈ پیری ٹینس میں دنیا بھر سے بازی لے گیا ۔
(۳) ہندوستان دنیا بھر میں ہاکی میں تیسری دفعہ اول رہ گیا۔
(۴) جیسی اون جلبشی نے دنیا بھر کے پہلے ریکارڈوں کو مات کرکے دوڑوں میں چار نئے ریکارڈ قائم کئے ۔
(۵) سوین نے اونچائی کی پرواز کا ریکارڈ (۴۸۶۹۰ فٹ) توڑ کر نیا ریکارڈ (۴۹۹۶۷ فٹ) قائم کیا ۔
(۶) مس جین نے انگلینڈ سے نیوزیلینڈ کو مسلسل العنان کل کیلئے پرواز کرکے ۱۴۰۰۰ میل طے کیا (ریکارڈ)
(۷) سکاٹ رینڈ ایر ریس میں اول رہا ؛

پھلواری

گھر میں چھوٹا سا بھی صحن ہو۔ تو پھول وغیرہ لگانے کا کام نہایت عمدہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر مکان کے ساتھ کچھ زمین خالی ہو۔ تو پھر کیا کہنے۔ پھولوں کے واسطے زمین تیار کرنی۔ کیاریاں بنانا۔ بیج لگانا۔ سینچنا اور پھر ان کو اگتے ہوئے اور پھول نکلتے ہوئے دیکھنا نہایت ہی پر لطف شغل و تفریح ہے۔ کھیل کا کھیل ہے۔ علم کی وسعت ہے اور ایک خاص قسم کا فن حاصل ہو جاتا ہے۔ مکان کی خوبصورتی و آرائش مفت میں حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ شغل تو ایسا ہے۔ کہ اگر زمین نہ بھی ہو۔ تب بھی گملوں میں شوق پورا کیا جا سکتا ہے۔

کیاریاں:۔ زمین کا کوئی خاص ٹکڑا چن لو۔ اس کے مختلف حصے قائم کرلو۔ ان حصوں میں مختلف شکل کی کیاریاں بنالو۔ ہر کیاری کے ساتھ روش ضرور چھوڑ دو۔ تاکہ چلنے پھرتے وقت پھولوں کے پودے محفوظ رہیں۔ کام اور فن تو یہ ایسا ہے۔ کہ دفتروں کے دفتر لکھے جا سکتے ہیں۔ مگر ہم مجملاً اور بہت اختصار کے ساتھ ذکر کریں گے۔ تاکہ آپ کام فی الفور شروع کر دیں۔ جب مناسب تقسیم ہو جائے۔ تو کیاریوں کو کھود دو۔ اگر اپنے ہاتھ سے کام کرو گے۔ تو بہتر ہوگا۔ اپنی مدد آپ کرو۔ دوسروں کے بھروسہ پر مت رہو۔ مٹی جتنی بھی باریک ہو سکے۔ کردو۔ جب پودے ذرا بڑھ جائیں تو کیاری سے فالتو گھاس پھوس علیحدہ کر دیا کرو۔ اس سے نرائی بھی ہو جائیگی۔ نرائی سے زمین کی طاقت قائم رہتی ہے۔ اگر شوق ہو اور جگہ ہو۔ تو کیاریوں میں مناسب جگہ پر کوئی سبزی بھی لگا دو۔ کنارہ پر کالی توری یا سیم کی بیل خوب لگ جاتی ہے۔ کہیں کہیں سرخ مرچ لگا دو۔ پودینہ لگا دو ٹماٹر کے چند پودے ضرور لگاؤ۔ کریلے کی بیل بھی ڈھینگروں پر چڑھ سکتی ہے۔ بھنڈی توری کونوں پر لگاؤ۔

ذیل میں ان چند پھولوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو آج کل آسانی سے لگ سکتے ہیں۔

اب عمدہ بیج بیچنے والوں کی دوکانیں عام ہو گئی ہیں۔ دہلی۔ لاہور۔ اور پونا ایک طرح سے سنٹر ہیں۔ سبزی ترکاری کے بیج تازے اور عمدہ جمال پور فروٹ فارم۔ پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور (پنجاب) سے حاصل کریں۔ تو کامیابی کا یقین ہے۔ یہ فارم پھلوں کے پودوں کے واسطے بھی خاص ہے۔

کوسموس - سٹاک - لارکسپر - سنیچوریا - فلاکس - پیٹونیا وغیرہ

Road,
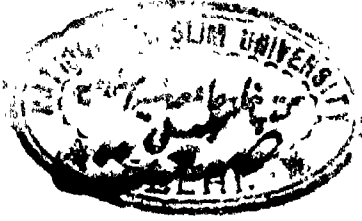
ہندوستان میں ٹماٹر بطور سبزی کے ہی پکانے کے کام آتے ہیں۔ اس لئے ان کی کچھ قدر نہیں۔ غیر ممالک والے اس سے ساس (چٹنی) تیار کرکے ہر سال کروڑوں روپیہ کماتے ہیں۔ صاف ستھرے سرخ ٹماٹر لیکر پہلے پانی سے اچھی طرح دھوئیں تاکہ گرد وغبار نہ لگا رہے۔ پھر ہر ٹماٹر کے چھری سے دو دو ٹکڑے کرکے کسی کھلے منہ کے قلعی شدہ برتن میں ڈال کر چولہے پر چڑھا دیں۔ اور برتن کا منہ کسی قلعی دار برتن سے بند کردیں چولہے میں آگ جلادیں۔ اور تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ٹماٹروں کو کرچھی سے ہلا دیا کریں۔ تاکہ نیچے نہ لگنے پائیں۔ اور اُلٹ پلٹ ہوکر تمام یکساں گل جائیں جب ٹماٹر گل جائیں تو آگ سے اتار لیں۔ اور قلعی شدہ کسی بڑے برتن میں لوہے کی جالی دار نئی چھلنی کہ جس سے آٹا چھانا جاتا ہے۔ رکھ کر اس چھلنی میں گلے ہوئے ٹماٹر ڈال دیں۔ ان کا تمام پانی چھلنی میں سے چھن کر بڑے برتن میں آ جائے گا۔ اور جو گودا چھلنی میں باقی رہے۔ اس کو چھلنی میں ہی ہاتھ سے رگڑنے سے تمام سرخ گودا بھی چھلنی سے گذر کر بڑے برتن میں آجائے گا۔ باقی چھلنی میں ٹماٹر کے بیج اور ٹماٹر کا باریک چھلکا رہ جائے گا۔ ان دونوں کو نکال کر پھینک دیں۔ یہ گودا دس سیر۔ لہسن چھلا ہوا دو چھٹانک۔ سونٹھ کا باریک سفوف دو چھٹانک۔ سرخ مرچ نہایت باریک پسی ہوئی ڈیڑھ چھٹانک۔ نمک خوردنی۔ دو چھٹانک۔ سرکہ خالص تین بوتل۔ لہسن کو نہایت باریک پیس کر۔ ٹماٹر کی رس میں ڈال دیں۔ پھر سونٹھ۔ سرخ مرچ اور نمک کا نہایت باریک سفوف بھی ٹماٹر کی رس میں ڈال دیں۔ اور آگ پر گرم کریں۔ جب تمام اشیائے رس میں پک کر پھول جائیں۔ تب سات سیر دانہ دار کھانڈ بھی ٹماٹر کی رس میں شامل کرکے آگ پر لکڑی کے مسد یا قلعی شدہ کرچھی سے ہلاتے رہیں۔ تاکہ نہ جمنے پائے نہ جل جائے جب تمام رس گاڑھی ہوجائے۔ تب آگ سے اتار کر سرد کرلیں۔ اور مرتبان یا جام میں بھرلیں ؂

اشاعت آئندہ میں ٹیلیفون بنانے کا طریق دیا جائے گا
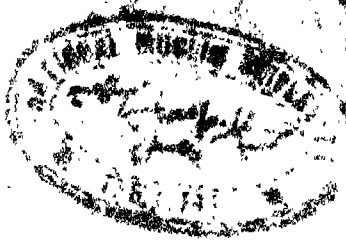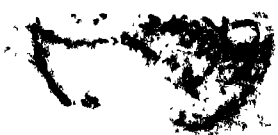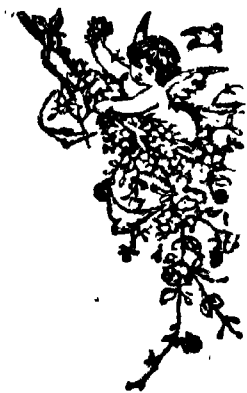
رجسٹرایل ۳۶۱۱ رجسٹرایل ۳۶۱۱

ہندوستان میں اپنی قسم کا واحد و بے نظیر اور اپنے موضوع کا سب سے پہلا رسالہ

مصوّر

سپورٹسمین

چندہ سالانہ چار روپے — ایڈیٹر محمد حسین۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی — چندہ ششماہی دو روپے آٹھ آنہ

مئی سنہ ۱۹۳۷ء — جون سنہ ۱۹۳۷ء

فہرست

محمد حسین بی اے۔ بی ٹی۔ ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر نے اتحاد پریس سے چھپوا کر دفتر رسالہ سپورٹسمین اچھرہ سے شائع کیا
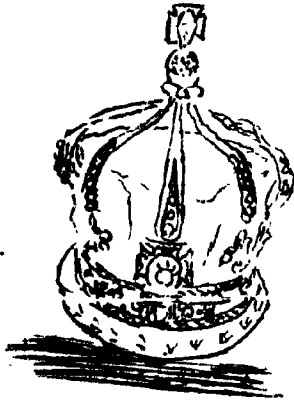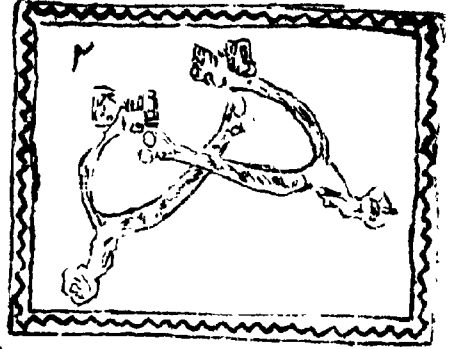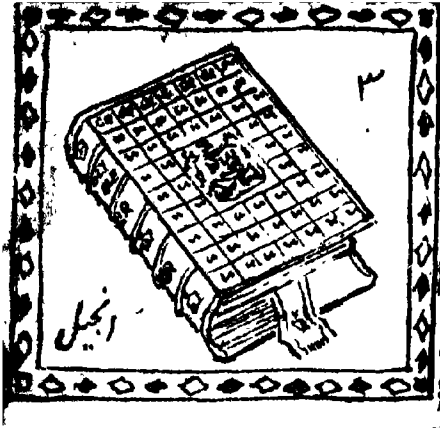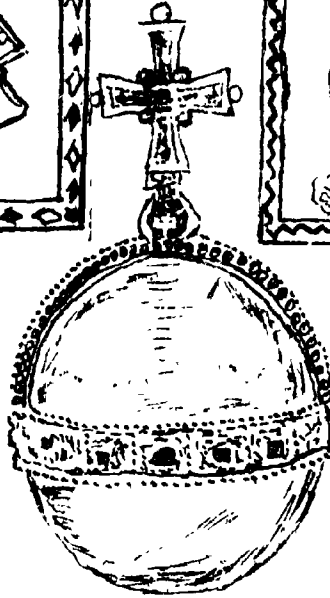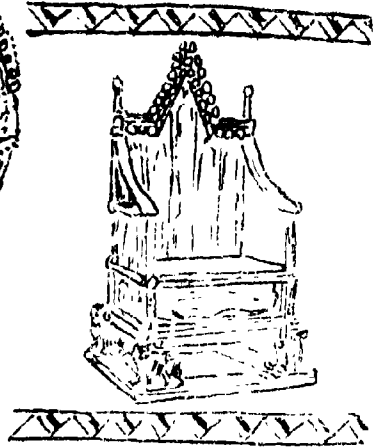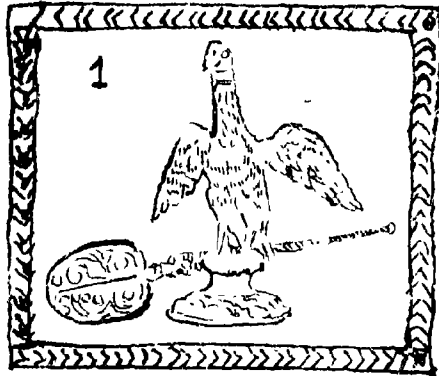
تیل دانی اور چمچہ

ان ضروری لوازمات کی تصویر جو بوقت تاجپوشی استعمال ہوتی ہیں۔ تاجپوشی سے پہلے یہ چیزیں ٹاور میں بحفاظت تمام رکھی رہتی ہیں ایک رات پہلے بڑے گرجا گھر پہنچائی جاتی ہیں بعد استعمال پھر دہیں پہنچا پہنچا دی جاتی ہیں۔

مراسم تاجپوشی

چھوٹے بڑے قبیلوں میں۔ خاندانوں میں۔ برادریوں میں حتےٰ کہ چھوٹے چھوٹے گھروں میں بھی
...یک نہ ایک آدمی ایسا ہوتا ہے۔ جو اپنی کسی خاص لیاقت کی بنا پر یا رسم و رواج کے ماتحت سردار یا
...ہدری ہوتا ہے۔ مختلف محلوں اور منڈیوں میں چودھری ہوتے ہیں۔ کاریگروں یا صناعوں اور
...یشہ وروں کے بھی اپنے اپنے چودھری ہوتے ہیں۔ کیونکہ جب تک ایک خاص آدمی حاکم۔
چودھری یا پریذیڈنٹ نہ ہو۔ سوسائٹی کا کام نہیں چل سکتا۔ جب بھی ایسا حاکم یا چودھری۔ سردار یا
پریذیڈنٹ مرجاتا ہے۔ یا استعفےٰ دے دیتا ہے۔ تو وہ سوسائٹی یعنی خاندان یا قبیلہ ایک اور سردار
چن لیتا ہے۔ خاندانوں اور قبیلوں میں یہ سرداری بالعموم نسلی ہوتی ہے۔ باپ کے بعد بیٹا سردار
...نایا جاتا ہے۔ سردار بنائے جانیکے موقع کو "دستار بندی" کہتے ہیں۔ بادشاہوں کے پاس چونکہ تاج
تخت ہوتے ہیں۔ اس واسطے اُن کی "دستار بندی" کے موقع کو تاجپوشی کہتے ہیں۔

ماہ مئی کی **بارہ تاریخ** کو ہمارے بادشاہ سلامت جارج ششم کی رسم تاجپوشی ایسی دھوم دھام
سے منائی گئی۔ کہ زمانہ میں تاحال کیا بلحاظ شان و شوکت اور کیا بلحاظ اخراجات اس کی مثال نہیں
پچھلے زمانہ میں حالات مخصوصہ کی بنا پر کبھی کبھی تاجپوشی فی الفور کرلی جایا کرتی تھی۔ خاص رسومات
نہیں کی جاتی تھی۔ اور نہ شان و شوکت کے دکھاوے کا موقع ملتا تھا۔ شاہ جارج پنجم
...ن کے بعد اُنکے لڑکے ایڈورڈ ہشتم کی رسم تاجپوشی ۱۲ مئی ۳۷ء کو ادا ہونی تھی۔ مگر ناگزیر
...کے ماتحت وہ دس ماہ کے بعد تخت سے دست بردار ہو گئے۔ چونکہ اُنکے کوئی اولاد نہ
...اسطے قانون کی رو سے بادشاہت کا حق اُنکے چھوٹے بھائی جارج ششم کو ملا۔ مگر تاجپوشی کی

رسم بارہ مئی کو ہی ادا کی گئی۔

اگرچہ زمانہ ہر طرف اور ہر قسم کی کافی ترقی کر گیا ہے۔ مگر رسوم تاجپوشی وہی ہیں۔ جو آج سے سو سال پیشتر تھیں۔ تفصیل اُن کی بہت لمبی ہے۔ اسواسطے ہم مختصراً بیان کرتے ہیں۔ کہ تاجپوشی کی رسم کسطرح ادا کی گئی۔

بارہ تاریخ کو صبح ناشتہ کرنے کے بعد دس بجکر چونتیس منٹ پر شاہ و ملکہ بصورت جلوس بکنگھم محل سے روانہ ہوئے۔ سب سے آگے وزرا اور اُن کے بعد حواری۔ بعدہٗ بڑے بڑے اُمرا و سردار۔ اس کے بعد شاہی ارکان تھے۔ تمام جلوس کے آگے چار ہندوستانی شاہی اردلی تھے۔ اور وزرا میں سر ظفر اللہ ریلوے ممبر بھی شامل تھے۔ جلوس مال اور وہائیٹ ہال کے راستہ سے ہوتا ہوا پورے گیارہ بجے ویسٹ منسٹر ایبے (شاہی گرجا) کے مغربی دروازہ پر پہنچ گیا۔ وہاں بہت سے پادری اور گرجائی گویئے لڑکے "استقبال" کے لئے کھڑے تھے۔ شاہ و ملکہ اُن کے گھیرے میں ہو گئے۔ اور دعاؤں اور بھجنوں کے شور میں سے گذر کر اپنے تخت کو چھوڑتے ہوئے صلیب مقدس کے پاس پہنچے۔ اور دعا کی۔ بعدہٗ کینٹربری کے لاٹ پادری معہ لارڈ چانسلر۔ لارڈ گریٹ چیمبرلین۔ لارڈ ہائی کنسٹیبل۔ ارل مارشل۔ اور دیگر پادریوں نے صلیب کے چاروں طرف باری باری (مشرق۔ جنوب۔ مغرب۔ شمال) مُنہ کر کے لوگوں سے پوچھا۔ کہ آپ سب بادشاہ کی اطاعت وفرمانبرداری قبول کرتے ہیں۔ سب نے کہا۔

خدا ہمارے بادشاہ جارج کو سلامت رکھے

اس رسم کے خاتمہ پر بگل اور باجے سنائی دیئے۔ بادشاہ سلامت و ملکہ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ پادریوں نے ضروری چیزیں یعنی تاج۔ تیل کی کپی۔ تلوار وغیرہ صلیبی چوکی پر رکھ دیں۔ اور بادشاہ سلامت سے لاٹ پادری نے اپنی مملکت پر انصاف و رحم سے حکومت کرنے۔ قوانین

سلطنت پر عمل کرنے اور اپنے دین اور گرجوں کی محافظت کرنے کی قسم لی۔ پھر انجیل میں سے لمبی لمبی دعائیں پڑھی گئیں۔ اور حاضرین آمین کہتے گئے۔ اب لاٹ پادری صاحب نے بادشاہ کے ہاتھوں۔ سینہ اور پیشانی پر مقدس تیل ملا۔ شاہ و ملکہ پھر گھٹنوں پر جھک گئے۔ اور دعائیں اور نمازیں پڑھی گئیں۔ فارغ ہونے پر پادری صاحب نے مہمیز اور تلوار پیش کی۔ بعدہ شاہی انگوٹھی پہنائی گئی۔ عصائے شاہی معہ صلیب و ذاختہ اور سونے کا گولہ (دنیا) معہ صلیب پیش کیے گئے۔ اس کے بعد تاج پہنایا گیا۔ پھر بائبل پیش کی گئی۔ اور لاٹ پادری صاحب نے بادشاہ کو برکت دی۔ اور دعا کی۔ بادشاہ سلامت اب شاہی کرسی سے اٹھکر لاٹ پادری اور دوسرے پادریوں کی مدد سے اپنے تخت پر تشریف فرما ہو گئے۔ نوابان جو مختلف نشانات شاہی اٹھائے تھے۔ تخت کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو گئے۔ لاٹ پادری صاحب نے پھر دعا کی۔ اور سب نے حلف وفاداری و اطاعت اٹھایا۔ بعدہ لاٹ پادری صاحب و دیگر نوابوں اور شہزادوں نے بادشاہ کے بائیں رخسار پر بوسہ دیا۔ اس کے بعد بگل وطبل بجا اور سب نے یکزبان ہو کر کہا

خدا شاہ جارج کو سلامت رکھے

خدا بادشاہ جارج کی عمر دراز کرے

شاہ جارج زندہ باد

اس کے بعد ملکہ برطانیہ و ہند کی تاجپوشی ہوئی۔ ارغنوں شروع ہوا۔ اور گرجائی گویوں نے دعائیہ راگ گائے۔ وہ راگ گاتے رہے۔ اور شاہ و ملکہ اپنے اپنے تختوں سے اترکر صلیبی چوکی کے پاس پہنچے۔ تاج اتار کر صاحبوں کو دیئے۔ اور خود گھٹنوں کے بل ہو گئے۔ دو پادریوں نے سینٹ ایڈورڈ چیپل سے روٹی اور شراب لاکر بادشاہ سلامت کو دی۔ لاٹ پادری نے

رسم بارہ مئی کو ہی ادا کی گئی۔

اگرچہ زمانہ ہر طرف اور ہر قسم کی کافی ترقی کر گیا ہے۔ مگر رسوم تاجپوشی وہی ہیں۔ جو آج سے سو سال پیشتر تھیں تفصیل اُن کی بہت لمبی ہے۔ اسواسطے ہم مختصراً بیان کرتے ہیں کہ تاجپوشی کی رسم کسطرح ادا کی گئی۔

بارہ تاریخ کو صبح ناشتہ کرنے کے بعد دس بجکر چونتیس منٹ پر شاہ و ملکہ بصورت جلوس بکنگھم محل سے روانہ ہوئے۔ سب سے آگے وزرا اور اُن کے بعد حواری۔ بعدہٗ بڑے بڑے اُمرا و سردار۔ اس کے بعد شاہی ارکان تھے۔ تمام جلوس کے آگے چار ہندوستانی شاہی اردلی تھے۔ اور وزرا میں سر ظفر اللہ ریلوے ممبر بھی شامل تھے۔ جلوس مال اور وہایٹ ہال کے راستہ سے ہوتا ہوا پورے گیارہ بجے ویسٹ منسٹر ایبے (شاہی گرجا) کے مغربی دروازہ پر پہنچ گیا۔ وہاں بہت سے پادری اور گرجائی گویئے لڑکے "استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ شاہ و ملکہ اُن کے گھیرے میں ہو گئے۔ اور دعاؤں اور بھجنوں کے شور میں سے گذر کر اپنے تخت کو چھوڑتے ہوئے صلیب مقدس کے پاس پہنچے۔ اور دعا کی۔ بعدہٗ کینٹربری کے لاٹ پادری معہ لارڈ چانسلر۔ لارڈ گریٹ چیمبرلین۔ لارڈ ہائی کنسٹیبل۔ ارل مارشل۔ اور دیگر پادریوں نے صلیب کے چاروں طرف باری باری (مشرق جنوب۔ مغرب۔ شمال) مُنہ کر کے لوگوں سے پوچھا۔ کہ آپ سب بادشاہ کی اطاعت و فرمانبرداری قبول کرتے ہیں۔ سب نے کہا۔

خدا ہمارے بادشاہ جارج کو سلامت رکھے

اس رسم کے خاتمہ پر بگل اور باجے سہانے دیئے۔ بادشاہ سلامت و ملکہ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ پادریوں نے ضروری چیزیں یعنی تاج۔ تیل کی کپی۔ تلوار وغیرہ صلیبی چوکی پر رکھ دیں۔ اور بادشاہ سلامت سے لاٹ پادری نے اپنی مملکت پر انصاف و رحم سے حکومت کرنے۔ قوانین

سلطنت پر عمل کرنے اور اپنے دین اور گرجوں کی محافظت کرنے کی قسم لی۔ پھر انجیل میں سے لمبی لمبی دعائیں پڑھی گئیں۔ اور حاضرین آمین کہتے گئے۔ اب لاٹ پادری صاحب نے بادشاہ کے ہاتھوں۔ سینہ اور پیشانی پر مقدس تیل ملا۔ شاہ و ملکہ پھر گھٹنوں پر جھک گئے۔ اور دعائیں اور نمازیں پڑھی گئیں۔ فارغ ہونے پر پادری صاحب نے مہمیز اور تلوار پیش کی۔ بعدہٗ شاہی انگوٹھی پہنائی گئی۔ عصائے شاہی معہ صلیب و فاختہ اور سونے کا گولہ (دنیا) معہ صلیب پیش کیے گئے۔ اس کے بعد تاج پہنایا گیا۔ پھر بائیبل پیش کی گئی۔ اور لاٹ پادری صاحب نے بادشاہ کو برکت دی۔ اور دعا کی۔ بادشاہ سلامت اب شاہی کرسی سے اٹھکر لاٹ پادری اور دوسرے پادریوں کی مدد سے اپنے تخت پر تشریف فرما ہو گئے۔ نوابگان جو مختلف نشانات شاہی اٹھائے تھے۔ تخت کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو گئے۔ لاٹ پادری صاحب نے پھر دعا کی۔ اور سب نے حلفِ وفاداری و اطاعت اٹھایا۔ بعدہٗ لاٹ پادری صاحب و دیگر نوابوں اور شہزادوں نے بادشاہ کے بائیں رخسار پر بوسہ دیا۔ اس کے بعد بگل و طبل بجا اور سب نے یکزبان ہو کر کہا

خدا شاہ جارج کو سلامت رکھے

خدا بادشاہ جارج کی عمر دراز کرے

شاہ جارج زندہ باد

اس کے بعد ملکہ برطانیہ و ہند کی تاجپوشی ہوئی۔ ارغنوں شروع ہوا۔ اور گرجائی گویوں نے دعائیہ راگ گائے۔ وہ راگ گاتے رہے۔ اور شاہ و ملکہ اپنے تختوں سے اتر کر صلیبی چوکی پاس پہنچے۔ تاج اتار کر مصاحبوں کو دیئے۔ اور خود گھٹنوں کے بل ہو گئے۔ دو پادریوں نے سینٹ ایڈورڈ چیپل سے روٹی اور شراب لاکر بادشاہ سلامت کو دی۔ لاٹ پادری نے

ان سے دونوں چیزیں لیکر صلیبی چوکی پر رکھکر ایک خوبصورت باریک قیمتی کپڑے سے ڈھانک دیں۔ اور دعا شروع کی "اے خدا ہم التجا کرتے ہیں...... کہ روٹی جو مسیح بن خدا کا گوشت ہے اور شراب جو اس کا خون ہے۔ یہ ہمارے جسم کا حصہ بن جائیں........"۔ ایک حضوری نے بادشاہ سلامت کو ایک آدھ سیر کی سونے کی ڈلی دی۔ جسے لاٹ پادری نے اُن سے لیکر روٹی و شراب کیساتھ ہی صلیبی چوکی پر رکھدی۔ اسی طرح ملکہ سلامت نے بھی سونے کی ڈلی دی۔ اور دونوں واپس تخت کیطرف آ گئے۔ پادری صاحب نے ایک لمبی چوڑی دعا پڑھی........"اے خدا ہمیں توفیق دے۔ کہ تیرے اکلوتے اور پیارے بیٹے یسوع مسیح کا گوشت کھائیں۔ اور اس کا خون پئیں۔ تاکہ ہمارے گنہگار جسم اسکے گوشت سے صاف ہو جائیں۔ اور ہماری ناپاک روحیں اسکے قیمتی خون سے دھل جائیں"............۔ بادشاہ و ملکہ سلامت پھر صلیبی چوکی کی طرف آئے۔ اور گھٹنوں کے بل جھک گئے۔ تب پادریوں نے روٹی اور شراب کا پیالہ اُن کے پیش کر دیا۔ شاہی جوڑے نے تاج زیب سر کر لئے۔ اور تخت پر جا بیٹھے۔ پھر دعا ہوئی۔ اور دعائیہ گیت پڑھے گئے۔

اب شاہ و ملکہ شاہی عصا وغیرہ ہاتھ میں لئے تختوں سے اٹھے۔ گویئے دعائیہ گیت گاتے رہے اور وہ گرجا میں سے ہوتے ہوئے سینٹ ایڈورڈ کے کمرہ میں صلیبی چوکی کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ تاجپوشی کا جوڑا اتارا۔ نشانات شاہی چوکی پر رکھدیئے۔ نیا شاہی جوڑا اور تاج شاہی سر پر رکھکر مغربی دروازہ سے ہی دو بجکر بیس منٹ پر بشکل جلوس محلات کی طرف روانہ ہو گئے۔ برج سٹریٹ۔ وکٹوریہ بند۔ ٹریفالگر سکویر۔ مال۔ پکاڈلی۔ ریجنٹ اور اوکسفورڈ سٹریٹ۔ ہائیڈ پارک اور کونسٹی ٹیوشنل ہل کے راستہ سے گذرتے ہوئے تین بجکر ۴۰ منٹ پر بکنگھم محل میں پہنچ گئے۔ راستہ بھر بھی ارد گرد کافی ہجوم تھا۔ اتنا کہ باوجود خاص انتظام پولیس کے چھوٹے بڑے سات ہزار

حادثات رونما ہوئے۔ محلات کے باہر بے انداز اژدہام تھا۔ شاہ و ملکہ نے باہر برآمدہ میں آکر سلامی لی۔ اور رات گئے دیر تک لوگوں کا ہجوم "انتظارِ دید" میں رہا۔
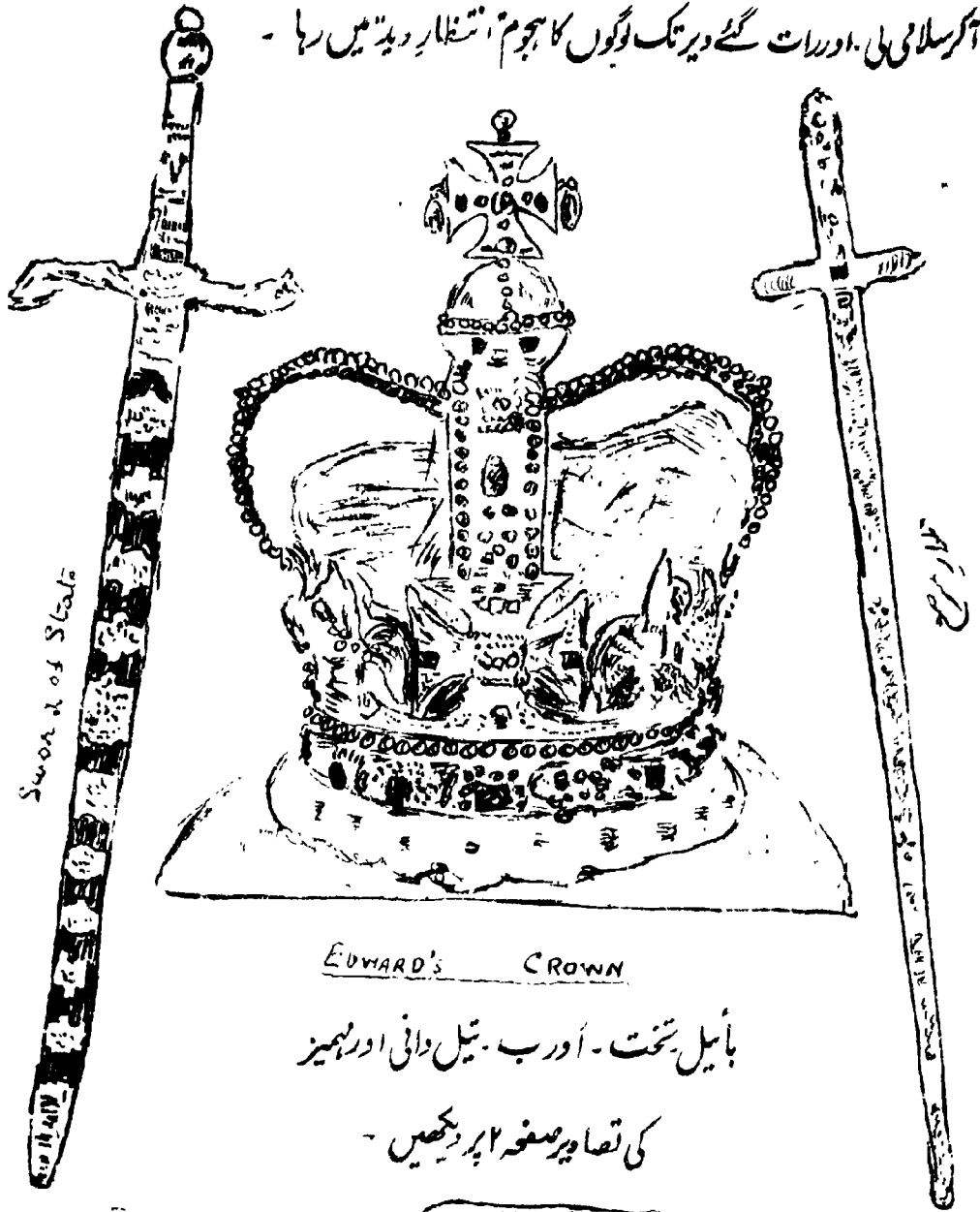
بائبل تخت - اور ب. تیل دانی اور مہمیز
کی تصاویر صفحہ ۲ پر دیکھیں -

شہنشاہ معظم کی تقریر

میں آج ان دلی جذبات کیساتھ آپ سے مخاطب ہو رہا ہوں۔ اس سے پیشتر کسی بادشاہ کو جس کی رسم
تاجپوشی ابھی ابھی ادا ہوئی ہو۔ اپنی تقریب تاجپوشی کے دن اپنی رعایا کے لوگوں کو جب وہ اپنے اپنے گھروں میں
ہوں خطاب کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اور کبھی رسم تاجپوشی کو اس قدر اہمیت حاصل نہیں ہوئی۔ کیونکہ اب تو نو آبادیات
آزاد ہیں۔ اور اس قدیم مملکت کیساتھ مساوی حیثیت سے شریک ہیں۔ اور آج صبح میں نے محسوس کیا کہ ساری
سلطنت دولت کلیسائے ویسٹ منسٹر کی چار دیواری کے اندر جمع ہو گئی ہے۔ مجھے مسرت ہے کہ میں آپ سب سے
مخاطب ہو رہا ہوں۔ اور دور دراز سرزمینوں میں رہنے والے پرانے دوستوں اور ان حصوں میں جہاں مجھے جانے
کا اتفاق نہیں ہوا۔ نئے دوستوں کو ہدیۂ تبریک پیش کر سکتا ہوں اس طرح ذاتی طور پر ملکہ معظمہ اور میں آپ
کی صحت و شادمانی کیلئے دعاگو ہیں۔ اور ہمارے دلوں سے ان لوگوں کی یاد فراموش نہیں ہوئی جو اس موقع
شادمانی پر بیماری یا مصیبت میں مبتلا ہیں۔ ہم انہیں ہمدردی اور مسرت کا خاص پیغام بھیجتے ہیں۔ میرے پاس الفاظ
نہیں کہ میں اس محبت اور وفاشعاری کے جذبات کا شکریہ ادا کر سکوں۔ جن کا آپ نے ملکہ معظمہ
اور میرے متعلق اظہار کیا ہے۔ آج بازاروں میں آپ نے جن نیک تمناؤں کا اظہار کیا ہے۔ اور ماورا لبحر
ممالک اور ان جزائر کے ہر حصہ سے آپ نے جو بے شمار پیغامات بھیجے ہیں۔ ان کی وجہ سے ہمارے دل
جذبات تشکر سے لبریز ہو گئے ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آئندہ سالوں میں میں اپنے جذبۂ تشکر
کو آپ کی خدمت گذاری میں مبدل کر سکا۔ تو میرے نزدیک یہ طریقہ کار بہترین ہوگا۔ کروڑوں انسانوں
کے لئے تاج اتحاد و یگانگت کا نشان ہے۔ بفضل تعالیٰ اور برطانوی دولت مشترکہ کے آزاد لوگوں کے
حسب منشا میں نے اس تاج کو زیب سر کیا ہے۔ آپ کے بادشاہ کی حیثیت میں اس تاج کی عزت اور
سلامتی کو برقرار رکھنے کا فرض ایک مدت کے لئے مجھ پر عائد ہوتا ہے۔ فی الحقیقت یہ ایک اہم اور مسلسل ذمہ داری
ہے لیکن اس میں اپنے نمائندوں کو گرد و پیش دیکھ کر اور یہ معلوم کر کے کہ آپ اس بیحد دل پذیر تقریب

میں شریک ہیں مجھ میں حوصلہ و اعتماد پیدا ہو گیا۔ اس تقریب کی ظاہری رسوم قدیم الایام سے چلی آتی ہیں۔ لیکن اس کا اندرونی مفہوم و منشا ہمیشہ تازہ رہتا ہے۔ کیونکہ طغرائے امتیاز دوسروں کی خدمت گذاری ہے۔ اور ملوکیت کے فرائض کیلئے میں نے اور میرے ساتھ میری ملکہ نے نہایت سنجیدہ و متین الفاظ میں اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے۔ تائید ایزدی سے ہم اپنی امانت کے بار گراں سے باسلوب احسن سبکدوش ہوں گے۔ آپ میں سے بعض کو دولت مشترکہ میں ایک ہی خاندان کے حلقہ کے اندران لوگوں سے میل جول کا موقعہ ملے گا۔ جن کے خیالات ایک ہی یاد میں محو ہیں اور جن کے دل ہماری مشترکہ وراثت کے لیے وفا شعاری کے جذبات سے ہم آہنگ ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہماری آزادانہ رفاقت کس درجہ اہم ہے۔ اور آپ ہمارے اور کرۂ ارض کی دیگر اقوام کیساتھ دوستانہ تعلقات امن و ترقی کے لیے مدد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ ملکہ معظمہ اور میں آج کے دن کے جذبات کو اپنے دلوں میں محفوظ رکھیں گے۔ خدا کرے ہم ان نیک تمناؤں کے اہل ثابت ہوں جن کے متعلق میں فخر کے کیساتھ محسوس کرتا ہوں۔ کہ وہ ہماری حکومت کے آغاز میں ہمارے گرد و پیش موجزن ہیں۔ میں بخلوص تمام آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعاگو ہوں کہ خداوند تعالیٰ کی برکات آپ پر نازل ہوں۔

یہ تقریر اعلیٰ حضرت **شہنشاہ معظم جارج ششم** نے بروز تاجپوشی شام کیونت تیصر بکنگھم کے مطالعہ کے کمرہ نشستگی میں بالکل اکیلے بیٹھ کر کی۔ سامنے دو مائکروفون (الہ نشر صوت) رکھے تھے۔ بادشاہ سلامت چونکہ لکنت کرتے ہیں۔ اس واسطے تقریر ایک کاغذ پر سے آہستہ آہستہ پڑھتے گئے۔ کمرہ میں پاس کوئی بشر نہیں تھا۔ حضور ملکہ معظمہ تک بھی موجود نہیں تھیں۔ ریڈیو پر دنیا بھر میں یہ تقریر بیک وقت سنی گئی

بھلا؟

(۱) کیا میں پوری اور صحیح نیند سوتا ہوں ؟

(۲) کیا میں دوپہر کے کھانے کے بعد گھڑی بھر آرام کرتا ہوں ؟

اسردیوں میں تو سکول کی جلدی ہوتی ہے۔ فرصت نہیں ملتی۔ مگر گرمیوں میں دوپہر کے وقت خراب خستہ ہونے کی بجائے قیلولہ کرنا ضروری ہے)

(۳) کیا میں دن بھر میں کم از کم آدھ سیر خالص دودھ پیتا ہوں (اور ہضم کر لیتا ہوں) ؟

(دودھ خالص ہو۔ خواہ گائے کا ہو بھینس کا یا بکری کا)

(۴) کیا میں سارے دن میں مختلف قسم کی سبزی اور پھل مناسب مقدار میں کھاتا ہوں ؟

(غریب ہندوستانی کیلئے ککڑی اور ٹماٹر بھی پھل ہی ہیں۔ اور بیر اور پیلوں ؟ ؟)

(۵) کیا مجھے کھلی روشنی اور تازہ ہوا میں رہنے کا کافی وقت ملتا ہے ؟

(مئی تا اگست کی دوپہریں نہیں۔ سن سٹروک سے بچنا !)

(۶) کیا میں سکول آنے سے پہلے ضرور کچھ ناشتہ کر لیتا ہوں ؟ اور کیا ناشتے اور کام شروع کرنے میں خاصہ وقفہ دیتا ہوں ؟

(کچھ کھاتے ہی پڑھائی یا کھیل شروع کر دینا نہایت غیر مفید ہے۔ کم از کم بیس منٹ کا وقفہ دو - لقمہ منہ میں چباتے ہوئے سکول کی طرف مت دوڑتے آؤ)

(۷) کیا میرے ہاتھ ناخن اور دانت صاف ہیں ؟ کھانے سے پہلے اور بعد ضرور دھو لیتا ہوں اور صبح مسواک کرتا ہوں۔ اور بلاناغہ غسل ؟

یہی سوالات ماں باپ اور استاد اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے متعلق سوچیں۔ اگر جواب نفی میں ہو۔ تو اس کا تدارک کریں۔

(ایڈیٹر)

کیریکٹر بنانے میں کھیلوں کا نمایاں حصہ

ڈیوک آف ویلنگٹن نے واٹرلو کے میدان میں جب نپولین کو شکست دیدی۔ تو اُن کی اعلیٰ صف آرائی کیلئے اُنہیں مبارکباد دی گئی۔ انہوں نے جواب میں کہا "نپولین کو واٹرلو کے میدان میں شکست نہیں ہوئی۔ بلکہ ایٹن کے کھیل کے میدان میں ہوئی ہے جس میں میں نے تعلیم حاصل کی ہے" مطلب یہ تھا۔ کہ آج اگر وہ نپولین جیسے جری جرنیل کو شکست دینے کے قابل ہوا تھا۔ تو اُن اصولوں کی مدد سے جو لڑکوں کو کھیلوں کی صورتیں طالبعلمی کے زمانہ میں سکھائے جاتے ہیں۔ مہذب اقوام کھیلوں میں شرکت پر بہت زور دیتے ہیں۔ امریکہ نے جمہوریت میں اسی قدر ترقی ہے جس قدر کہ کھیلوں میں۔ اور جنگ یورپ کے بعد جرمنی کی از سر نو تنظیم کا نشان اُس کی جسمانی ورزش اور کھیلوں کی طرف توجہ ہے کوئی حکومت اپنے شہریوں کی صحت کیطرف سے لاپرواہ نہیں ہو سکتی۔

ہندوستان میں کھیلوں کو صرف مشغلہ اور دل لگی کا سامان خیال کیا جاتا ہے کوئی خاص اہمیت نہیں دی جاتی۔ کھیلوں میں حصہ لینے کا کام تعلیمیافتہ اور متوسط درجہ کے اُن لوگوں تک ہی محدود ہے جو شہروں یا قصبات میں رہتے ہیں۔ حالانکہ ۹۰ فیصدی کے قریب ہندوستانی دیہات میں بستے ہیں جہاں کہ باقاعدہ اور منظم طریق پر کھیلوں کا کوئی بندوبست نہیں ہوتا۔ بعض دیہاتی سکولوں کے کھیل کے میدانوں کی حالت اتنی ردی ہوتی ہے۔ کہ کچھ نہ پوچھو۔ اور اکثر دیہاتیوں میں تو کھیل کے میدان بالکل ہوتے ہی نہیں۔

جسمانی ورزش اور کھیلوں سے آدمی اخلاقی و جسمانی صحت اور طاقت حاصل کرتا ہے۔ روزانہ زندگی میں ان سے جسمانی اور دماغی ترقی ہوتی ہے۔ فرصت کے وقت میں ان سے بڑھکر بہتر مشغلہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ انگلینڈ۔ جرمنی اور فرانس میں تو ہسپتالوں میں بھی کھیلوں کا انتظام اور نشوونما میں بہت

عمل ہے۔ ٹیمیں جو کھیلنے کے وقت بنائی جاتی ہیں۔ اُن سے ہمیں متحد ہونے اور مجموعی حیثیت میں کام کرتے ہوئے ترقی کرنے کا سبق ملتا ہے۔ کھیل کے میدان میں ہارنے والی پارٹی کو صبر و تحمل اور روزانہ زندگی میں ناکامیوں کا دلیرانہ مقابلہ کرنے کا سبق حاصل ہوتا ہے۔ اکٹھے ہو کر کھیلنے سے اپنے لیڈر کے حکم کی تعمیل اور اس کے لئے احترام کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ کھیلیں ہمیں اتحاد اور تعاون کے جذبات کے لئے تیار کرتی ہیں۔ اور فرقہ وارانہ کشیدگی تنگدلی۔ اور خود غرضی جیسے باعث نظام ... بالا رکھتی ہیں۔

زراعت پیشہ دیہاتیوں کو موسمی امراض اور کمزوری صحت کا عموماً شکار ہونا پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں مقدمہ ... بازی۔ اور مقدمہ بازی لازمی طور پر اُن زمینداروں اور عموماً زراعت پیشہ لوگوں کی روزانہ زندگی کا جزو بن جاتی ہیں۔ آرام طلب اور کام چور کسان یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں پہلے ہی بہت زیادہ زمین پر کام کرنا پڑتا ہے۔ ہمیں بھلا کھیلوں وغیرہ میں حصہ لینے کا موقعہ ہی کہاں مل سکتا ہے۔ لیکن ان کا یہ کہنا عذر لنگ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ سارا دن کسی سایہ دار درخت کے نیچے چارپائی پر لیٹے لیٹے حقہ پیتے رہنا اور گپ شپ میں وقت ضائع کرنا کونسی عقلمندی ہے۔ سال کے دوران میں کچھ وقت ایسا بھی آتا ہے۔ جبکہ کسانوں کو بالکل کوئی کام نہیں ہوتا۔ اور یہ ایک نہایت افسوسناک حقیقت ہے کہ انہی ایام میں قانونی عدالتیں، ہلیں، بھٹائے، دکانوں کی کوٹھیاں اور شراب نوشی کے اڈے زمینداروں سے بھرے نظر آتے ہیں بخلاف اس کے اگر یہی فرصت کا وقت کھیلوں اور دیگر مفید ورزشوں پر صرف کیا جائے۔ تو کس قدر فائدہ مند ثابت ہو۔ کیونکہ ایسے اوقات صحت اور کیریکٹر بنانے میں خرچ ہوں۔

ان لوگوں میں ایک بھاری نقص یہ بھی ہے۔ کہ ان میں جذبۂ تعاون نہیں ہوتا۔ وہ اکٹھے ہو کر اپنے منتہ کہ مفاد کے لئے کچھ کرنا نہیں جانتے۔ نہ ہی وہ باہمی گفت وشنید یا سمجھوتہ سے اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ بخلاف اس کے وہ معمولی معمولی باتوں پر عدالتوں میں جا کر تباہ و بدحال ہوتے

ہیں۔ اور نہ ہی ان میں ضبط ہوتا ہے۔ تنگدلی اور تنگ نظری سے نجات حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ٹورنامنٹ اور دیگر اقسام کی کھیلیں ہیں۔ جو مختلف فرقوں کے افراد کو مل بیٹھنے اور کھیلنے کا موقعہ بہم پہنچاتی ہیں۔

(ٹی۔ ڈی۔ بیدی۔ آئی سی ایس)

پچھلے رسالہ میں ہم نے "ٹورنیمنٹ کا صحیح مقصد" کے عنواں کے ماتحت عمدہ مضمون نگار کو تحفہ و ہدیہ پیش کرنے کا اعلان کیا تھا۔ جو چند مضامین موصول ہوئے ہیں۔ ان میں ایک بھی کسی طالبعلم کا نہیں۔ جنہوں نے چند خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ یا تو کسی پرانے مضمون کی کلہم یا بترمیم نقل ہے اور یا محض انگریزی جواب مضمون کا ترجمہ۔ انگریزی جواب مضمون بھی وہ جو یورپی حالات کے واسطے موزوں ہیں۔ نہ تو کوئی مضمون شائع کرنے کے قابل نکلا اور نہ انعام حاصل کرنے کے لائق

"چارٹ واقفیتِ عامہ" از نمبر ۱ تا نمبر ۷ واقعی بے مثال چیز ہے۔ ضروری اور نہایت اہم حقائق سے پُر ہیں۔ میں آپکو ایسی اشاعت پر مبارک پیش کرتا ہوں۔ واقعی آپ جو بھی چیز نکالتے ہیں۔ نئی اور انوکھی اور نہایت مفید۔ آپکا رنگین چارٹ **نشانات واشاراتِ آمد ورفت** اور رسالہ سیفٹی فرسٹ بھی آپکے رسالہ سپورٹسمین کی طرح ہندوستان میں اپنے موضوع کی پہلی اشاعتیں ہیں۔ "بساطِ زندگی" تو نہایت ہی دلچسپ اور سبق آموز کھیل ہے۔ بالفعل مجھے ایک درجن سیٹ واقفیتِ عامہ۔ ایک درجن چارٹ اشارات اور ایک ہی درجن "بساطِ زندگی" بوالپسی ڈاک بھیجدیں۔"

(پٹنہ)

گوشت خورہ

دانتوں کے امراض میں سے ایک مرض گوشت خورہ ہے ۔ دانت ہلنے لگتے ہیں ۔ مسوڑوں پر اگر خفیف سا دباؤ بھی ڈالا جائے ۔ تو خون بہ نکلتا ہے ۔ غذا کے ساتھ جراثیم بھی معدہ میں چلے جاتے ہیں ۔ اور صحت کو نقصان عظیم پہنچتا ہے ۔ امیر لوگ اسی مرض کا زیادہ شکار ہوتے ہیں ۔ کیونکہ وہ مرغن غذائیں کھانیکے عادی ہوتے ہیں ۔ جن میں عموماً دانتوں کو تقویت دینے والے اجزا بہت کم ہوتے ہیں ۔

۱ ۔ جس شخص کو گوشت خورہ کا مرض ہو ۔ وہ اکثر قبض ۔ بدہضمی ۔ جلد کی خرابی اور بسا اوقات گنٹھیا کی شکایات میں مبتلا رہتا ہے ۔

۲ ۔ غذا کو جب بہت حد تک باریک کیا جائے ۔ تو اس میں ارضی نمک اور مسوڑوں کو تقویت بخشنے والے اجزا مفقود ہو جاتے ہیں ۔ مثلاً میدا ۔ بہت صاف کی ہوئی کھانڈ ۔ اور فربہی پیدا کرنے والی غذاؤں کا زیادہ استعمال جن کی وجہ سے امیر طبقہ عام طور پر گوشت خورہ کی وجہ سے نالاں رہتا ہے ۔

۳ ۔ بے محل غذائیں کھانے سے انتڑیاں کمزور اور ناقص ہو جاتی ہیں ۔ اور ساتھ ہی مسوڑے بھی خراب ہونے شروع ہو جاتے ہیں ۔ اس طرح بداحتیاطی کی وجہ سے گوشت خورہ خواہ وہ کس قدر ہی ابتدائی صورت میں کیوں نہ ہو ۔ رفتہ رفتہ ایسی صورت اختیار کر لیتا ہے جس کا علاج معالجہ بہت حد تک ناممکن ہو جاتا ہے ۔ اور بالآخر تمام دانت نکلوانے کے بغیر چارہ نہیں رہتا ۔

۴ ۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ جب کبھی ابتدائی علامات ظاہر ہوں ۔ تو غذا میں احتیاط کرنے سے عموماً صحت حاصل ہو جاتی ہے ۔

۵ ۔ موزوں غذا کے استعمال سے گوشت خورہ کا انسداد ہو سکتا ہے ۔ والدین کو چاہیئے ۔ کہ اوائل عمر سے ہی بچوں کو ایسی غذا کھانے کا عادی بنائیں ۔ جن میں نمک اور قوت بڑھانے والے اجزا بکثرت

موجود ہوں۔ قابض اشیاء سے حتی الوسع گریز کرنا چاہیئے۔ دانتوں کی قوت کو برقرار رکھنے کے لیئے وہ اشیاء لازمی طور پر استعمال کرنی چاہئیں۔ جن میں فاسفورس کیلسیم وغیرہ بکثرت موجود ہوں۔ عموماً اس غذا کو روزمرہ کھانا چاہیئے۔ جسے اچھی طرح چبایا جا سکے۔ کیونکہ لقمہ کو خوب چبانے سے ایک تو دانتوں اور مسوڑوں کی کافی ورزش ہو جاتی ہے۔ دوسرے دوران خون میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہر ایک آدمی تقریباً تین بار کھانا تو ضرور کھاتا ہے۔ اگر مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کیا جاوے۔ تو گوشت خورہ کے مرض سے انسان کا محفوظ رہنا کچھ مشکل نہیں۔ اوّل صبح کے ناشتہ کے وقت بجائے ثقیل اشیاء کے اگر تازہ پھل خصوصاً نگترے کھائے جائیں۔ تو بہت مفید ثابت ہوگا۔ دوئم۔ دوپہر کے کھانے کے وقت مکھن اور بے چھنے آٹے کی روٹی کا استعمال کیا جاوے۔ جو یا جوار کا آٹا بھی مفید ہے۔ مگر ہر لقمہ کو اچھی طرح چبا چبا کر کھایا جاوے۔ نیز سبز ترکاریوں کا ضرور استعمال کرنا چاہیئے۔ سوئم۔ رات کا کھانا۔ دن بھر کا تھکا ماندہ انسان شام کے وقت لازمی طور پر لذیذ اشیاء کھانے کو طلب کرتا ہے۔ مگر گوشت خورہ کے مریض کو ہفتہ میں دو مرتبہ سے زیادہ گوشت کا استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ انڈے۔ پنیر۔ اور مچھلی کے کھانے کی البتہ کوئی ممانعت نہیں۔ بعض اوقات پرندوں کا گوشت کھایا جائے۔ تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ کھانے کے وقت ایک نہ ایک سبز ترکاری کا استعمال لازمی ہونا چاہیئے۔ مگر گوشت کی یخنی کی بجائے سبزیوں کا رس نکال کر دودھ میں ملا کر شوربے کی جگہ پیا جائے۔ تو نہایت مفید اور مقوی ثابت ہوگا۔ تازہ مکھن۔ انڈے خالص دودھ اور مچھلی کے تیل (کاڈ لور آئیل) کے استعمال سے بہت حد تک انسان اس نقصان سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ تازہ پھلوں اور سبزیوں میں وٹامنز سی کے اجزاء پائے جاتے ہیں۔ جو ہمارے دانتوں کو کریڑا لگنے سے بچاتے ہیں۔ اور زکام اور بلغمی اثرات کو دور کرتے ہیں۔ جو دانتوں کے لیئے بہت مضر ہیں۔ سنگترہ اور لیموں کا رس بہت مفید ہے۔ اس سے دوسرے درجہ پر پیاز۔ ٹماٹر۔ اور گوبھی کے پھول ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ گوشت خورہ کے مریض کو مذکورہ اشیاء کا

استعمال بتایا جاتا ہے۔ دانتوں کے امراض اب کوئی پیچیدہ مسئلہ نہیں رہا مسلسل تجربات سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ امراض محض مسوڑوں کی خرابی کے باعث ہی پیدا نہیں ہوتیں۔ بلکہ تمام نظام اعصاب میں کمزوری کا بھی ان سے تعلق ہے اس لئے ادویات کے واہی تباہی استعمال سے یہ بدرجہا بہتر ہوگا کہ صحیح قسم کی غذا کے استعمال کو اپنا نصب العین بنایا جاوے۔ ایسا طریق اختیار کرنے سے دانتوں اور مسوڑوں کی تمام شکایات بہت جلد رفع ہو جاتی ہیں۔ اور کسی دوائی کے استعمال کی ضرورت نہیں رہتی + (منقول)

گوشت خورہ یعنی پائیوریا پیدا کرنے کے لوازمات کچھ اس کثرت سے پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ اٹھتے ہوئے نوجوانوں کو اس سے محفوظ رہنا ناممکن ہو گیا ہے۔ خواہ وہ کیسے کیسے قیمتی پیسٹ۔ پاؤڈر اور برش استعمال کریں۔ گرم چائے پینے اور چائے پینے کے بعد قلفی یا ملائی کی قلفی (آئس کریم) کھانا فیشن ہے۔ دانت گرم سرد ہو کر خواہ مخواہ بیمار ہو جاتے ہیں۔ آئس کریم پہلے امرا کا حصہ تھا۔ اب بازار میں "پیسے کی دو قلفیاں" کی صدا غریب سے غریب کو بھی لبھا لیتی ہے۔ اسی طرح کمبخت برف نوشی اتنی عام اور کثرت سے ہے۔ کہ خدا کی پناہ چھوٹے چھوٹے بچے برف کے رنگ برنگ گولے بنوا کر گلیوں میں کھاتے پھرتے ہیں۔ بڑے آدمی برف کے بغیر پانی پی ہی نہیں سکتے۔ غرضیکہ موجودہ تہذیب و فیشن کا پائیوریا لازمہ ہے۔

"کسی دن دیکھئے گا کہ مصنوعی دانتوں کا سیٹ" لگوانا فیشن میں داخل ہو جائیگا۔ اور مزاج پرسی کے بعد دوست پوچھینگے "نئے سیٹ کا کیا حال ہے"۔

جنٹلمین

"جنٹلمین" اور "شریف" ہم معنی الفاظ ہیں۔ آج کل جسے شریف کہنا ہو جنٹلمین کہا جاتا ہے اور لفظ "شریف"
گردش زمانہ سے بقول مرزا غالب نقش و نگار طاق نسیاں ہو گیا ہے۔

میں سوچ رہا تھا کہ اس اصطلاح کی کیا تعریف کروں۔ اور جنٹلمین کسے کہنا چاہیئے۔ کہ سوچتے سوچتے
میری آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میدان میں کھڑا ہوں۔ میں گھبرا گیا۔ اور قریب تھا کہ مرغ ہوش
پرواز کر جائے کہ مجھے دور سے کوئی شخص آتا ہوا دکھائی دیا۔ جس کی رفتار میں تیر کی تیزی تھی۔ معاً
میرے پاس آپہنچا۔ میں نے حیرت زدہ ہو کر دیکھا تو وہ میرا ہم شکل، ہم شبیہ اور ہم عمر نکلا۔ مجھے حیران د
کر وہ مسکرایا۔ اور مجھ جیسی آواز میں کہنے لگا۔ کہ گھبراتے کیوں ہو۔ میں تمہارا ہمزاد اور موکل اقبا
ہوں۔ یہاں سے بہت قریب ملکہ شرافت کی سرحد ہے۔ آج یہ ملکہ یہاں آئی ہے تاکہ اطراف و
کا سلام لیگی۔ اور انہیں درشن دیگی۔ یہ نظارہ قابل دید ہے۔ میرے ساتھ چلو سفر طے ہو جائیگا۔ میں نا
بستہ اس کے ساتھ ہو لیا۔ تھوڑی دور جا کر ہمزاد نے کہا اس بیابان کو طے کرنے کیلئے عمر خضر درکار ہے
اور ہمیں جلدی ہے کہیں ساعت سعید گذر نہ جائے۔ آنکھیں بند کر کے اس اسم کو جو میں تمہیں بتاتا ہوں
پڑھو۔ بہت جلد منزل مقصود پر پہنچ جائیں گے۔ میں نے تعمیل کی۔ افسوس۔ وہ اسم مجھے بھول گیا ہے۔ ایسا م
ہوا کہ جیسے کسی نے مجھے اٹھا کر زمین پر رکھدیا ہے۔ اب جو دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ ہم ایک نہایت او
فولادی دیوار کے روبرو کھڑے ہیں۔ اس کے وسط میں ایک عالیشان طلاکار اور جواہر نگار دروازہ
میں اس دیوار کو سد یاجوج و ماجوج سمجھا۔ مگر میرے ہمزاد نے مسکرا کر کہا۔ کہ نہیں یہ حد فاصل ہے او
اس دیوار کے پرے اقلیم **شرافت** ہے۔ شرافت کا نام سن کر میں چونکا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس دیوار کے
قریب اس کثرت سے لوگ جمع ہیں۔ کہ تل دھرنے کو جگہ نہیں ہے۔ یہ تمام لوگ دروازہ میں داخل ہونے
کو بیقرار تھے۔ کئی بار انہوں نے حملہ کیا۔ مگر ہزاروں کے سر دیوار سے ٹکرا کر لہولہان ہو گئے۔ یکایک یہ

پھوڑ اور سینہ توڑ دروازہ کھلا۔ اور ایک سوار نمودار ہوا۔ اس نے نگاہِ کرم سے اس مجمع کی طرف دیکھا اور رعد
کی طرح گرج کر کہا کہ اے ملکِ فنا کے ساکنو۔ جلدی مت کرو۔ سب کو موقعہ دیا جائیگا۔ باری باری اندر
آنے کی اجازت ہے۔ اس جانفزا سا آواز سے جسے صورِ اسرافیل کہنا چاہیئے۔ سب کو سکتہ کا عالم ہو گیا۔
سب سے پہلے میں اور میرا ہمزاد دروازے سے جو اس وقت کھلا تھا گذرے۔ کیا عرض کیا جائے بہشت
میں پہنچ گئے۔ چاروں طرف سے نور برس رہا تھا۔ ایک جانب فرش پر ایک طویل خیمہ مخمل کا استادہ
تھا۔ اور اس خیمہ میں دربارِ عام ہو رہا تھا۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ محافظ کے رعب سے ہزاروں
اور لاکھوں تماشائیوں میں سے معدودے چند کو دروازے میں قدم رکھنے کی جرأت ہوئی اور باقی تمام اپنا
سا منہ لے کر رہ گئے۔

اب اس دربار کا احوال سنیئے۔ خیمہ کے بیچ میں تختِ طاؤس دھرا تھا۔ جس پر ایک ملکہ جو گھونگھٹ نکالے
بیٹھی تھی۔ اس وقت جہاں میں کھڑا تھا۔ وہاں کئی اور تماشائی بھی آ پہنچے۔ یہ وہ چند انسان تھے جو ہمت
کر کے دروازے سے گذر چکے تھے۔ میں اس تخت نشین کو دیکھ رہا تھا۔ اور شاید چند اور بھی دیدے پھاڑ
پھاڑ کر تک رہے تھے۔ مگر انہیں سوا اسے ایک مقدس شعلے کے اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ میرے ہمزاد
نے میرے کان میں کہا کہ یہ اقلیم شرافت کی ملکہ ہے۔ جو لوگ اس کی دستخطی سند حاصل کرتے ہیں۔ شریف
کہلاتے ہیں۔ کسی کسی خوش نصیب کو تمغہ بھی عطا ہوتا ہے۔ ملکہ کے پس پشت چار عورتیں استادہ تھیں اور
باری باری سے مگس رانی کر رہی تھیں۔ اُن میں ایک سفید پوش تھی۔ سفید پوش کسی قدر سن رسیدہ تھی
سادگی اس کا زیور تھا۔ میرے موکل اقبال نے کہا کہ یہ سفید پوش **قناعت** ہے۔ یہ سبز پوش **سخاوت**
سرخ پوش مروت اور زرد پوش **عبادت** ہے۔

تخت کے رو برو ایک پیر مرد خضر صورت فرشتہ سیرت قلمدان لئے کھڑا تھا۔ اور اس کے رو برو
ایک جزدان میں شرافت کی سندیں سبز خط اور جلی حروف میں لکھی ہوئی رکھی تھیں۔ ہمزاد نے کہا کہ یہ پیر منشی
ضمیر وزیرِ شرافت ہے۔

تختِ طاؤس کے ارد گرد دو رویہ دربارِ شرافت کے درباری اپنے سینوں پر گیول اور تمغے [illegible]

ث ہے۔ گویا سند شرافت اُن کا حصہ ہے مگر انہیں دیکھکر ملکہ شرافت نے منہ پھیر لیا۔ اور صداقت کے
ہ سے پیر روشن ضمیر نے جو لبستہ اور قلمدان لئے بیٹھا تھا۔ کھڑے ہو کر کہا :۔ اے ناعاقبت اندیش
ہم فیشن کے نشے میں چُور کفایت شعاری سے دُور حُسن ادب سے مہجور جمال اخلاق سے معزور
ا کال جواری شیدائے مئے گساری ہو۔ ہر ایک تم میں سے شہرت کا دیوانہ مگر قابلیت سے
ہ ہے۔ جاؤ۔ شوخ چشم نغلوں بے ادب چھچھوروں اور تنک مزاج اوچھوں کی جگہ دربار شرافت
نہیں ہے۔

اس کے بعد ایک اور غول آیا۔ یہ تمام سقیم الحال اور پریشان احوال زرد رُو نحیف اور لاغر تھے۔
مدکی، چرسی، چانڈو باز، گانجے کے فدا، چنیا بیگم کے شیدا، شرابی، کبابی تھے۔ سب کپڑے گھٹے
ھی ہوئی تھی۔ نشے میں غین تھے۔ کسی کے ہاتھ میں بٹیر کا تھیلا۔ کسی کے پتنگ اور تکل اور کسی
میں اصیل مرغ تھا۔ جب تخت کے روبرو آئے۔ تو عجیب منحنی آواز میں یوں گویا ہوئے۔
"ہم نجیب الطرفین ہیں۔ معزز خون ہماری رگوں میں ہے۔ ہم شاہوں کی اولاد شہزادے ہیں۔
رافت ہمارے لئے میراث ہے"

انہیں دیکھکر ملکہ شرافت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور پیر روشن ضمیر نے کھڑے ہو کر شعر پڑھا ؎

پسر نوح با بداں بنشست
خاندان نبوتش گم شد

اور ہاتھ سے اشارہ کیا۔ کہ چلے جاؤ۔

ان کے جانے کے بعد ایک مجمع کثیر اور آیا۔ کہ جس میں اکثر دھوتی پوش تھے۔ ان میں کئی ایسے تھے
کا لباس میلا چکٹ تھا۔ جیسے باورچی خانے کی صافی کئی ایسے تھے۔ کہ جن کے منہ سے اس کو شرماتے
رامنہ کھلا اور لوگوں پر غشی کی حالت طاری ہوئی۔ ان میں سے بہت کم ایسے تھے۔ جن کا لباس
ا۔ مگر سب نے اشرفیوں کے توڑے۔ روپوں کے بدرے اور نوٹوں کے دستے اٹھائے ہوئے
ان کے ساتھ کئی مزدور بھی تھے۔ جن کے دوش پر ہیاں کھاتے اور روز ناپچے لدے تھے۔ یہ آئے

ورخوک۔ خرس اور بھیڑوں کے بھیس میں یہ شعر پڑھا ؎

اے زر تو خدا نۂ و لیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

انہیں دیکھکر ملکہ اور اس کی سہیلیوں نے آنکھیں بند کرلیں۔ اور پیر روشن ضمیر نے کہا "اے گرگ خصال گروہ تم بظاہر گوسپند اور بباطن میں درندے ہو۔ تم اپنے ہمجنس کا خون جونک کی طرح چوستے ہو۔ تم یتیم بچوں اور بیکس عورتوں کو خانماں برباد بناتے ہو۔ دس دیکر نہ ہزار لکھاتے ہو۔ تم عنکبوت ہو کہ کسی وارنا تجربہ کار نوجوان کو جالے میں پھنساتے ہو۔ تم سنگدل اور سفاک ہو۔ تمہارے دل میں درد نہیں ہے۔ تمہارا خدا زر ہے۔ جاؤ اور سر حد شرافت سے بدر ہو جاؤ تمہارے لیئے جہنم میں گھر تیار ہو رہا ہے۔"

ان کے بعد ایک اور ہجوم عفیر آیا۔ جو سر برہنہ تھے۔ جن کے گریبان چاک تھے۔ جن کے نالے آسمان کو آگ لگا رہے تھے۔ جن کی چیخوں سے چنگاریاں اور شرارے گر رہے تھے۔ جن میں بعض کے گلے چیخ چیخ کر بیٹھ گئے تھے۔ مگر وہ چلانے سے باز نہ آتے تھے۔ یہ خاک اڑا اڑا کر اپنے سر پر ڈال رہے تھے مگر اس حکمت سے کہ خاک دیکھنے والوں کی آنکھوں میں پڑ رہی تھی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ لوگ اہل درد ہیں۔ ضرور سند کے ساتھ تمغہ شرافت لیں گے۔ مگر میرا خیال غلط نکلا۔ پیر روشن ضمیر نے ہنس کر کہا۔

"اے جو فروش گندم نما۔ خود غرض بندۂ مطلب دگو۔ تمہارے سونے میں خود غرضی اور ذاتی مفاد کا کھوٹ ہے۔ تم کو اعتدال سے نفرت اور فتنہ پردازی سے الفت ہے۔ تم آگ و آتش کا اتصال چاہتے ہو۔ اتفاق اور اتحاد کا نام لے کر ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلتے ہو۔ اور اپنا الو سیدھا کرتے ہو۔ تم اپنی قوم کو اپنی شہرت کے لیئے اندھے کنوئیں کی طرف دھکیل رہے ہو۔ کہو مر کر خدا کو کیا جواب دو گے۔ یہاں خالص ایثار درکار ہے۔ جاؤ۔ اس جگہ تمہاری دال نہیں گل سکتی۔"

اس کے بعد ایک اور گروہ آیا۔ کہ ان میں بعض سبحہ گردانی میں مشغول تو بعض سمرن پھیر رہے اور مالا جپ رہے تھے۔ کسی کے ماتھے پر محراب تو کسی کی پیشانی پر قشقہ تھا۔ اور بعض کا تو یہ حال تھا ؎

دیئے چار دب سر خاک تھے بجائے اُن کے

چھتریاں سر پہ لگائے تھے تمامے اُن کے
سر پہ دستارِ فضیلت کی بہت بھاری تھی
اور شکم ان کا کتب خانہ کی الماری تھی

انہیں دیکھکر عبادت نے گھونگھٹ نکال لیا۔ اور پیر روشن ضمیر نے کہا کہ جاؤ جاؤ اپنے فتووں اور احکام سے کسی کا دل نہ دکھاؤ۔ علم بغیر عمل کے ہیچ ہے اور عبادت جو دکھاوے کے لئے کی جاتی ہے ریا کاری کہلاتی ہے۔ جاؤ دامِ تزویر پھیلاؤ۔ شبرات کا حلوہ۔ عید کی سیویاں متھرا کے پیڑے اور ایام سرادہ کا پکوان خوشی سے چکھو۔

ان کے بعد کئی شہسوار گھوڑے دوڑاتے فن سپہ گری کے کرتب دکھاتے فتح اور نصرت کے نشان اڑاتے آئے۔ ان میں کئی تاجدار بھی تھے۔ مگر یہ ابھی فاصلہ پر تھے۔ کہ پیر روشن ضمیر نے ملکہ کے اشارے سے انہیں رکوا دیا۔ اور کہا کہ ان سے خون کی بو آتی ہے۔ اور ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے بیوہ کے بین اور یتیم کے شور و شین کی صدائیں نکلتی ہیں۔

ان کے بعد ایک اور گروہ نظر آیا جس میں کئی معلم و مدرس۔ طبیب۔ اور وکیل اور سود اگر ملازمت پیشہ لوگ اور زمیندار تھے۔ بہ کمال ذلت کے ساتھ خوشامد کر کے اپنا کیسہ پُر کرنے کو اور معزز اور ممتاز کہلانے کو لوگوں کو جھکیہ دیتے ہیں۔ اور جب مطلب نکل جاتا ہے تو فرعون بے سامان بن جاتے ہیں۔ انہیں دیکھکر ملکہ اور سہیلیوں کے چہروں پر آثار رنج نمودار ہوئے۔ اور سب نے منہ پھیر لیا۔ پیر روشن ضمیر نے نقیب کو حکم دیا۔ کہ انہیں بارگاہِ شرافت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ یہ شریف بنتے ہیں۔ مگر شریف نہیں۔ ان کا طرۂ فخر ان کے لئے دُم ہے جس نے ان کو انسانی درجہ سے گرا کر حیوان بنا دیا ہے۔ یہ احسان فراموش ہیں نہ یہ کرتے گھن ہیں۔ یہ علمی اور ادبی رسالوں اور خیر خواہ ملک اخباروں کے خریدار بن کر درخواست کرتے ہیں۔ کہ یہ رسالہ یا اخبار ان کے نام وی۔پی بھیجا جائے۔ اور جب پارسل اُن کے پاس جاتا ہے۔ تو نہایت کمینہ پن کے ساتھ واپس کر کے بجائے فائدے کے رسالوں اور اخباروں کو نقصان پہنچاتے ہیں یا رسالے مفت ہضم کرتے ہیں۔ اپنی تعریف

اور خوشامد کے بھوکے ہیں سچی عزت و شرافت ان سے کوسوں دور ہے یہ نالائق اترائیں مگر ان کی ہستی حشرات الارض سے بدتر ہے اور اخلاق کے لئے وبال سے بڑھ کر ہیں۔ یہ لوگ سب سے بڑھ کر قابل نفرت ہیں۔ یہ لوگ شریفوں کا لباس پہنیں مگر شریف نہیں ہو سکتے۔

ان کے بعد ایک دَر غول دکھائی دیا۔ جو بظاہر انسان تھے۔ مگر غور سے دیکھو تو غولان بیابان تھے ان میں سے بعض سیاہ فام اور کریہ المنظر بھی تھے۔ مگر ان سب کے لوہے کے توے۔ ان کی انگلیاں بچھو کے ڈنک سے ملتی جلتی تھیں۔ اور ان کی زبان مارِ سیاہ کی طرح تیز۔ بدی کی طرح پھیلا رہے تھے۔ دماغ میں حکومت کی بو تھی۔ اور ہر ایک اپنے آپ کو فرعون سمجھا ہوا تھا۔ پیر روشن ضمیر نے انہیں دور سے دیکھا۔ اور شور مچایا کہ خبردار یہ خیمہ شرافت میں قدم رکھ کر اسے ناپاک نہ کریں۔ یہ انسان نہیں یہ گندہ دہن انصاف فروش اور تعصب مجسم ہیں۔ میزان انصاف میں تعصب کے بٹے ڈال کر اسے تہ و بالا کر دیتے ہیں۔ یہ گمنام نویس ہیں یہ جاسوس دیوانہ ستم لوگوں کو۔ غلط الزام دینے کرنے والے بظاہر دیانت دار۔ مگر باطن میں رشوت کے اوتار ہیں۔ یہاں سے نکل جائیں اور اپنی ناپاک صورت نہ دکھائیں۔

پھر اہل دربار کی طرف مخاطب ہو کر پیر روشن ضمیر نے کہا۔ کہ ملکہ عالم کا وقت قیمتی ہے۔ انہیں اتنی فرصت نہیں کہ ہر کس و ناکس کو اجازت باریابی ہو۔ ان کے علم سے شریف کی تعریف بتا دی ہے۔ اگر کسی میں یہ اوصاف ہیں۔ تو سند شرافت کیلئے پیش ہو جائے!

"شریف وہ ہے جس میں خودداری اور حفظ مراتب ہے جس کے دل میں درد ہے اور ایثار ہے خنجر کسی پہ چلے اور وہ تڑپا کرے۔ جسے قول کا پاس ہے جو صاف گو ہو صاحب اخلاق راست گفتار ہے۔ جو زبان کا میٹھا۔ دیانت دار نیک نیت اور صاف باطن ہے۔ جو سچی بات منہ پہ کہے۔ جو ماتحتوں کو نہ ستائے۔ جو محتاجوں کا دل نہ دکھائے۔ جو عیش میں خدا کو نہ بھولے۔ جو طیش میں خدا سے ڈرے۔ جو انسان تو کیا حیوان پر بھی رحم کرے۔

اپنی چادر سے باہر پاؤں نہ پھیلائے۔ احسان کو جانے۔ حق کو پہچانے۔ جو طمع سے جان چھڑائے۔ قناعت سے لو لگائے۔ جو دولت پر نہ اترائے۔ جو افلاس سے نہ گھبرائے۔ جو اپنے ملک اور ابنائے جنس کے لئے بک جائے۔ فنا ہو جائے۔"

یہ تعریف سنکر حاضرین بغلیں جھانکنے لگے۔ کسی کو قدم بڑھانے کی ہمت نہ ہوئی۔ میں نے چاہا کہ اس جگہ سے حرکت کروں۔ کہ آنکھ کھل گئی۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میں ہوں اور میرا کمرہ۔

(زار)

مسٹر ژوف فیشن

پیور شمیم

چند پرند

یہ پرندے آپکو بہت فائدہ پہنچاتے ہیں۔ صرف ایک کوا ہے جو قدرے تنگ کر دیتا ہے۔ مگر دوسرے تمام پرندوں کی نسبت آپکی صحت کا یہ سب سے زیادہ محافظ ہے۔ روٹی بوٹی کے ریزے وغیرہ جو اگر جگہ جگہ پڑے رہیں۔ تو جراثیم پیدا کر کے بیماری پھیلانے کا باعث بنتے ہیں۔ ان سب کو یہ صبح ہی آکر اٹھا لیجاتا ہے۔ اور ویسے دن بھر بھی اسی کام میں لگا رہتا ہے۔

پہاڑی کوا سارے کا سارا ہی چمکدار سیاہ ہوتا ہے۔ اور بڑا ہوتا ہے۔ اس کی آواز بھی بھاری ہوتی ہے۔ دوسرا کوا تو آپنے عام دیکھا ہی ہوگا۔ جہاں بھی جاؤ گھر ہو یا... کتے کی طرح یہ بھی موجود ہوتا ہے۔ کوے کا ڈھیٹ پن اور اتفاق مشہور ہے۔ (کوے کے گھونسلے میں جلا کر زردوں کیواسطے استعمال کرتے ہیں۔)

ہُد ہُد کھیتوں اور درختوں پر سے کیڑے کوڑے صاف کرتا ہے۔ اس کے سر پر تاج سلیمانی ہے۔ حضرت سلیمان کے قصہ میں اسی کا ذکر آتا ہے۔ لمبی چونچ سے بڑے گہرے سوراخوں میں سے کیڑے نکال کھاتا ہے۔ کسان کا خاص دوست ہے۔ ...گردہ کی تکلیف میں اس کے گوشت کا استعمال نفع بخش ہے۔)

چھوٹا اور بڑا الو۔ عقلمند جانور ہیں۔ اگرچہ بیوقوف مشہور ہیں۔ رات کے وقت خوب شور مچاتے ہیں۔ اور چڑیاں وغیرہ مار کھاتے ہیں +

عوام میں یہ بڑا منحوس جانور خیال کیا جاتا ہے۔ اجاڑ میں بسیرا کرتا ہے۔ رات کو باہر نکلتا ہے دن بھر چھپا رہتا ہے۔ دن میں اسے نظر بھی کچھ نہیں آسکتا +

پہاڑی کوا
عام کوا

ہُدہُد
Peasant's Friend
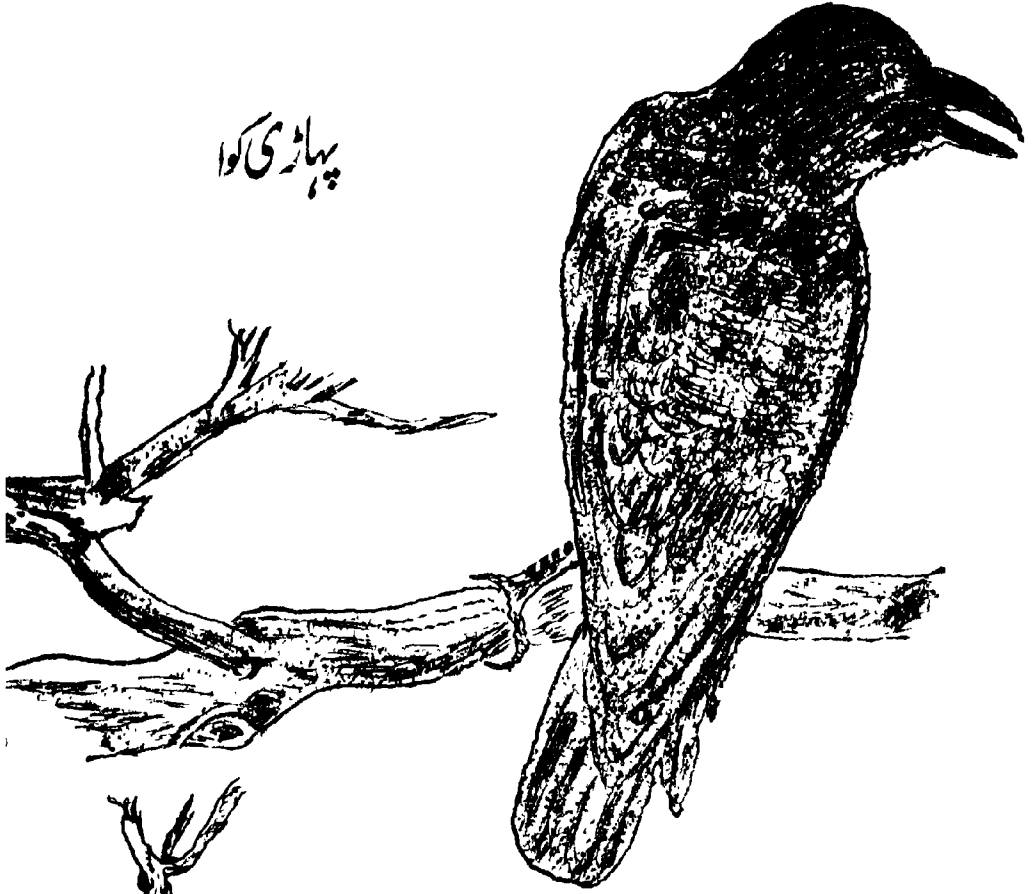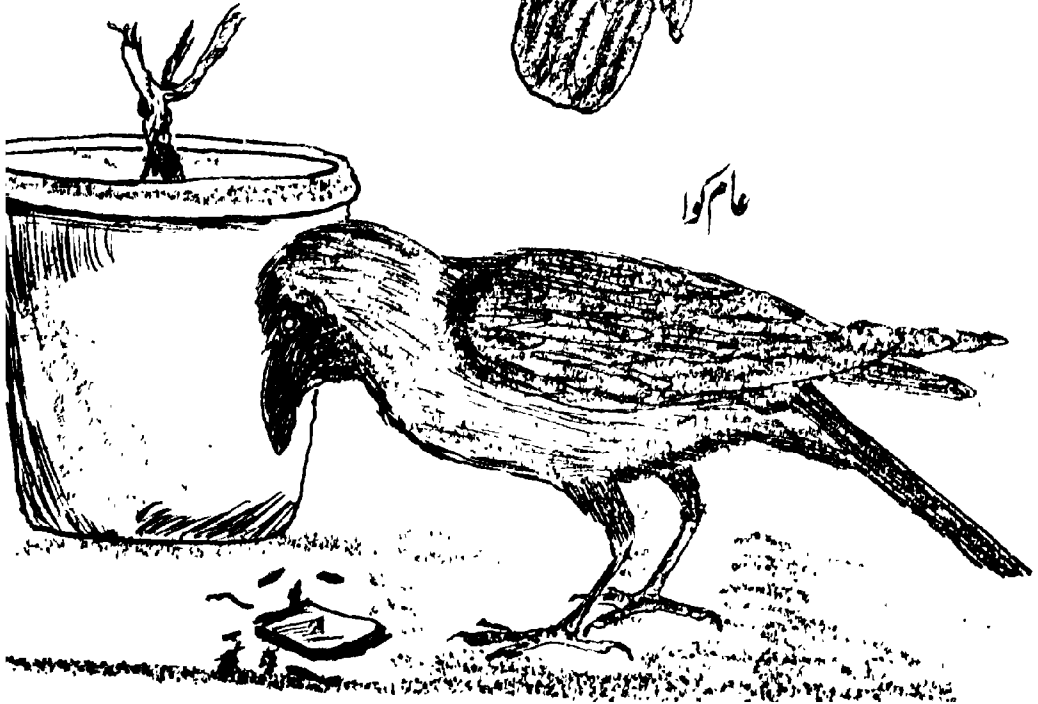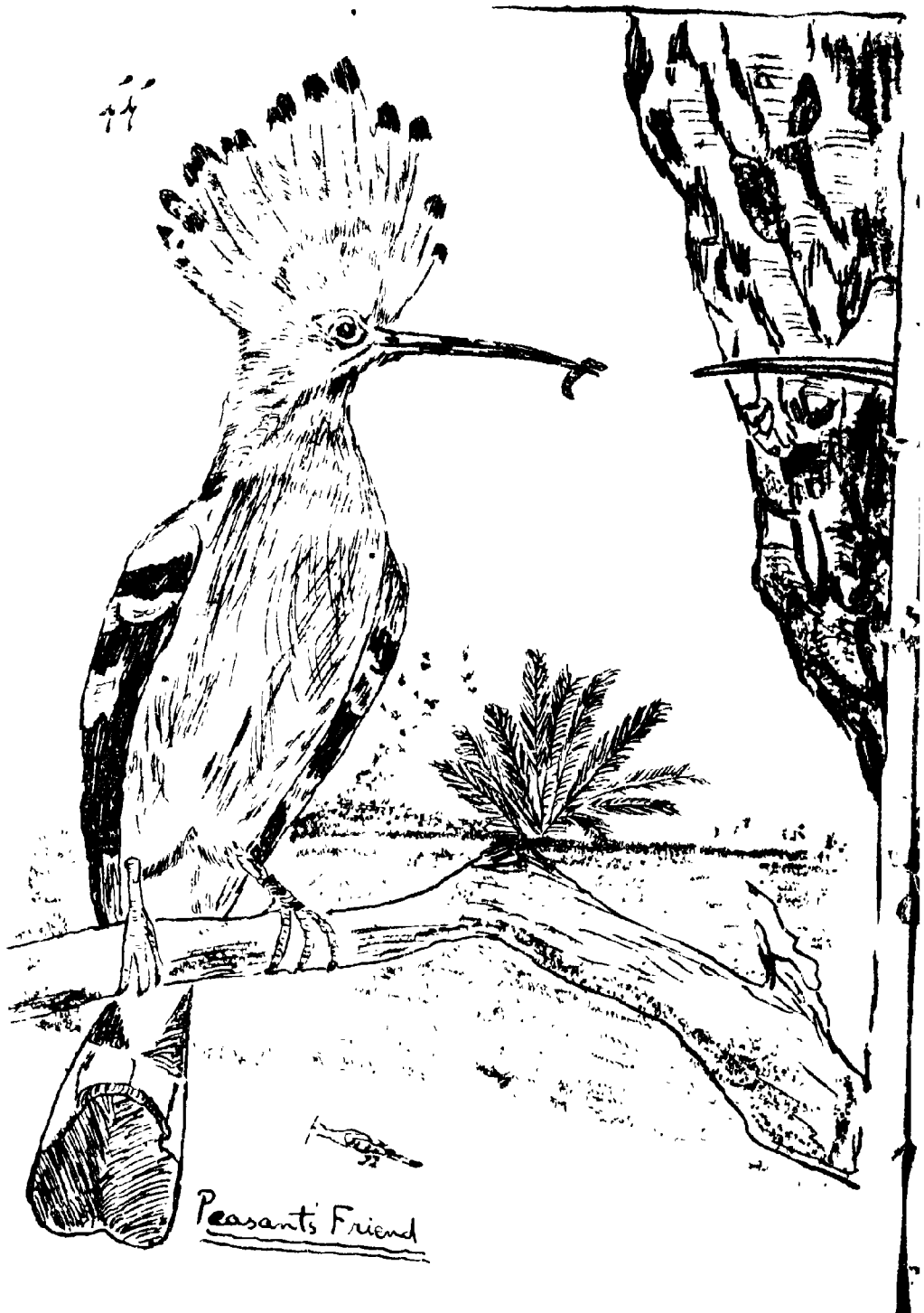
کسان کے دوست

آلو بازی

آجکل بازار میں چھوٹے بڑے اور پتلے موٹے ہر طرح کے آلو آرہے ہیں ۔ ان کا بھرتا بھاجی بنا کر کھا جانیکے علاوہ کبھی آپنے انکا تماشہ بھی دیکھا یا کیا ہے ؟ ایک ثابت آلو کئی قسم کی مختلف شکلیں ظاہر کرتا ہے ۔ اُن پر ذرا سا سب پیر لگا دیں ۔ کاٹ دیں یا لکیریں ڈالدیں ۔ تو بہت ہی عجیب و غریب شکلیں بن جاتی ہیں ۔ لیجئے ۔ ہم آپکو ان کا تماشہ دکھاتے ہیں ۔ دیکھئے کیسے دل خوش کن مناظر پیش ہوتے ہیں ۔ ایک دو دفعہ مشق کرنے کے بعد آپ خود بخود آلو کی شکل دیکھتے ہی اسے "بنانے" کو تہیہ کر لیا کریں گے ۔ کھیل تماشے اور دل بہلانے کے بعد آپ انہیں اُبال کر اور مناسب نمک مرچ لگا کر کھا جائیں ۔ ورنہ آلو رنج و افسوس سے گھل گھل کر سڑ جائے گا ۔ کھاتے وقت ہمارا حصہ ضرور

نکال رکھئے - ہمیں یہاں چھرہ میں اچھی سبزی ترکاری نہیں ملتی - اور کھیتوں والے پڑوسیوں نے **"اصلاح دیہات"** کے تعمیل حکم میں اس ایذا رساں و تکلیف دہ کنجوسی کا نام **"کفایت شعاری"** رکھدیا ہے -

اب ذرا **"آلو بازی"** کے مزے لیجئے -
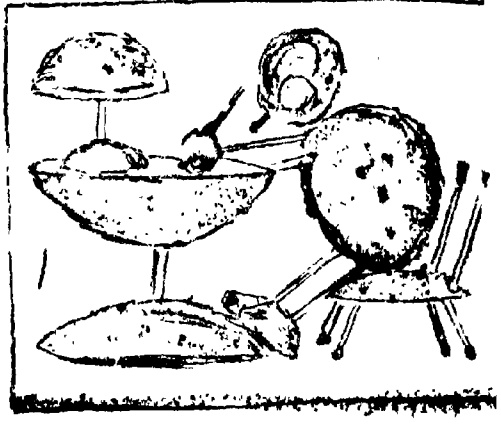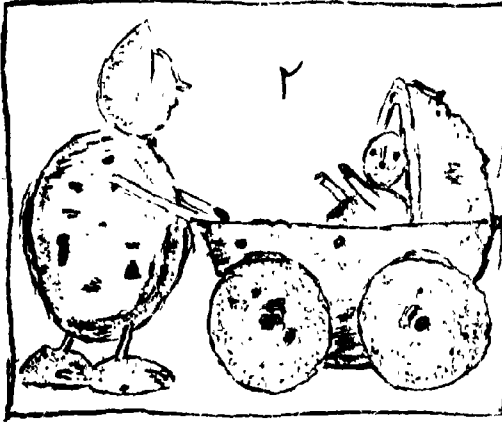
بابو صاحب کرسی پر بیٹھے ہیں - سامنے میز پر لیمپ رکھا ہے - لکھنے میں مشغول ہیں -

آیا بچے کو گاڑی میں بٹھائے ہوا خوری کے لئے باہر لے جا رہی ہے -
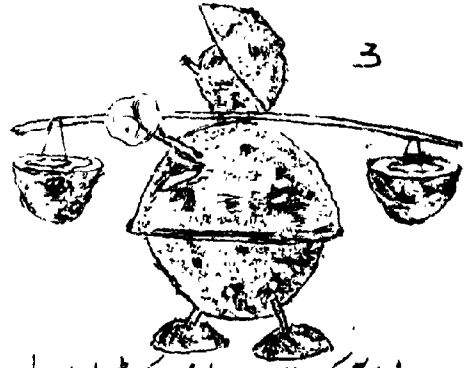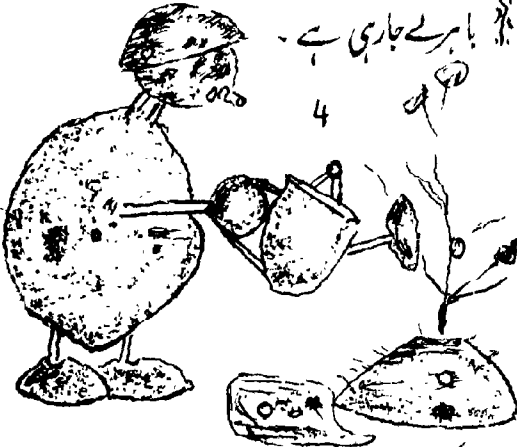
لیجئے آپکے لئے جمہور پانی کے ڈول لا رہا ہے سگرٹ بھی پی رہا ہے !

آپکے لئے باغ لگ رہا ہے - مالی پانی دینے میں مشغول ہے !
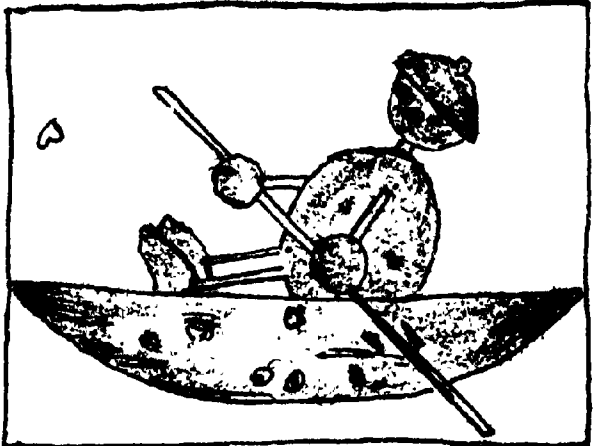
برسات کا موسم شروع ہونے والا ہے ندی نالے چڑھ جائینگے۔ کشتی تیار ہے!

آپکو اگر دف بجانی نہیں آتی۔ تو اس سے سیکھ لیجئے۔ یہ سکاوٹ ہے!
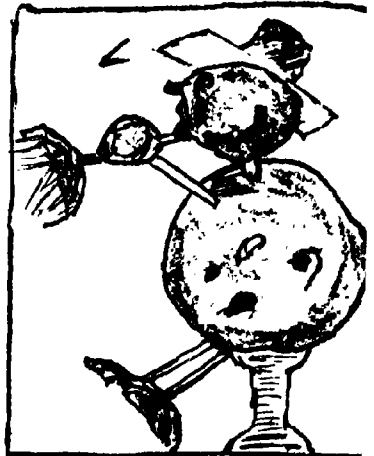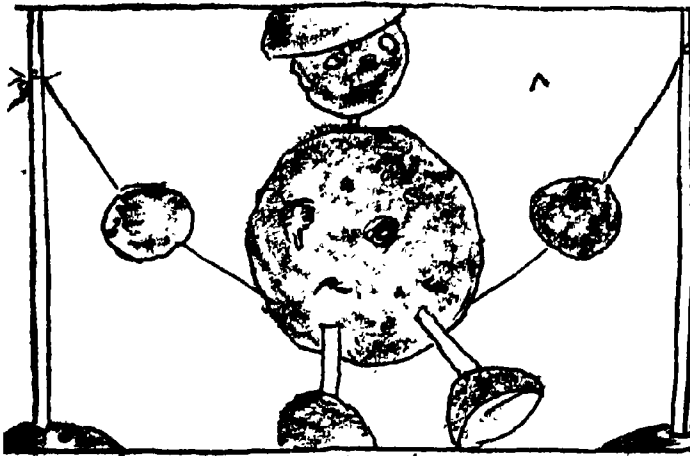
جب کام سے فارغ ہو تو کچھ کھیل بھی کھیلو بالفعل جھولے پر ہی اکتفا کیجیے

دف کیساتھ بگل باجہ بھی چاہیئے۔ سکاوٹ کھانے کا بگل بجا رہا ہے۔

آلو بازی میں (۱) ہر سائز کے آلو (۲) دیا سلائی کی یا اور کوئی عمدہ سی تیلیاں (۳) ایک لمبی سی لچکدار تیلی یا کانے کا چھلکا اور (۴) تھوڑا سا دھاگا درکار ہوگا۔ چیر پھاڑ کے لئے ایک چاقو بھی پاس رکھیں۔ اور چند ضروری نشانات لگانے کے واسطے قلم دوات یا پنسل وغیرہ بھی۔ ایک ریل یا گوٹ ہو۔ جو تصویر نمبر ۸ میں کام آئیگی

بیوقوف کی ٹوپی
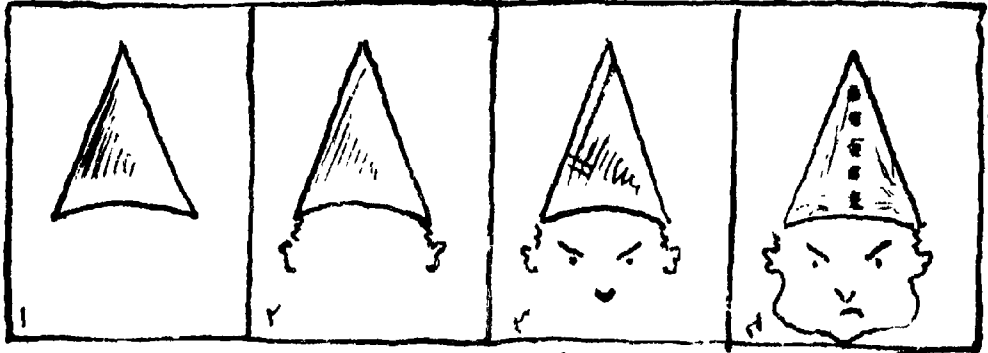
نہایت سادہ ڈرائنگ

نہایت سادہ ڈرائنگ

بس بلی
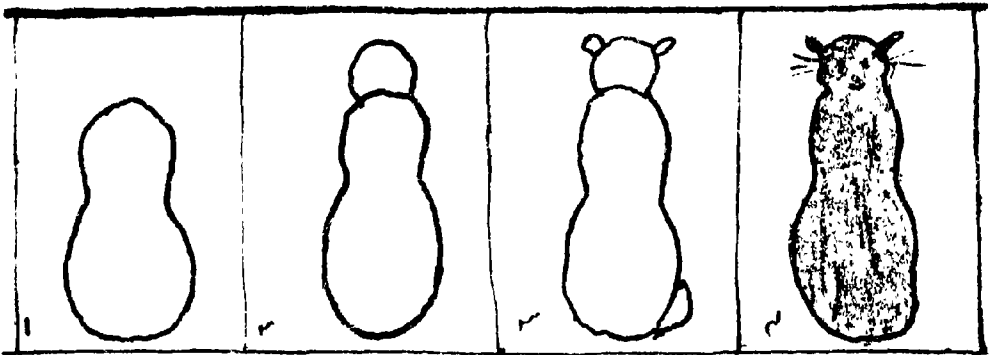
نہایت سادہ ڈرائنگ
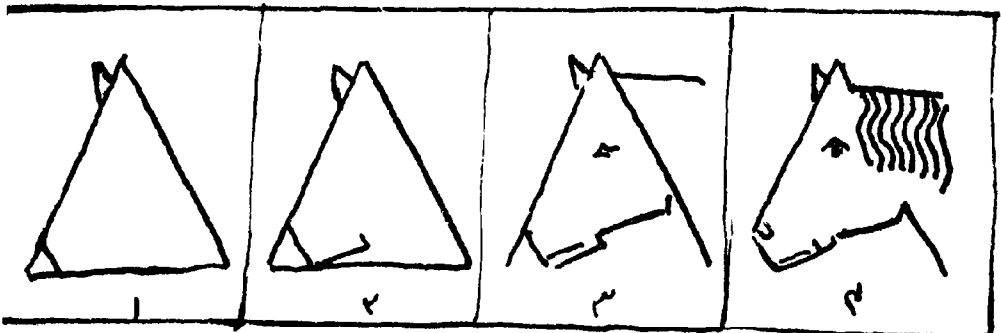
اپنی مدد آپ کرو

Self Help

پہلا منظر

پروفیسر صاحب نیچے گر پڑے۔ خوش قسمتی سے درخت کی شاخ سے اٹک گئے۔ شاگرد اوپر کھڑے ہوئے سمجھے۔ کہ یہ بھی "خود امدادی" کا عملی سبق ہے۔ آخر انکی چیخ پکار پر .... رسا نیچے پھینکا گیا۔ جو پروفیسر صاحب نے پاؤں سے اٹکا لیا۔ (یا خوش قسمتی سے اٹک گیا۔ مقام شکر

تھا۔ کہ گلے میں نہ جا اٹکا) اوپر کھینچا۔ تو صاحب کے کیسے میں سے بٹوا۔ روپے اور نوٹ نیچے گر پڑے
لگے چیخنے چلانے اب وہ اپنی مدد آپ کیسے کریں؟
نہ وہ مرنا چاہتے ہیں۔ نہ روپیہ چھوڑنا چاہتے ہیں!

دوسرا منظر
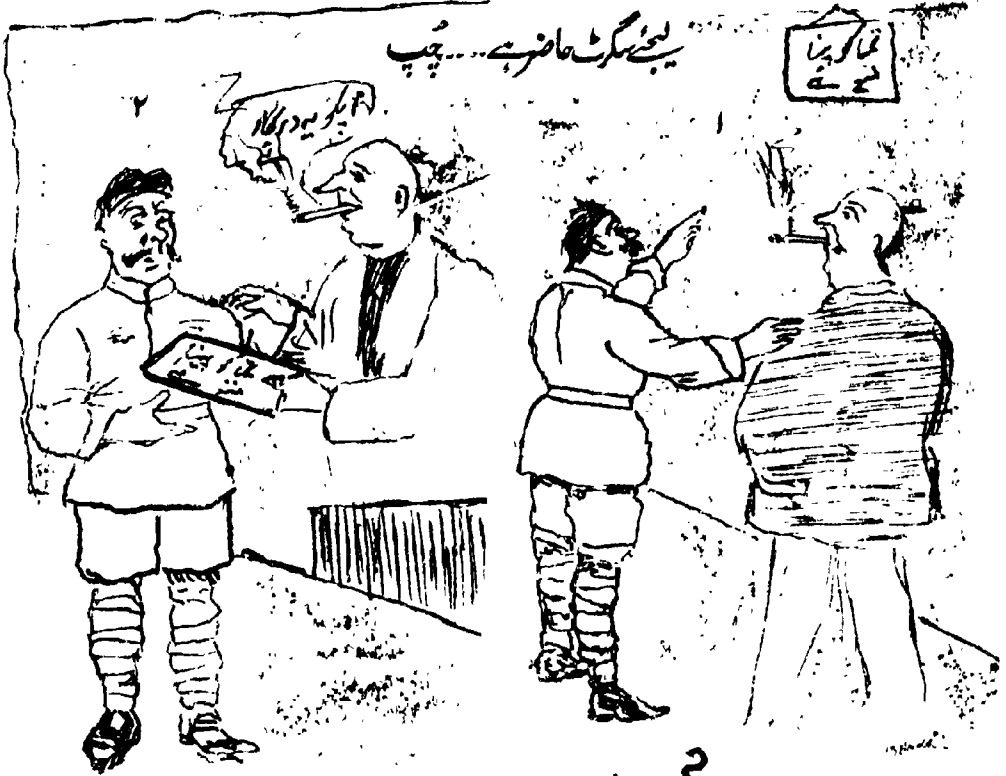
کیا کسی تشریح کی ضرورت ہے؟
بچارا دربان کس سوچ میں ہے! ... ہے تو فقط ایک سگرٹ کا تحفہ!

گرمیوں میں صبح سات بجے ہی ہی اٹھنا پڑ گیا۔ کیا کرے مجبور ہے۔ نو بجے سو گیا تھا۔ اور ابھی صرف دس ہی گھنٹے گذرے ہیں

مچھر سے جنگ

اگر
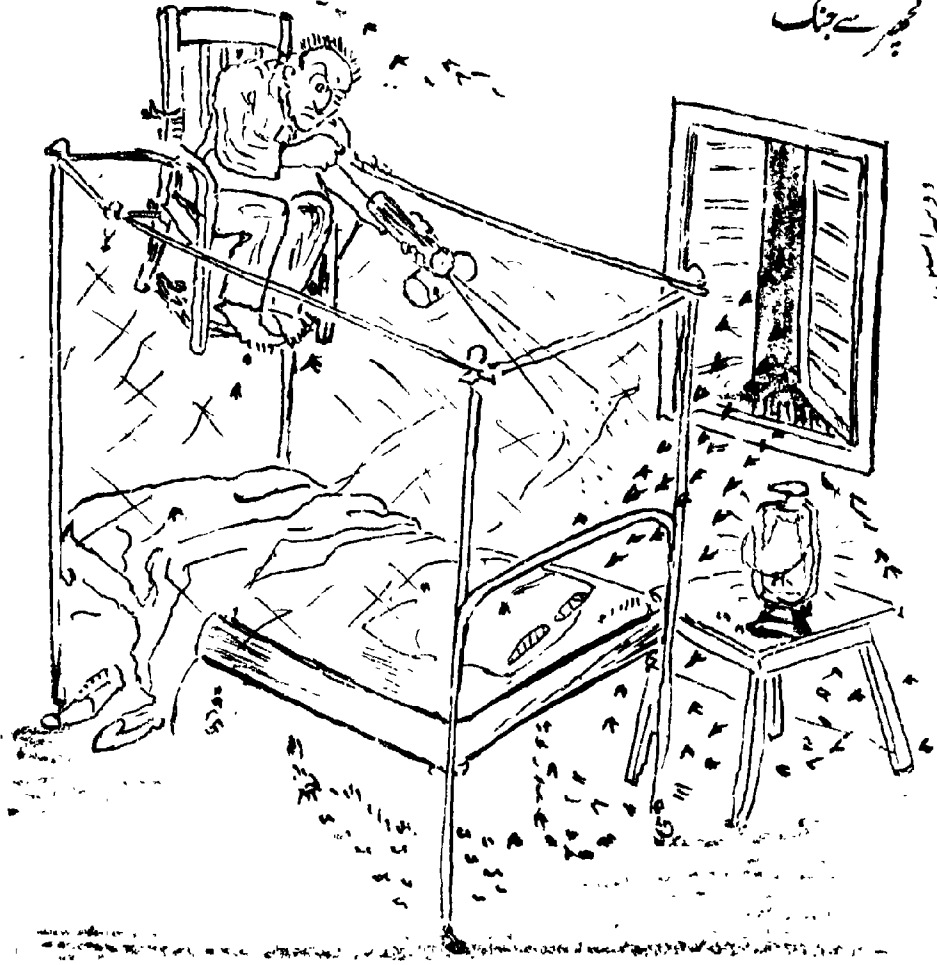
یہ حیلے کارگر نہ ہوں ۔ تو کونین (افیم نہیں!)

کھا کر سو رہو!

رعب

جمعدار:- دیکھو سور کا بچہ - یہ میلا یہیں چھوڑ گیا -

بھنگی :- حضور مائی باپ - حضور مائی باپ ....

نئی ایجادیں
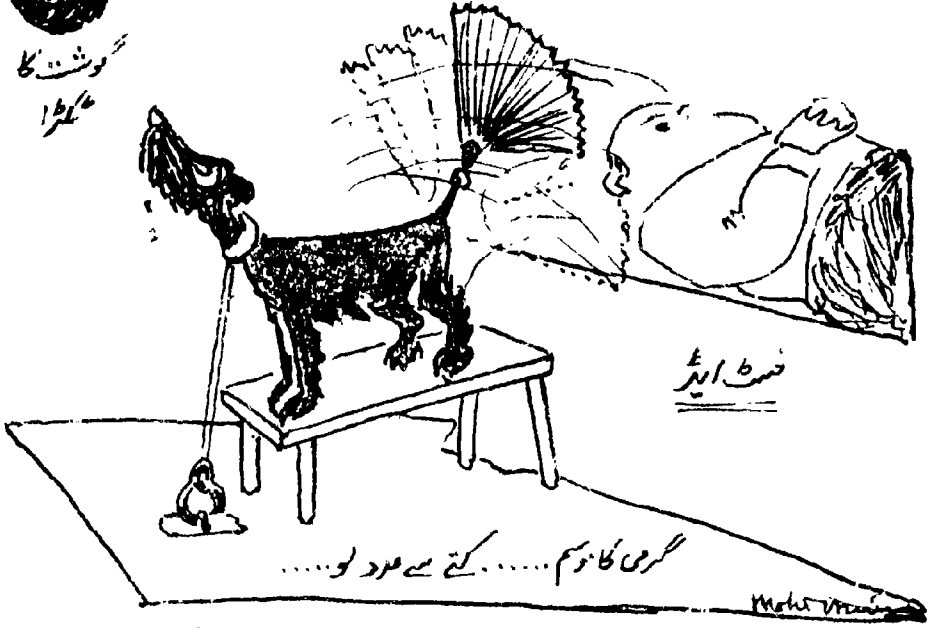
گوشت کا ٹکڑا
فسٹ ایڈ
گرمی کا موسم ...... کتے سے مدد لو ......
پنکھا جھلوانیکا نیا بے خرچ طریق!
بارش کے موسم میں نہ خود بھیگنا نہ کتا بھیگنے دینا چھتری پر نالی لگی ہے پانی
صرف ایک جگہ گرتا ہے۔ کتے کے پاؤں بلیوں سے بندھے ہیں۔ تاکہ پانی سے اونچے رہیں۔
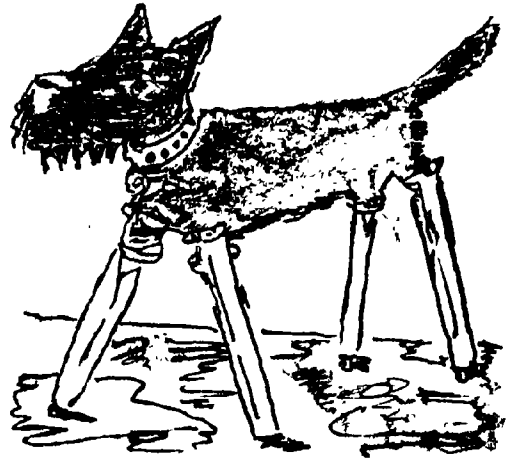
...... بٹن دبایا اور گلاس اُچھلکر سوڈا واٹر مُنہ میں
انڈیل دیتا ہے
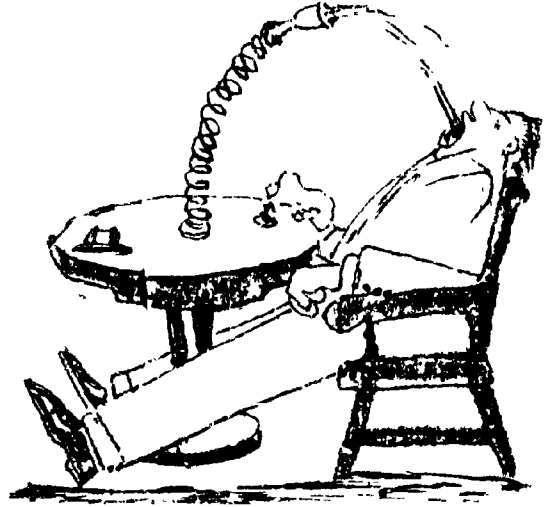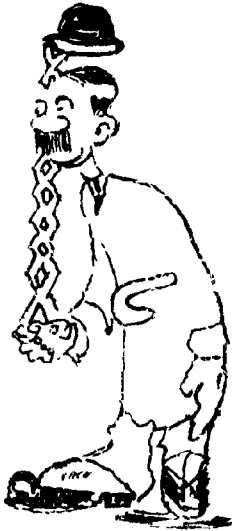
سلام کرتے وقت ٹوپ اٹھا دینے کی کمانی۔
ہاتھ نہ ہلانا پڑے!
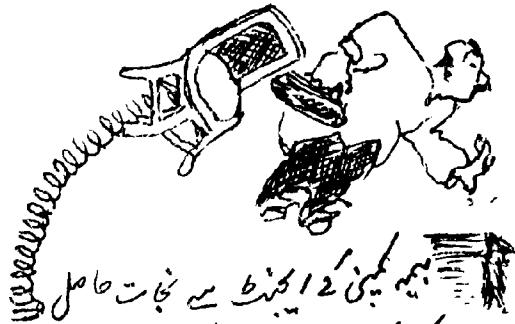
بیمہ کمپنی کے ایجنٹ سے نجات حاصل
کرنیکی ایجاد ...... بٹن دبایا .... اور ایجنٹ باہر!

دس گھنٹے گہری نیند

(ریڈ کراس)
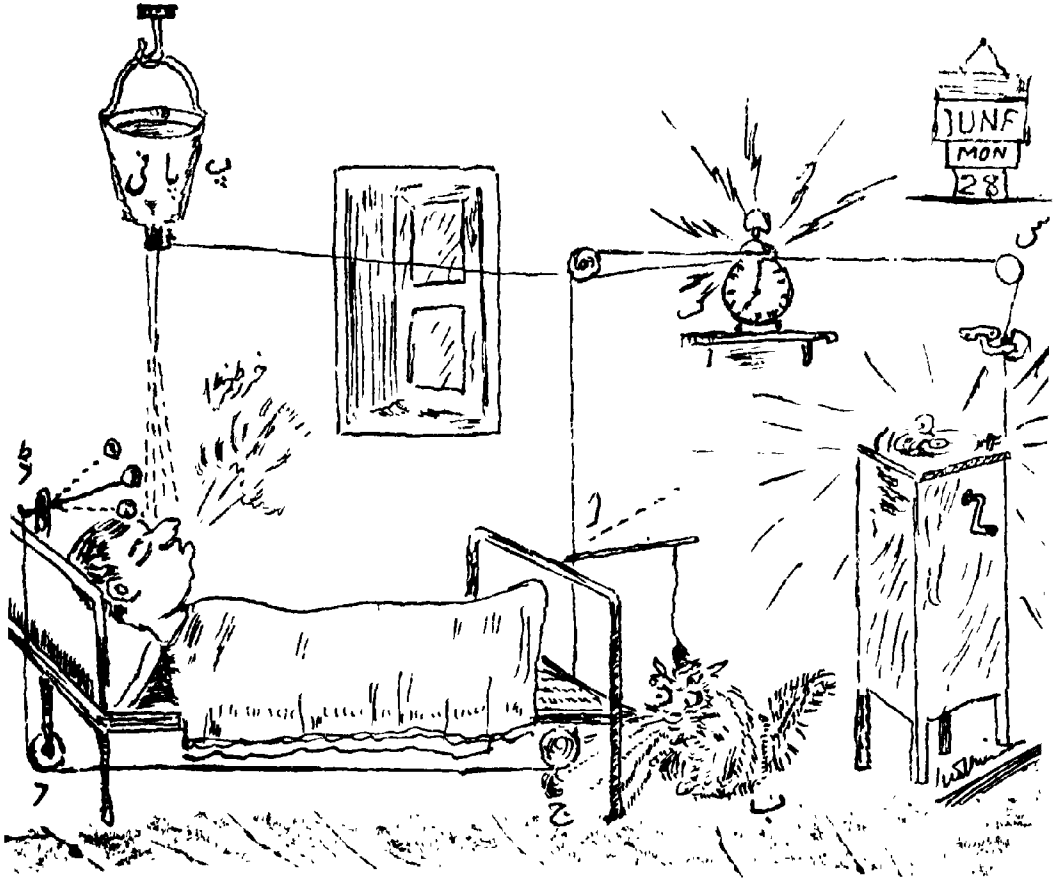
وقت پر جب گھڑی (گ) کی گھنٹی بجتی ہے۔ تو اوپر سے گذرتی ہوئی رسیاں زور زور سے ہلتی ہیں۔ س۔ چرخی پر سے گذرتی ہوئی رسی گراموفون ریکارڈ کو چلا دیتی ہے جس میں ایک بڑے زور کا بینڈ بجنا شروع ہو جاتا ہے۔ بائیں طرف کی چرخی پر سے گذرتی ہوئی رسی (ا) لیور کو اوپر نیچے کرتی ہے۔ اس لیور کے سرے پر ایک اور رسی سے ایک گولا بندھا ہے۔ جو ایک بلی ب کے سر پر زور زور سے لگتا ہے۔ اور وہ

بھی شور مچانا شروع کردیتی ہے۔ یہی رسی چرخی ج اور د پر سے ہوتی ہوئی ایک ادریسور ٹڈ کو ہلاتی ہے۔ اس کے سرے پر کا سکہ کا شو خوابیدہ کا ماتھا اچھے زور سے سہلاتا ہے۔ اوپر کی ٹینکی بائیں رخ کا سرا پانی کی بالٹی پ کے نچلے سوراخ سے لگتا ہے۔ ہلنے پر کارک کھل جاتا ہے۔ اور پانی کی ایک دھار فوارہ کی مانند زور سے اوپر پڑتی ہے۔ مگر

کچھ ایسے سوتے ہیں سونے والے کہ جاگنا منظور قسمت ہے۔

نیند ہو۔ تو ایسی ہو۔ اس قسم کی گہری اور صحت بخش نیند فقط ریڈر اس کے مقولے پر عمل کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے جون کا مہینہ ہے ۸ تاریخ ہے اور سات بجے گھنٹی نے جگا دینے کے تمام وسائل اختیار کرنے ہیں۔
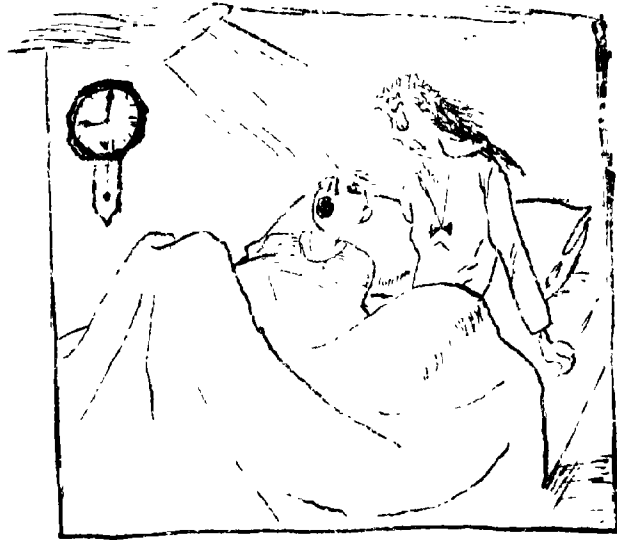
"بس اٹھ بیٹھو بیٹا بہت دن چڑھا"

"اوں..... اوں...... دس گھنٹے نیند ابھی پوری نہیں ہوئی"

"ارے نو بج گئے بیٹا۔ میں صدقے اٹھو۔ مدرسے کو دیر ہو گئی ہے۔ دوپہر کو سو لینا"

"اوں۔ اوں۔ رات سینما کیوں بھیجا تھا؟"

چند حقائق

سیفٹی فرسٹ

پنجاب میں موٹروں کے حادثے

(یکم جنوری ۳۱ مارچ ۱۹۳۷ء تک)

پنجاب میں کل ۲۲۱ حادثوں کی رپورٹ کی گئی جن سے چار حادثات کے لئے موٹر سائیکل، ۵ کے لئے پرائیویٹ کاریں ۲ کے لئے موٹر کیب ۱۰ کیلئے کرایہ پر چلنے والی اور پرائیویٹ موٹر بسیں ۱۰ و لاریاں ۱۴ کیلئے مال لادنے والی گاڑیاں۔ ۱۰ کے لئے بھاری موٹر گاڑیاں۔ ۱۵ کیلئے ایسی گاڑیاں جن کی ساخت ۱۹۲۶ء سے پہلے کی ہے۔ اور ۲ حادثات کیلئے کرایہ پر چلنے والی ایسی گاڑیاں ذمہ دار تھیں۔ جن کا معائنہ حادثہ سے ۲ ماہ کے اندر نہ ہوا تھا۔ (یہ بیان کہ حادثوں میں صرف ۱۸ بھاری موٹر گاڑیوں کا تعلق تھا غالباً درست نہیں۔ کیونکہ بعض اضلاع میں ہلکی اور بھاری گاڑیوں کی جداگانہ تشخیص کو مدنظر نہیں رکھا گیا) جن گاڑیوں کا تعلق حادثوں سے تھا۔ ان کے ڈرائیوروں میں ۵ نحیف الجثہ تھے۔ ۶ غیر مستند تھے۔ اور ۱۰ ایسے تھے جن کو اس سے پہلے تین تین مرتبہ سزائیں مل چکی تھیں۔ جن ڈرائیوروں کو تین سے زیادہ مرتبہ سزائیں مل چکی ہیں۔ ان میں سے تین ایسے تھے جن کی وجہ سے مہلک حادثے معرض ظہور میں آ چکے تھے۔

تفصیلات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۱۹۱ حادثے اس وجہ سے رونما ہوئے کہ موٹریں دوسری موٹر گاڑیوں **گھوڑا گاڑیوں** بیل گاڑیوں **بائیسکل سواریوں** آوارہ حیوانوں **یا پیدل اشخاص** سے ٹکرا گئیں۔ **یا ان کے تصادم سے اپنے آپکو بچا نہ سکیں**۔ باقی ۳۰ حادثوں کے اسباب متفرق تھے۔ کل زخمیوں کی تعداد ۶۵ ۴ سواریاں اور ۲۳ پیدل اشخاص (جنمیں ۴ بچے تھے)

مختلف اسباب کی بنا پر حادثے رونما ہوئے جن میں سے چند ایک اسباب یہ ہیں:۔ موٹر گاڑیوں میں کسی میکینیکل نقص کا رہ جانا۔ موٹر چلانے سے زیادہ اسباب از انہ مقررہ حد سے زیادہ تیزی کیساتھ موٹر چلانے موٹر چلانے میں بے پروائی یا غفلت برتنا۔ پیدل اشخاص کی اپنی غلطی سے موٹر گاڑی کی جھپیٹ میں آجانا۔ سڑکوں کا خراب اور ناقص ہونا۔ اور ڈرائیوروں کا گاڑی چلاتے وقت سو جانا۔ ان کے علاوہ جو اسباب ہیں ان میں سے بیشتر موٹر گاڑیوں کے ڈرائیوروں کی غفلت کا نتیجہ تھے۔ جن حادثات کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے۔ ان میں سے بہت سے ایسے تھے۔ جن میں بروئے اطلاعات ایک سے زیادہ اسباب کارفرما تھے۔ یا جن کے لئے بہت سے ایک سے زیادہ اسباب کافی حد تک ذمہ دار تھے۔

حادثات کی مجموعی تعداد میں سے ۴۸ حادثوں کی بنا پر استغاثے دائر کئے گئے۔ ان میں ۲۸ مقدمات میں ملزموں کو سزائیں دی گئیں۔ ۸ ملزم بری کر دیئے گئے۔ اور ۹۵ مقدمات موجودہ رپورٹ کے خاتمہ پر زیر سماعت تھے۔ تین مقدمات میں ڈرائیوروں کے لائسنس منسوخ کئے گئے۔ اور ۱۶ دیگر مقدمات میں لائسنسوں کی تنسیخ کی سفارش کی گئی۔ ۱۱ طلا عادت ۸)

حادثات کے واقع ہونے کی ایک وجہ رہ گئی ہے یعنی پولیس۔ ٹریفک کنٹرول پولیس بسا اوقات نہایت سخت فاش غلطیوں کی مرتکب ہوتی ہے۔ سپاہی بیوقت اشارہ کرتے ہیں۔ کئی اشارے بوجہ کم مشقی وہ خود نہیں سمجھتے۔ اور نوے فیصدی عام لوگ ان اشاروں کو جانتے ہی نہیں۔ جو اُن کی سلامتی کیلئے ضروری ہوتے ہیں۔ سپاہی اپنی غلطی کو چھپانے کے لئے رہرو یا ڈرائیور کا فوراً چالان کرنے پر تل اُٹھتے ہیں۔ اور یہ ضروری نہیں کہ وہ مجسٹریٹ جسکے سامنے ایسے چالان پیش ہوں۔ وہ خود اشارات ونشانات آمد ورفت سمجھے۔ اگر سمجھے بھی)۔ تو پولیس کی گواہیوں کو کیسے رد کیا جائے؟ وہ نقص پولیس میں اور بھی ہیں۔ ذرا اپنے محکمہ کے ملازموں کا وقت بیوقت اور بیوجہ لحاظ ـــــــ ہم محکمہ اگر دوسرے

بیس تیس لوگوں کے سامنے کوئی قاعدہ توڑے تو کوئی پرواہ نہیں۔ چنانچہ ہم نے بچشم خود دیکھا ہے کہ وردی سپاہی بغیر بتی کے سائیکل پر سوار لائٹنگ اپ ٹائم (lighting up time) کے بعد خلاف اشارہ ٹریفک کنٹرول کنسٹیبل سڑک پار کر جاتے ہیں۔ (۲) بجائے اس امر کے کہ کسی ناخواندہ و ناواقف شخص کو راستہ پر ڈالیں۔ اس کی رہبری و رہنمائی کریں۔ وہ ہمیشہ اس موقع کی تلاش میں رہتے ہیں کہ پبلک سے ضرور غلطی سرزد ہو جائے۔ تو فوراً چالان کا موقع ہاتھ آئے۔ اور جب کوئی پکڑا جائے۔ تو پھر اس سے .... منت .... خوشامد .... ہاتھ جوڑنے .... اور اکثر اوقات مٹھی ....

اگر ان سے غلطی سرزد ہو جائے۔ تو اسکا کوئی پوچھا نہیں۔ کوئی شکایت کرے (الا کہ خود شکایت کنندہ کوئی بڑا افسر ہو) تو پرواہ نہیں۔ کوئی انہیں سمجھائے تو پھر اسکی اپنی خیر نہیں۔

اگر یہ محکمہ اپنے فرائض ایمانداری سے سرانجام دے۔ جیسا کہ صحیح طور پر گورنمنٹ کی خواہش ہے۔ تو حادثات میں کافی اور فی الفور کمی ہو سکتی ہے۔ جتنے چالانوں کا رپورٹ مندرجہ بالا میں ذکر ہے ادھے بھی نہ رہیں (ان چالانوں میں کم از کم بیس فیصدی ضرور ہی غلط ہوں گے۔)

جو باتیں اوپر ذکر ہوئی ہیں۔ یہ سب ہم نے ذاتی تجربہ کی بنا پر کی ہیں۔ اگرچہ حسب معمول انکا کوئی اثر محکمہ موصوف (جو کہ لوگوں کی سلامتی۔ خبرگیری اور حفاظت کے واسطے بنا ہے) پر نہیں ہوگا۔ البتہ پبلک میں سے نناوے فیصدی لوگ ہمارے ہمرائے ہوں گے۔

مگر

اس تمام بحث کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے۔ وہ یہ کہ عام پبلک قوانین و اصولہائے رہروی سے بالکل نابلد ہے۔ اور ان سے واقفیت حاصل کرنے کی پرواہ بھی نہیں کرتی۔ اس بات کے مدنظر ہم نے رسالہ **سلامتی مقدم** اور چارٹ **اشارات و نشانات آمد و رفت** شائع کیا تھا۔ وائسرائے

بہادر لارڈ ولنگڈن نے ایسی تعلیم کو مدرسہ کے استادوں اور شاگردوں کیواسطے نہایت ضروری اور مفید قرار دیا تھا۔ محکمائے ریڈ کراس اور اصلاح دیہات نے سکیم کو بہت پسند کیا تھا۔ مگر باوجود ایسی ضرورت اور فائدہ کے.......... خاص کر مدرسے جن کا کام "سچے شہری" پیدا کرنا ہے۔ جہاں آئندہ زندگی کیلئے آگ لگتی ہے۔ جہاں سے سپاہی۔ تھانیدار۔ مجسٹریٹ۔ رہبر اور ڈرائیور نکلتے ہیں ؎

آں را کہ خود رہ گم است کرا رہبری کند

ریویو

دستور العمل راہ

آجکل تیز چلنے والی گاڑیوں۔ تانگہ۔ موٹر۔ لاری اور بائیسکل وغیرہ کی اتنی کثرت ہوگئی ہے کہ سڑک پر چلنا مشکل ہے قدم قدم پر خطرہ رہتا ہے۔ ذراسی غفلت۔ بے توجہی یا لاپروائی سے کوئی نہ کوئی حادثہ ہوجاتا ہے اس قسم کے بیشمار حادثے آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ جناب محمد حسین صاحب بی۔ اے نے ان حادثوں کی روک تھام کیلئے کچھ قاعدے بنائے ہیں۔ راستہ چلنے والا ان قاعدوں کو جانتا ہو تو تمام خطروں سے محفوظ رہ سکتا ہے قاعدوں کو سمجھانے کیلئے ایک رنگدار نقشہ بھی دیا گیا ہے۔ اسمیں ہر قاعدہ تصویر کے ذریعہ سمجھایا گیا ہے۔ خود کتاب کی زبان بھی آسان صاف اور واضح ہے ہمارے خیال میں یہ کتاب ہر گھر میں ہونی چاہیئے۔ کتاب مجلد ہے لکھائی چھپائی اچھی خاصی ۴۴ صفحے۔ قیمت آٹھ آنے۔

(پیام تعلیم)

سکول پٹرول مصور

بڑے بڑے ماگنجان آبادی کے شہروں میں جہاں سڑکوں پر ہر وقت بگھی تانگے اور موٹر وغیرہ چلتے

رہتے ہیں۔ سکول کے بچوں کو مدرسے آتے یا جاتے وقت بہت خطرے کا سامنا رہتا ہے۔ اور اکثر حادثے ہوتے رہتے ہیں۔ ان بچوں کی حفاظت کیلئے امریکہ میں سکول پٹرول کی تحریک جاری کی گئی تھی۔ اس تحریک کا مقصد یہ ہے۔ کہ مدرسے کے سمجھدار بچوں کی ایک جماعت کو سڑکوں پر چلنے کے قاعدے سمجھا دئے جائیں اور وہ اپنے مدرسے کے بچوں کو ان ہی قاعدوں کے مطابق سکول لائیں اور لے جائیں۔ سکول پٹرول کی وجہ سے امریکہ میں حادثے بہت کم ہو گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں یہ تحریک بہت کامیاب ہوئی اور بے شمار سکولوں میں اس کا رواج ہو گیا ہے۔ اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ سکول پٹرول کیا چیز ہے اس کے کیا فائدے ہیں۔ بچوں میں اسے کس طرح رواج دینا چاہیئے وغیرہ۔ یہ کتاب بھی محمد حسین صاحب نے بہت آسان زبان میں لکھی ہے اور اُمید ہے کہ سکولوں اور سکولوں کے بچوں میں مقبول ہوگی۔ قیمت صرف ۲/ دونو کتابیں۔ ملنے کا پتہ :-

سپورٹسمین سپلائی ڈپو اچھرہ۔ لاہور

نگرانی

"مصلح" صاحب نے کہا۔ "میں آپ کی معرفت آئندہ چند اصلاحات کا اعلان کرنا چاہتا ہوں"

"بڑی خوشی سے" مسٹر ٹی جی نے کہا "میں ہمہ تن گوش ہوں"

"اب تک میں نے ڈنڈے کے زور سے اصلاحات کا نفاذ کیا ہے۔ مگر اب ایسی اصلاحات نافذ کرنی چاہتا ہوں۔ جو اس کے بغیر بھی چل نکلیں گی"

"وہ کیا ہیں؟"　　　　　　"انفرادی اصلاح"

"بات تو خوب ہے مگر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اصلاحِ اخلاق انسان کا ذاتی و شخصی فعل ہے؟"

"ہاں یہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ میں انسانوں کے دلوں ہی میں ایسی تحریک پیدا کرنی چاہتا ہوں کہ وہ اپنی اصلاح آپ کر لیں"

چنانچہ اگلے روز اخباروں میں "مصلح" کے دستخطوں سے ایک نہایت ہی حیرت ناک اعلان شائع ہوا۔ چونکہ اب لوگوں کو یقین ہو گیا تھا کہ پُراسرار "مصلح" اپنی ہر بات حرف بحرف پوری کرتا ہے۔ اس لئے اس اعلان کو سب لوگوں نے بغور پڑھا۔

اس اعلان کا خلاصہ یہ تھا کہ "اب ہر ایک شہری کی نگرانی کی جائے گی۔ جو شخص گپ بازی کرتا ہوا پایا جائے گا۔ یا کسی کے خلاف کوئی بات بری نیت سے کچھ کہتا ہوا سنا جائے گا۔ یا اگر کسی نے اپنے رقیب کے کاروبار کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔ یا کوئی مرد یا عورت اپنے فرائض خانہ داری سے غافل ہوئی یا کسی نے اور کوئی بد اخلاقی کی حرکت کی۔ تو اس کا بھانڈا پھوڑ دیا جائے گا۔ اور اسے تمام اہل شہر کے سامنے شرمندہ کیا جائے گا۔ نکوکاروں کو نہیں ڈرنا چاہیے"

اس اعلان کے شائع ہونے کے بعد ہر جگہ اسی کا چرچا ہونے لگا۔ گلیوں۔ بازاروں میں۔ دفتروں میں موٹر بسوں میں۔ تانگوں میں گھروں میں غرض ہر جگہ اسی کا ذکر اذکار تھا۔ مسجدوں، مندروں اور گوردواروں میں مذہبی رہنماؤں نے اس نئے اعلان کی خوب جی بھر کر تعریف کی۔

اب شہر میں جا بجا مخبریں مشتہر ہونے لگیں۔ بہتان تراشوں اور غیبت کرنے والوں کو سخت تکلیف ہونے لگی جونہی ان کے منہ سے کسی کے کوئی متعلق کوئی بات نکلتی۔ اس کی خبر فریق ثانی کو پہنچ جاتی۔ اور ان کو شرمندہ

ہوا پڑا۔ بہت سے دشمنوں کی دشمنی کا راز افشا ہوگیا۔ بہت سے دوکانداروں کی بےایمانی کا پردہ کھل گیا۔ اور بہت سی سازشیں طشت از بام ہوگئیں۔ مسجدوں کے ملاؤں۔ مندروں کے پروہتوں اور گوردواروں کے گرنتھیوں غرضیکہ تمام پاکبازوں کی پارسائی کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ ان کے اخلاق ایسے گھناؤنے اور قبیح ثابت ہوئے کہ ان کو نہایت شرمساری کے ساتھ اپنے اپنے گناہوں کا اقرار کرنا پڑا۔ سکولوں کے مدرسین کی بعض شرمناک حرکات بھی کھل گئیں۔ اور نام نہاد واعظوں کی بدعملیاں اور بےعملیاں سب پر آشکار ہوگئیں۔ جس شخص نے اپنی ریاکاریوں کو چھپانے کی جتنی کوشش کی۔ ان کا اتنا ہی انکشاف ہوا۔ بعض بڑے بڑے آدمیوں کی بدکاریاں برسر بازار زیر بحث آگئیں۔ یہاں تک کہ اخباروں کے ایڈیٹر بھی "مصلح" صاحب کی تیز بین نگاہوں سے نہ بچ سکے۔

الغرض ان پردہ دریوں سے لوگوں کو بہت عبرت حاصل ہوئی۔ اور اب شہر کا کیا تھا۔ نیکوکاروں اور پرہیزگاروں کی بستی تھی جس میں ہر شخص خواہ مخواہ پاکباز بنا ہوا تھا۔

اسی زمانے میں مسٹر ٹی سی کو گویا یکایک ایک انکشاف ہوا۔ انہوں نے ایک ہفتہ ہوا شہر کی یونیورسٹی سے اجازت لے لی تھی کہ اس کے تمام شہرہ پانے والوں کے حالات کی تحقیقات کرے۔ مسٹر ٹی سی خود بھی اسی جامعہ کے تعلیم یافتہ تھے اس لئے انہیں ریکارڈ دیکھنے اور تحقیقات کرنے میں چنداں دقت پیش نہ آئی۔ اس تفتیش کے دوران میں ان کے سامنے ڈاکٹر منصور کا نام آیا۔ یہ نام آتے ہی گویا قوت حافظہ پر سے ایک پردہ ہٹ گیا۔ اور انہیں یاد آگیا کہ "مصلح" کی آواز ڈاکٹر منصور کی آواز کے سوا اور کسی کی نہیں ہوسکتی انہیں یاد آیا۔ کہ کس طرح دس سال ہوئے ہیں اُن کے سامنے بیٹھ کر ان کی تقریریں سنا کرتا تھا اور کس طرح ان کے ساتھ بعض اوقات گرمی بھی پیدا ہوجایا کرتی تھی۔ مگر ادب اور محبت کا رشتہ کبھی منقطع نہیں ہوتا تھا۔

ڈاکٹر منصور جامعہ کے سب سے قابل پروفیسر تھے۔ مگر اب چند سال سے ملازمت سے سبکدوش ہوکر پرائیویٹ طور پر کسی خاص مسئلے کی تحقیقات کررہے تھے۔ وہ اپنے ملک کے سب سے بڑے ریاضی دان اور ماہر طبیعیات تھے مگر چونکہ طبیعت نمود سے نفور تھی اس لئے ان کے خاص حلقہ احباب کے باہر

ان کو بہت کم لوگ جانتے تھے البتہ ان کے قدر دان علمی سوسائٹیوں میں ضرور پائے جاتے تھے۔
جن میں ان کو نہایت دقیق مسائل طبعیات پر لیکچر دینے کا موقع ملتا تھا۔

اتفاق کی بات ہے۔ جب وہ ملازمت سے علیحدہ ہوئے ان کی تنخواہ تین ہزار پانسو روپیہ سالانہ ہی تھی۔
اس عدد نے مسٹر ٹی سی کے خیال کو اور بھی تقویت دی۔ پہلے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ ابھی جا کر ان سے
بات چیت کریں اور معاملہ صاف کرلیں مگر پھر کچھ سوچ کر خاموش ہو رہے اور وقت کا انتظار کرنے لگے۔

ڈاکٹر منصور کی عمر چالیس پنتالیس سال کے قریب ہوگی مگر ان کے چہرے پر وہ زردی اور بے رونقی
نہیں چھائی ہوئی تھی۔ جو عموماً ان کے ہم پیشہ لوگوں کا حصہ ہوتی ہے۔ وہ تندرست اور زندہ دل آدمی تھے۔ اور غریبوں
کے بڑے حامی تھے۔ ان کی نوجوان لڑکی موٹر کے نیچے ہلاک ہو چکی تھی جس سے ان کا دل ٹوٹ گیا تھا۔

پروفیسر صاحب بہت خاموش گو اور بے باک آدمی تھے۔ اس لئے جامعہ کے ارباب بست و کشاد
سے اکثر ان کا کلکل چلی جاتی تھی۔ اقتصادیات اور معاشرت کے متعلق ان کے خیالات خاص تھے۔ اور
وہ سوسائٹی کو ایک خاص انداز پر دیکھنا چاہتے تھے۔ طبعیات میں ان کو مہارت خصوصی حاصل تھی۔ اور
ریاضیات اعلیٰ میں ان کا فیصلہ قطعی اور حتمی تصور کیا جاتا تھا۔ بایں ہمہ زبان آور ایسے کہ جس مشکل سے مشکل مسئلے
پر تقریر کرتے، وہ طلبہ تو ایک طرف عوام بھی ویسی آسانی سے سمجھ جایا کرتے تھے جیسے اس میں کوئی مشکل ہی
نہیں۔ بعد چہارم کے متعلق ان کی تحقیقات اُستادانہ اور فاضلانہ تھیں اور دنیا کے تمام سائنسدان اس میں آپ
کو منفرد خیال کرتے تھے (تین بعد یعنی طول عرض اور گہرائی تو مادی چیزوں میں پائے ہی جاتے ہیں۔ اس کے
علاوہ ایک اور بعد یا طرف بھی ہے۔ جس کے متعلق آج کل تحقیقات ہو رہی ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ زمانہ
ہے۔ مگر ابھی تک کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہے یہ طبعیات کے ان مشکل مسائل میں سے ہے جنہیں بہت کم
سائنسدان سمجھنے کی قابلیت رکھتے ہیں)

مسٹر ٹی سی یہ سب کچھ جانتے تھے۔ اس لئے انہیں پورا پورا یقین ہوگیا کہ "مصلح" کے لباس میں ڈاکٹر
منصور کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ مگر ابھی بے حد احتیاط کی ضرورت تھی اور تحقیقات کی حاجت

ہمسایوں سے تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا کہ پروفیسر منصور کے اخلاق اور سیرت پر کسی کو شبہ نہیں

سب انہیں نیک اور پارسا خیال کرتے ہیں۔ اُن کی آمدنی معقول مگر ذرائع نامعلوم ہیں۔ وہ زیادہ وقت
پنے معمل میں گزارتے ہیں۔ ان باتوں سے مسٹر ڈی سی کے خیال کو اور بھی تقویت پہنچی۔ اور انہیں یقین ہو گیا
کہ ڈاکٹر منصور یا جو کوئی بھی "مصلح" کے لباس میں کام کر رہا ہے۔ علمی ذرائع سے غیر مرئی بنا ہوا ہے۔ اس میں
کوئی معجزہ یا کرامت یا خلافِ فطرت بات نہیں ہے۔ ان کے دشمنوں کو بھی ان کی اعلیٰ درجے کی قابلیت
کا اعتراف تھا۔ اور وہ بھی تسلیم کرتے تھے۔ کہ اگر علمی ذرائع سے غیر مرئیت حاصل ہو سکتی ہے۔ تو ڈاکٹر منصور
ضرور حاصل کر سکتے ہیں۔ پس کوئی تعجب نہیں۔ اگر ڈاکٹر منصور نے بُعدِ چہارم کا مسئلہ حل کر لیا۔ اور اس کے ذریعے
سے حسبِ خواہش غیر مرئی ہو جاتے ہوں۔ یہ ان کی دشمنوں کی رائے تھی۔ مگر یہ تسلیم کیا جاتا تھا کہ اس کے لئے
بھی برقی قوت کا استعمال لازم ہے۔

مسٹر ڈی سی کو کیا سوجھی کہ اگر ڈاکٹر منصور برقی طاقت ہی سے غیر مرئی ہو جاتے ہیں۔ تو طاقتور مقناطیسی
یا طاقت برقی لہروں کے ذریعے سے ان کو مرئی بنایا جا سکتا ہوگا۔ مگر پھر انہیں خیال آیا۔ کہ اگر وہ بُعدِ
چہارم میں ہیں۔ تو بُعدِ ثلاثہ کی کوئی چیز ان پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ اس خیال کے آتے ہی انہوں نے
مقناطیس اور برقی قوت کے استعمال کا ارادہ ترک کر دیا۔

مسٹر ڈی سی نے اب یہ سوچنا شروع کیا۔ کہ آخر اس راز کا انکشاف کس طرح کیا جائے۔ مگر کوئی معقول تدبیر
سمجھ میں نہ آئی۔ آخر انہوں نے اپنے اخبار کی طاقت کو استعمال کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے اس روز
کے پرچے میں اہلِ شہر کے نام ایک زبردست اپیل شائع کی کہ وہ سب مل کر "مصلح" صاحب سے درخواست کریں
کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر کر دیں۔ چنانچہ اُن کی اپیل کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ اور شہر کے سربرآوردہ لوگوں نے جن میں
وہ لوگ بھی شامل تھے جو "مصلح" صاحب کی اصلاح کے سلسلے میں برسرِاقتدار آئے تھے۔ ایک جلسۂ عام کیا۔
اور اس میں "مصلح" صاحب کی خدمات کی بہت تعریف کی۔ اور اُن سے درخواست کی کہ اب شہر کی حالت
بہت سدھر گئی ہے۔ اس لئے اب وہ عالمِ آب و گل میں ظاہر ہو کر ان کی قیادت فرمائیں۔

اس کے جواب میں اگلے ہی روز "مصلح" صاحب کا مختصر سا اعلان اخباروں کے دفاتر میں پہنچ گیا۔ اور
اسی روز شام کی طباعتوں میں شائع بھی ہو گیا۔ اس کا مفاد یہ تھا۔ کہ اگر اہلِ شہر متفقہ طور پر اعلان کریں۔

کہ وہ میرے پروگرام کو تا اختتام عملی جامہ پہنانے کو تیار رہیں۔ تو میں ایک ماہ ان کی نگرانی کرنے کے بعد اپنے آپ کو ظاہر کر دوں گا۔

اس سے اگلے روز اہل شہر کا ایک اور منعقدہ جلسہ منعقد ہوا جس میں سب نے اتفاق رائے سے یہ قرار داد منظور کی۔ کہ "مصلح" صاحب کے اصلاحی پروگرام کو ہم سب بنظر تحسین دیکھتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں۔ کہ تا حد امکان اُسے پایۂ تکمیل کو پہنچائیں گے۔ اس جلسے ہی میں مسٹر ڈی سی کی معرفت "مصلح" صاحب کا پیغام پہنچا کہ میں یکم اگست کو ٹاؤن ہال میں ظاہر ہوں گا۔ آپ سارے شہر میرے پروگرام کی دفعات سننے کے لئے تشریف لائیں۔

اس اعلان سے سارے شہر میں سنسنی پھیل گئی تمام باشندے عید کی طرح اس دن کا انتظار کرنے لگے جب ان کا نیک دل محبوب "مصلح" دیکھنے میں آئے گا۔ اس روز کے لئے بڑی تیاریاں ہونے لگیں اور سب نے تہیہ کر لیا کہ ان کا لائحۂ عمل / پروگرام کو پایۂ تکمیل کو پہنچایا جائے۔

آخر خدا خدا کر کے جولائی کا مہینہ ختم ہوا آج ۳۱ تاریخ ہے۔ صبح دس بجے ٹاؤن ہال میں "مصلح" صاحب کے ظہور پذیر ہونے کا وقت ہے۔ لوگ ابھی سے جوق در جوق ٹاؤن ہال کے میدان میں جمع ہونے شروع ہو گئے ہیں شہر کو جھنڈیوں اور کتبوں سے دلہن کی طرح آراستہ کیا گیا ہے۔ سب لوگ عید کی طرح خوشیاں منا رہے ہیں۔ اسے لو سورج نکل آیا۔ اب آٹھ بج گئے۔ لو اب گھڑیال نے نو بجا دئے۔ سب لوگ نہایت بے قراری کے ساتھ "مصلح" صاحب کا انتظار کر رہے ہیں۔ ابھی دس بجنے میں دس منٹ باقی ہیں مگر لوگ ٹکٹکی باندھے اس برآمدے کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ جہاں "مصلح" صاحب کا ظہور ہونا تھا۔ ادھر گھڑیال نے دس بجائے ادھر تمام فوٹو گرافروں نے اپنے کیمروں کا رُخ برآمدے کی طرف کر دیا۔ دسویں چوٹ پڑتے ہی برآمدے میں ایک بھاری بھر کم تنومند نوجوان کا وجود نظر آیا۔ جس نے فاتحانہ انداز سے انسانی سروں کے سمندر پر نظر دوڑائی۔ حاضرین چند لمحے تو سکتے کے سے عالم میں رہ گئے۔ مگر جب ان کی حیرت دور ہوئی۔ تو انہوں نے فلک شگاف نعرے لگانے شروع کر دئے "ہمارا مصلح زندہ باد" "مصلح صاحب کی جے" غرض ہر شخص نے پوری دلی مسرت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد چند آدمیوں کا ایک وفد ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔

جس نے ان سے درخواست کی کہ وہ اپنا اصلاحی پروگرام میونسپلٹی کے جلسے میں پیش کرنے کے بجائے سب حاضرین کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ اس پر فی الفور عملدرآمد شروع کیا جائے۔ مصلح صاحب نے عوام کے اشتیاق و محبت کا احترام کرتے ہوئے ان کی اس درخواست کو قبول کر لیا۔ اور مکبر کے ذریعے سے حسب ذیل تقریر شروع کی:۔

میرے معزز ہم شہر دوستو! گذشتہ آٹھ ماہ میں یہ معزز شہر جن حالات میں سے گزرا ہے۔ وہ تم سب کو معلوم ہیں۔ میں سب سے پہلے ان لوگوں سے دلی معافی مانگتا ہوں جن کو میرے ہاتھ سے کسی قدر تکلیف پہنچی ہے اور امید کرتا ہوں کہ عام انسانی مفاد کے پیش نظر وہ اپنی تکلیف کو بھول جائیں گے اور کدورتوں سے اپنے دلوں کو پاک کریں گے۔

طبعاً تم سب سے پہلے میرے غیر مرئی ہونے کے حالات معلوم کرنے کے متمنی ہوں گے۔ اس لئے پیشتر اس کے کہ تم سوال کرو میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

عزیزان محترم! بات یہ ہے کہ ہم تمام انسان مادے کے بنے ہوئے ہیں۔ ہمارے حواس صرف مادی اشیاء کے محسوس کرنے اور سمجھنے کے عادی ہیں۔ اس لئے ہمیں یہ کبھی خیال بھی نہیں آتا کہ اس کائنات میں کوئی غیر مادی شے بھی ہو سکتی ہے۔ اگرچہ اعتقاداً ہم بعض غیر مادی اشیاء کی ہستی کے قائل ہیں مگر ان کی کنہ اور ماہیت سے ہم ویسے ہی لاعلم ہیں۔ جیسے ان کے وجود سے

تم سب جانتے ہو کہ مادے کے ہر ذرے میں طول، عرض اور بلندی ہوتی ہے۔ مثلاً فرض کرو ایک وہمی نقطہ حرکت کرے تو اس سے جو خط پیدا ہوگا۔ اس کا صرف طول ہوگا اگر وہ خط سطح میں حرکت کرے تو سطح کا طول اور عرض دونوں ظاہر ہو جائیں گے۔ اب اگر سطح کو اوپر نیچے حرکت دی جائے تو حجم بن جائے گا جس میں عمق یا گہرائی بھی پیدا ہو جائے گی بس یہاں آ کر ہماری مادی طبیعات ٹھہر جاتی ہے ریاضی کی اعلیٰ شاخیں اس سے آگے قیاس دوڑا رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ اگر مجسم چیز حرکت کرے تو کیا پیدا ہوگا؟ ہمارے مادہ شناس حواس اور مادہ بند عقل اس کا کچھ جواب نہیں دے سکتی۔

فرض کرو کہ خدا کی کوئی مخلوق ایک خط کے اندر رہتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے لئے دن

کائنات صرف طول کا نام ہے اس کے لئے عرض اور عمق کوئی چیز نہیں۔ اگر اس کی راہ میں مادے کا کوئی ذرہ آجائے تو وہ اس کے لئے ہمالیہ سے کم نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ نہ اس کے اوپر چڑھ سکے گی نہ نیچے سے گزر سکے گی۔ نہ دائیں بائیں سے گزر سکے گی لیکن جو جاندار عرض۔ طول اور عمق کی دنیا کا بسنے والا ہے۔ وہ اس ذرے کو بآسانی عبور کرے گا۔ اس کا عبور کرنا ایک بُعد والی مخلوق کے لئے معجزے سے کیا کم ہوگا۔

اسی طرح جو شخص بعد چہارم میں داخل ہونا سیکھ لے۔ وہ آپ کے لئے معجزہ دکھانے والے سے کم نہیں وہ نہایت آسانی کے ساتھ آپ کے جسموں میں سے گزر سکتا ہے۔ اس لئے دیواریں اور پہاڑ کوئی رکاوٹ نہیں۔

مختصر یہ کہ بعد چہارم ہے جس پر میرا قبضہ ہے جب میں اس میں داخل ہوجاتا ہوں غیر مرئی بن جاتا ہوں اس وقت میری رفتار رفتار برق سے بھی تیز تر ہوتی ہے۔ بلکہ حقیقت میں اس کی کوئی انتہا ہی نہیں ہوتی۔

ایک سوال کرنے والے نے سوال کیا کہ جب آپ غیر مرئی بن جاتے ہیں۔ تو آپ کی ہاکی سٹک کس طرح نظر آتی ہے۔

مسیح صاحب نے جواب دیا! میں غیر مرئی بننے کے لئے جو لباس پہنتا ہوں اسی کا خول اسے پہناتا ہوں۔ مگر جب میں اسے ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ تو اسے خول میں سے نکال لیتا ہوں۔"

"مگر آپ ہاکی سٹک کیوں استعمال کرتے ہیں۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک مدرسے میں پڑھاتا رہا ہوں۔ اس لئے میں جانتا ہوں کہ اسکا استعمال کس طرح کیا جاتا ہے۔ میں ہٹ لگانی بھی خوب جانتا ہوں۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ بدن کے کس حصے میں کس قدر ضرب پہنچانی چاہیئے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ میرے سزا دینے سے کسی کو ناقابل تلافی ایذا نہیں پہنچی۔"

"اب اپنے پروگرام کا اعلان فرمایئے۔"

مسیح صاحب نے گلا صاف کرکے سلسلہ تقریر یوں جاری کیا۔

عزیزان من! آپ نے مجھ پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ اس کا شکریہ میں چاہتا ہوں کہ شہر میں ذیل اصلاحات پر عمل کیا جائے:-

(۱) بدنی اور مکانی صفائی کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے۔

(۲) گلی کوچے اور سڑکیں بالکل صاف رہیں۔ (۳) ٹریفک کا خاص اہتمام کیا جائے۔

(۴) مکانات جدید ترین فنِ مکان سازی کے مطابق تعمیر کئے جائیں۔

(۵) بچوں کو ہائی تک مفت تعلیم دی جائے۔

(۶) بچوں کے لئے مدرسے کے اوقات میں دودھ کا انتظام کیا جائے۔

(۷) شہر میں ادارہ رہنمائی جاری کیا جائے جو پڑھے لکھے نوجوانوں کو پیشے کے انتخاب میں مدد دے۔

(۸) بداخلاق مدرسین۔ ڈاکٹر اور طبیب فی الفور اپنے پیشوں سے الگ ہو جائیں۔

(۹) سینماؤں اور تفریح گاہوں پر میونسپل ضبط قائم کیا جائے۔ تاکہ اہل شہر کے اخلاق کی اصلاح ہو جائے

(۱۰) صاف ستھری غذا اور پانی بہم پہنچانے کا انتظام کیا جائے۔

(۱۱) تمام دھواں خارج کرنے والے کارخانے شہر میں سے خارج کر دیئے جائیں۔

(۱۲) بدکار عورتوں کو شہر سے خارج کر دیا جائے۔

(۱۳) سود خواری کا سسٹم بند کر دیا جائے اور شہر میں ایک کوآپریٹو بنک جاری کیا جائے۔ جو قرض حسنہ دیا کرے۔

یہ ابتدائی قسط ہے۔ ان پر عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔ تو ہم مزید اصلاحات پر غور کریں گے۔"

یہ کہہ کر مصلح صاحب پھر غائب ہو گئے۔ حاضرین نے پھر فلک شگاف نعرے لگانے شروع کئے۔ اور نئے عزم اور ارادوں کے ساتھ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

اہل شہر نے اس پروگرام پر غور کیا۔ اور "مصلح" صاحب کی نگرانی میں جو ڈاکٹر منصور کے سوا اور کوئی نہ تھے۔ ایک بورڈ قائم کر دیا گیا۔ جو اس لائحہ کو عملی جامہ پہنائے گا۔

اس نظامِ اصلاح کو جاری ہوئے ایک مہینہ ہو گیا۔ شہر میں ہر طرح کا امن و امان ہے۔ اب شہر میں کوئی مفلس بھوکا نہیں سوتا اور کوئی مریض یہ شکایت نہیں کرتا کہ اسے وقت پر دوا نہیں ملتی الغرض یہ شہر اب جنت کا نمونہ بن گیا ہے اور تمام اہل شہر ایک خاندان کے افراد کی طرح محبت کا نمونہ بن گئے ہیں اور تمام اہل شہر ایک خاندان کے افراد کی طرح محبت کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔

"مصلح" صاحب پورے انہماک کے ساتھ اصلاح میں مصروف ہیں۔ اگرچہ وہ اہل شہر کے اصرار کے باوجود صدارت بلدیہ سے انکار کر چکے ہیں۔ مگر آبائے شہر ان کی صلاح اور مشورے کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے شہر میں ایک لاسلکی سٹیشن قائم کر دیا ہے۔ جس کے ذریعے سے رات کو تمام دنیا کی خبریں اہل شہر کو بہم پہنچائی

[illegible]

ہوائی جہاز

(گذشتہ سے پیوستہ)

پچھلے رسالہ میں ہم نے آپکو بتایا تھا۔ کہ کس طرح لوگوں کے دلوں میں ایک قدرتی جذبہ موجود تھا۔ کہ پرندوں کی طرح پر لگا کر اڑیں۔ انسان میں عقل ہے۔ اور وہ اپنی خامیاں ہر طرح سے پوری کرنیکی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ چنانچہ اڑنے کی کوشش میں کئی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں۔ بیشمار حادثے واقع ہوئے مگر انسان نے کم ہمتی یا ڈر کو نزدیک نہ آنے دیا۔ اور ہر ملک میں ہر موقع پر کوشش جاری رکھی۔ چند کوششوں کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ زیادہ تر کوششیں جن کا کچھہ ریکارڈ موجود ہے۔ اٹھارہویں انیسویں صدی میں ہوئیں۔ ان کے متعلق کچھہ حالات ذیل میں دئے جاتے ہیں۔ خیال رہے۔ کہ مندرجہ ذیل سطور میں فقط ان کوششوں کا ذکر ہے۔ جو "ہوا سے ہلکی" چیزوں کی مدد سے فضا میں اڑنے پر مبنی تھیں۔ اور جس کا اصول رسالہ ماہ مارچ میں واضح کیا گیا تھا۔

سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہوا سے بھاری چیزوں کو فضا میں [illegible] ہوتی رہیں۔ ان کا ذکر مناسب موقعہ پر کیا جائے گا۔۔

۲

۱

یہ سب اڑانیں ہوا سے ہلکی گیس کی مدد سے تھیں۔ آئندہ نمبر میں دیکھیں۔ کہ ہوا سے بھاری چیزوں
کو کس طرح اور کس اصول پر اڑا کر ہوائی جہاز بنائے گئے۔

اخبار و تبصرہ

اس دفعہ رسالہ نہایت غیر معمولی دیر سے شائع ہو رہا ہے۔ مجبوراً مئی و جون نمبر اکٹھے کرنے پڑے ہیں۔ خاص وجہ ایڈیٹر کی مسلسل "ناسازیِ طبع" تھی اور یہ "ناسازی" خریداران کی "ناسازی طبع" کی لاگ سے تھی جو اسی وجہ سے سالانہ قیمت برس بھر رسالہ وصول کرنے کے بعد بھی نہیں بھیج سکے۔ بلکہ اس "ناسازی طبع" نے یہاں تک رنگ جمایا۔ کہ جوابی خط بھی واپس نہیں کر سکے۔ بلوں کے بال بیاد دہانی کی گئیں۔ گذارشات کی باؤنڈریاں سنا رہا تھا کہ سیاہی کوئی بھی نہ روک سکیں۔ نہ گول، سب پر امپائر یا ریفری نے "نو بال" "آف سائیڈ" "پینلٹی کک" یا "ناٹ آؤٹ" کا فتویٰ دے دیا۔ اور ہم بیمار پڑ گئے۔ ان دو متفقہ وجوہ کے ساتھ ایک اور وجہ انگریزی حصہ کے واسطے ڈیکلریشن کی منظوری میں بوجہ دیری تھی۔ اب اس رسالہ کے ساتھ ہی انگریزی حصہ بھی شامل ہو کر جانبِ خدمت ہوتا ہے۔ رسالہ کی قیمت اب معہ انگریزی حصہ پانچ روپیہ ہے۔ صرف انگریزی کی ۸/ اور صرف اردو حصہ کی حسب سابق صرف چار روپیہ سالانہ۔

چارٹ ہائے "واقفیت عامہ" جنکے متعلق صفحہ ۶۷ پر اطلاع ہے۔ بہت مقبول ہوئے ہیں۔ اور کئی احباب ان کو کپڑا یا پالش اور رولر چھپی لگوا کر لینا چاہتے ہیں۔ اس صورت میں تردد اور تکلیف تو اگرچہ بہت ہوتی ہے مگر ہم تو پورا کر سکتے ہیں۔ $\frac{۲۹\times۲۲}{۸\text{ پہ}}$ دبیز سفید کاغذ پر فی چارٹ قیمت صرف ۴ر ہے۔ اور سیٹ (سات چارٹ) کی قیمت ۱؍۱۴ر۔ کپڑا رولر لگے ہوں۔ تو ۱۰ر فی چارٹ۔ اور سیٹ کی قیمت ساڑھے تین روپیہ بالمقطع۔ موجودہ ضروریات و نصابِ تعلیم کے ماتحت اس سیٹ کا ہر کمرہ میں موجود ہونا لازمی ہے۔ اندراجات ایسے مفید ہیں۔ ارباب مدرس و ڈائرکٹران باتوں پر زور دیتے ہیں۔ اور بذریعہ سرکلرات ان کی ترویج کے واسطے سفارش کرتے ہیں۔ بیشتر حقائق ایسے ہیں۔ جو اکثر ماسٹر صاحبان بھی نہیں جانتے۔ مگر جو انہیں جاننے چاہئیں۔ لہٰذا

ضروری ہے کہ ان کو فی الفور منگوایا جائے۔ کل شیٹ میں نقشہ اشارات آمد و رفت رنگیں بھی شامل کر لیا جاتا ہے۔ اس کی قیمت مندرجہ بالا قیمت میں شامل نہیں +

پنجاب کے ایک منظور شدہ تعلیمی نصاب میں "تیماردار کے خواص" کے ضمن میں ایک نہایت ہی عمدہ تعریف درج ہے۔ "تیماردار **خوبرو** ۔۔۔۔۔۔ ہونا چاہیئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہایت قریبی رشتہ دار نہیں چاہیئے" اگرچہ آجکل مصنوعی طور پر خوبروئی پیدا کرنیکے لئے کئی ڈھنگ اور طریقے ہیں۔ اور ہسپتالوں کی اکثر نرسیں مریض کا دل پرچا نیکے لئے حتے الامکان کافی "خوبروئی" پیدا کر لیتی ہیں۔ مگر نصیحت ہے کئی پہلوؤں سے خطرناک اکثر اہل دل اور اہل زر خواہ مخواہ مریض بن بیٹھیں گے بالخصوص وہ جن کے گھروں میں بدقسمتی سے ماں بیوی یا اور قریبی رشتہ دار بچارے کچھ ایسے ویسے ہی ہیں۔ کسی کا باپ بیٹا یا بھائی چیچک رو ہو۔ یا کچھ بدوضع ہو۔ "ہسپتالی تیماردار" یا کوئی اور "خوبرو" تیماردار کا معاوضہ یا حق الخدمت ادا کرنیکے قابل نہ ہو۔ تو وہ بچارا کیا کرے؟ اور باہر کا تیماردار خواہ کیسا ہی ہو۔ کیا اس کے دل میں وہ دلدادور محبت پیدا ہو سکتی ہے۔ جو رشتہ داروں اور بالخصوص قریبی رشتہ داروں کے دل میں ہوتی ہے؟ جو بچے اس اصول کو ذہن نشین کرکے بڑے ہوئے پھلیں گے۔ وہ بیمار ہو کر بھلا کاہے کو کسی کو نزدیک آنے دینگے "کوئی خوبرو ۔۔۔۔۔۔ لاؤ۔ ورنہ میں دوائی نہیں پیتا (پیتی)" "اباجی۔ آپ تو ہٹ آئیں۔ میں نے ۔۔۔۔۔۔۔ میں پڑھا ہے کہ تیماردار خوبرو" چاہیئے" "اری اماں تم تو ڈائن سی بدشکل ہو۔ خواہ تم نے نرسنگ پاس کیا ہوا ہے۔ مگر تیماردار "خوبرو" چاہیئے۔ خواہ کتنا ہی ڈرلو۔ تم خوبرو نہیں ہو سکتیں۔ بلاؤ ۔۔۔۔۔۔۔ جب تک ۔۔۔۔۔۔۔ نہ آئے ۔۔۔۔۔۔ تمہارے ہاتھ سے کھانے کو دل نہیں چاہتا"

سال ۴۸ء میں انڈین ہاکی ٹیم نیوزی لینڈ کو میچ کھیلنے جائے گی۔ نیوزی لینڈ کی ایسوسی ایشن نے

مسٹر اے ۔ سی ۔ چیٹر جی ۔ آنریری سکرٹری انڈین ہاکی فیڈریشن کو مدعو کر لیا ہے ۔ مسٹر دھیان چند اور مسٹر مسعود کو بھی چٹھیاں چلی گئی ہیں ۔ غالباً اپریل کے آخر میں یہ ٹیم روانہ ہو جائے گی ۳۵ء کے دورہ میں پرنس آف مناودر نے کپتانی کرنی تھی ۔ مگر "ناسازی طبع" کی وجہ سے وہ رہ گئے ۔ مسٹر مسعود ریاست کی مشہور ہاکی ٹیم کے کپتان ہیں ۔ اور ۳۵ء والی ٹیم کے نائب کپتان تھے ۔ دیکھئے اب کے یہ "ناسازی طبع" کیسے آ جمتی ہے ۔

موسم گرما میں انگلستانیوں نے بجائے کرکٹ کے بیس بال کی طرف زیادہ رجوع کیا ہے ۔ سینکڑوں کلبیں بن گئی ہیں ۔ ہر جگہ ۔ ہر مقام اور ہر وقت اسی کا چرچا ہو رہا ہے ۔ کھیل بھی کرکٹ سے سستی اور زیادہ دلچسپ ہے ۔

پرندوں کو (جو سمندر یا کسی پانی میں سے مچھلیاں وغیرہ پکڑتے ہیں) مارنے کا ایک طریق یہ ہے ۔ کہ سمندر پر کچھ تیل ڈال دیا جاتا ہے ۔ لہروں کی وجہ سے وہ تیل مختلف شکلوں میں سطح پر تیرتا رہتا ہے پرندہ اسے مچھلیوں کا غول سمجھ کر ڈبکی لگاتا ہے ۔ مگر تیل اس کے پروں پر چمٹ کر اسکے قدرتی تیل کو (جو پروں کو بھیگنے نہیں دیتا ۔) ماند کر دیتا ہے ۔ ملاح لوگ اسے پکڑ کر کھا جاتے ہیں ۔ پرندوں کے اس طرح کے شکار کو "سوسائٹی فار پروٹیکشن آف گیم" (انگلستان) نے بند کر دینے کا ریزولیوشن پاس کر کے گورنمنٹ کو بھیجا ہے ۔

چونکہ ہمیں کوئی ملازمت نہیں ملتی ۔ ہمیں خاوند چاہئیں ۔ آدمیوں کو ماسٹری کی ملازمت دیجئے ۔ ہم ان سے شادی کر لیں گی ۔ دونوں کا گذارہ ہو جائے گا ! یہ درخواست ملک ہنگری کی سات ہزار پانسو بیکار استانیوں کی ایسوسی ایشن نے وزیر تعلیم کے پاس کی ۔

"دُنیا میں کوئی ایسی مشکل نہیں جو حل نہ ہو سکے"!
کیا آپ نے کبھی سر سے چلنے کی کوشش کی ہے"؟

مسز مارگنیت ہنزن کافنگی لکڑی کی چھ کرسیاں اوپر نیچے رکھیں۔ نچلی کرسی کے چاروں پائے چار بوتلوں پر تھے۔ جب چوبیس فٹ اونچائی پر انہوں نے بدن اوپر کو اٹھایا۔ تو بوجھ سے ایک بوتل کی گردن ٹوٹ گئی۔ کرسیاں نیچے آپڑیں اور ان کا ایک بازو ٹوٹ گیا۔
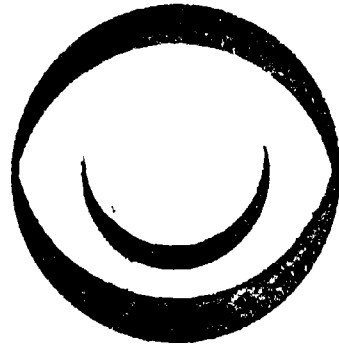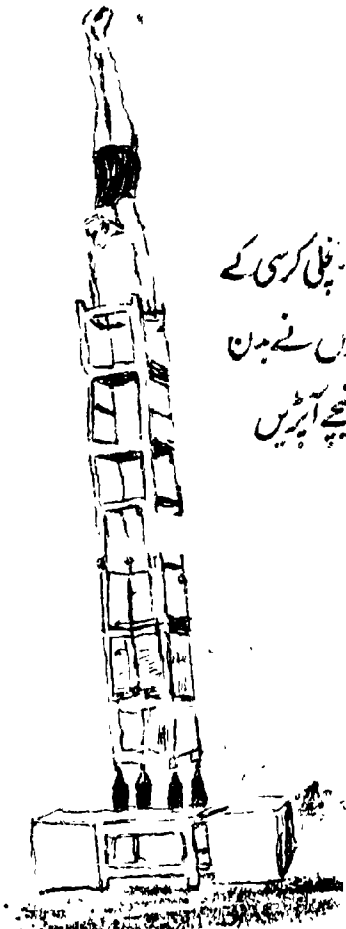
باؤلنگ مشین:- پریکٹس کیواسطے بال دینکی یہ ایک مشین ایجاد ہوئی ہے۔ اس سے ہر طرح کے بال دیئے جا سکتے ہیں اونچے نیچے۔ لیگ بریک۔ آف بریک تیز اور نرم +
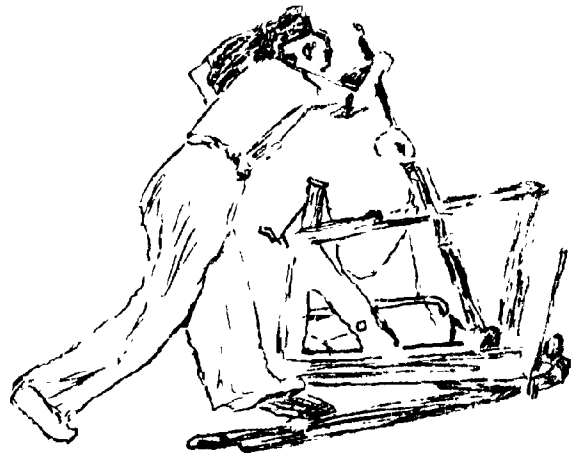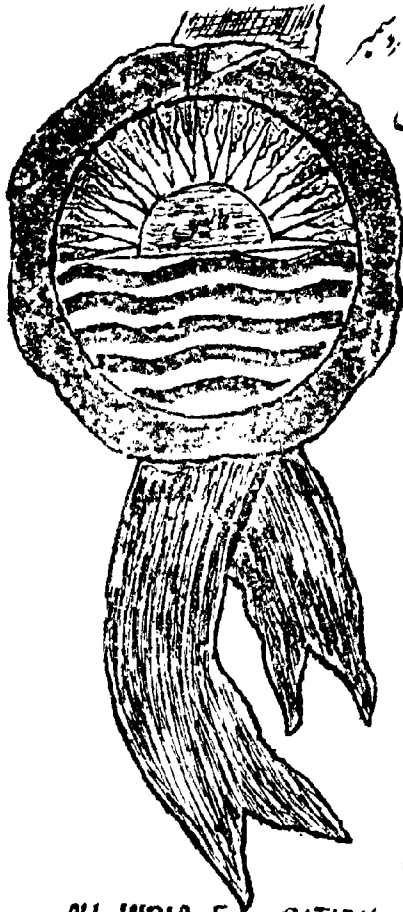
نمائش ہند امسال پھر لاہور میں زیر نگرانی گورنمنٹ ۶ دسمبر سے بادامی باغ کے ریلوے سٹیشن کے نزدیک والے پڑاؤ متصل قلعہ منعقد ہوگی۔ اور ۲۱ جنوری ۱۹۳۹ء تک رہیگی۔ یہ نمائش آل انڈیا ہوگی۔ تاجران اور دیگر ارسال کنندگان کیواسطے ریلوے کرایہ میں خاص مراعات ہونگی۔ جو چیزیں نہ بکیں گی۔ وہ مفت واپس پہنچائی جائیں گی۔ اور ان پر کی کسٹم ڈیوٹی۔ ٹرمینل ٹیکس یا چنگی بھی واپس کردی جاویگی۔ نمائش گاہ و ڈاکخانہ و تار بھی ہوں گے۔ مزید واقفیت کیلئے ابھی سے ڈائریکٹر انڈسٹریز پنجاب، کو لکھیں۔

جج:۔ پھانسی پانے سے پہلے تمہیں اپنی ایک آخری درخواست پیش کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

نائی:۔ جی ہاں۔ بڑا ہی اچھا ہو۔ اگر مجھے ایک دفعہ سرکاری وکیل کی حجامت بنانے کی اجازت دیدی جائے!

کوئٹہ میں بہت سے مزدور اس امید پر جا رہے ہیں کہ مکانات کی مکرر تعمیر کے سلسلہ میں انہیں ملازمت مل جائے۔ اس سال مکرر تعمیر کے پروگرام میں بھاری تخفیف کردی گئی ہے جسکی وجہ سے اس موسم میں ان لوگوں کو جو کوئٹہ میں پہنچ چکے ہیں۔ کوئی ملازمت نہیں مل سکی الہٰذا اب وہاں کوئی مزدوری نہیں مل سکتی۔ مزدور لوگ وہاں جانے کی زحمت گوارہ نہ کریں۔ ورنہ انہیں مفت میں تکلیف اٹھانا پڑے گی۔ اور زیر بار ہونا پڑیگا +

جرائم پیشہ اقوام پنجاب

پنجاب کی آبادی کا ایک خاص حصہ ایسی اقوام پر مشتمل ہے جن کا مختلف قسم کے جرائم کا ارتکاب کرنا ہے۔ ان قوموں میں جرائم کے ارتکاب کی ذہنیت کی وجوہات سے تین خاص وجوہات قابل ذکر ہیں (۱) وراثت (۲) ماحول کے اثرات (۳) انسداد کے لئے مخالفانہ طریقوں کا اختیار وغیرہ وغیرہ۔ ان تین وجوہات میں سے پہلی ہمارے اختیار سے باہر ہے یعنی جو وسائل اس کے انسداد کیلئے اختیار کئے جاویں گے۔ اس کے نتائج دیکھنے کے لئے صدیوں کی ضرورت ہے ان اقوام کے بچوں کی صحیح طریق سے نشوونما اور تربیت اگر آج سے شروع کی جائے۔ تو ان کی آئندہ نسلوں پر جو اثرات ہونگے۔ ان کے نتائج مدت مدید کے بعد دیکھنے کی توقع ہو سکتی ہے۔ باقی دو وجوہات ایسی ہیں جن کا تعلق وراثت کے اثرات کو دور کرنے کے لئے ہے۔ یعنی ان قوموں کے بچوں کے لئے ایسا ماحول پیدا کیا جائے۔ جو ان کی درست تربیت میں ممد و معاون ہو۔ اور نیز ایسے وسائل اختیار کئے جاویں۔ جن سے جرائم کے ارتکاب کا سد باب ہو سکے۔ تقریباً بیس سالوں سے گورنمنٹ نے وہ وسائل اختیار کر رکھے ہیں۔ جن سے بہترین ماحول پیدا کرکے ارتکاب جرائم کے وراثتی ذہنیت کو تبدیل کر کے ان قوموں کے مردوں عورتوں اور بچوں کو مہذب شہری بنایا جا سکے۔ نیز سرزنش اور انعامات کے طریق سے ارتکاب جرائم کو روکا جائے۔ دراصل جرائم پیشہ اقوام کی نوعیت ان مجرموں۔ ڈاکوؤں اور رہزنوں سے بالکل علیحدہ ہے۔ جو آئے دن عدالتوں میں پیش کئے جاتے ہیں اور جنہیں سزائیں ملتی ہیں ان کے ارتکاب جرائم کی وجوہات میں سے جہالت اور غربت بھاری وجوہات ہیں۔

(۱) ان علیحدہ آبادیاں قائم کی گئی ہیں جہاں انہیں کچھ مدت تک اچھے ماحول کی تحویل میں رکھا جاتا ہے۔ اور انہیں ایمانداری اور نیکی کے ساتھ ذریعہ معاش پیدا کرنے کی عادت ڈالی جاتی ہے انہیں دستکاری وغیرہ سکھائی جاتی ہے۔

(ب) ان کے بچوں کے لئے علیحدہ مدرس قائم کئے گئے ہیں۔ جن میں خاص تعلیم دی جاتی ہے۔

۶۔ شمار و اعداد ہندوستان کے کل صوبے کتنے ہیں۔ ہر صوبہ میں کتنی قانونی مجالس ہیں ہر مجلس اور فیڈرل اسمبلی و کونسل کے ممبران کی فرقہ وارانہ تعداد کیا ہے۔ (نقشہ ہندوستان ساتھ دیا ہوا ہے)

۷۔ شعبہ ہائے حکام کون کس کے ماتحت ہے۔ اور کس طریق پر۔ فوجداری۔ انتظامی۔ دیوانی ومالی۔ حفظانِ صحت۔ تعلیم وغیرہ کے حکام۔ پنچایت میونسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے فرائض وطریق انتخاب۔

۸۔ نشانات و اشارات آمد ورفت حکومت نے سڑکوں وغیرہ پر عوام کے بچاؤ کی خاطر کیا تدابیر اختیار کی ہوئی ہیں۔ کس طرح ہم حادثوں سے بچ سکتے اور دوسروں کو بچا سکتے ہیں۔ مع کتاب التشریح۔ ۸۔

۹۔ رسل و رسائل ریل، ڈاکخانہ۔ خطوط۔ پارسل۔ پیکٹ۔ منی آرڈر۔ تار۔ ریڈیو وغیرہ کے متعلق ضروری واقفیت جو ہر شخص کو جاننی چاہیے۔

ان نو چارٹوں کی ہر پڑھے لکھے آدمی کو ضرورت ہے اور سکولوں میں تو ہر کمرہ میں ایک سیٹ ہونا چاہیے۔ ہر ڈسٹرکٹ بورڈ اور محکمہ تعلیم کو چاہیے کہ اس سیٹ کو اپنے ہر سکول کے ہر کمرے کے واسطے مہیا کرنا چاہیے۔

اگر یہ چارٹ کمروں میں آویزاں ہوں۔ اور طالب علموں کے زیر نظر رہیں۔ تو شہریت کی کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت عہ فی سیٹ (۷)

نظارۂ پنجاب

۲۰×۳۰ انچ عمدہ موٹے چکنے کاغذ پر جغرافیہ پنجاب معہ نقشہ پنجاب دیا ہے

چوتھی جماعت کے ہر لڑکے کے پاس اسے موجود ہونا چاہیئے

قیمت صرف ۱ر

نظارۂ ہند

۲۰×۴۰ انچ عمدہ موٹے چکنے کاغذ پر جغرافیہ ہندوستان معہ نقشہ ہندوستان دیا ہے

پانچویں اور آٹھویں جماعت کے ہر لڑکے کے پاس اسے موجود ہونا چاہیئے

قیمت صرف ۳ر

ان چاروں کی موجودگی میں کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔ نہایت واضح اور صاف ہیں لکھائی چھپائی نہایت عمدہ

(مرتبہ و مولفہ محمد حسین بی۔ اے۔ بی۔ ٹی)

مینیجر رسالہ سپورٹسمین اچھرہ لاہور

سے طلب فرمادیں

انسان کے تین دشمن

وُہ کون؟

(۱) ناچیز مکھی:۔ ہے تو ننھی مُنھی سی۔ لیکن اس کی کارفرمائیاں اگر آپ دیکھیں۔ تو ایک سیکنڈ بھی اس سے غافل نہ ہوں گے۔

(۲) حقیر مچھر:۔ ہے تو ذرا سا اور دلکش نغمے بھی آپکو سناتا ہے لیکن اس کے نغموں کا اثر اور اس کے پیار کا نتیجہ اگر آپ سمجھیں تو اسے کوسوں دور رکھیں۔

(۳) غریب چوہا:۔ اندھیرے بلوں میں رہ کر روٹی کے چند ریزوں پر گذارہ کرتا ہے۔ لیکن جو تباہی اور بربادی لاتا ہے۔ اگر آپ اس کو جانچیں تو اس کے نام و نشان تک کو مٹا دیں۔

(۴) تینوں دشمنوں کو۔ ان کے کام کو اور ان کے دفعیہ کے وسائل کو نہایت موزوں جلی تصاویر سے ۲۲×۲۹ سائز چکنے دبیز کاغذ پر ظاہر کیا ہے تینوں دشمنوں کو اکٹھا یا فرداً فرداً آپ اپنے سامنے رکھ سکتے یا لٹکا سکتے ہیں۔ تصاویر دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ ناچیز و حقیر اور غریب اب تک اس صورت میں آپ کے پیش نہیں کئے گئے۔

ان کی واقفیت کے لئے نہایت جلدی کیجئے۔ ورنہ بیخبری میں آپ پر نہایت مُہلک حملہ کر دیں گے۔ (زیر طبع)

(مجوزہ و مرتبہ محمد حسین بی۔ اے۔ بی ٹی)

منیجر رسالہ سپورٹسمین اچھرہ۔ لاہور

سے طلب فرمادیں

ملک چین کی ہزاروں میل زمین
شور ہیں سینکڑوں میل سے پانی اس
طرح پہنچاتے ہیں ۔
ٹاٹنہم کی فٹ بال کلب کے
خزانہ کا چوکیدار ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
ایک پانچ فٹ اونچا پرندہ ۔
افریقہ کا چونچدار بندر ۔
اب تک یہ پکڑ کر کسی چڑیا گھر میں
نہیں رکھا جا سکا ۔
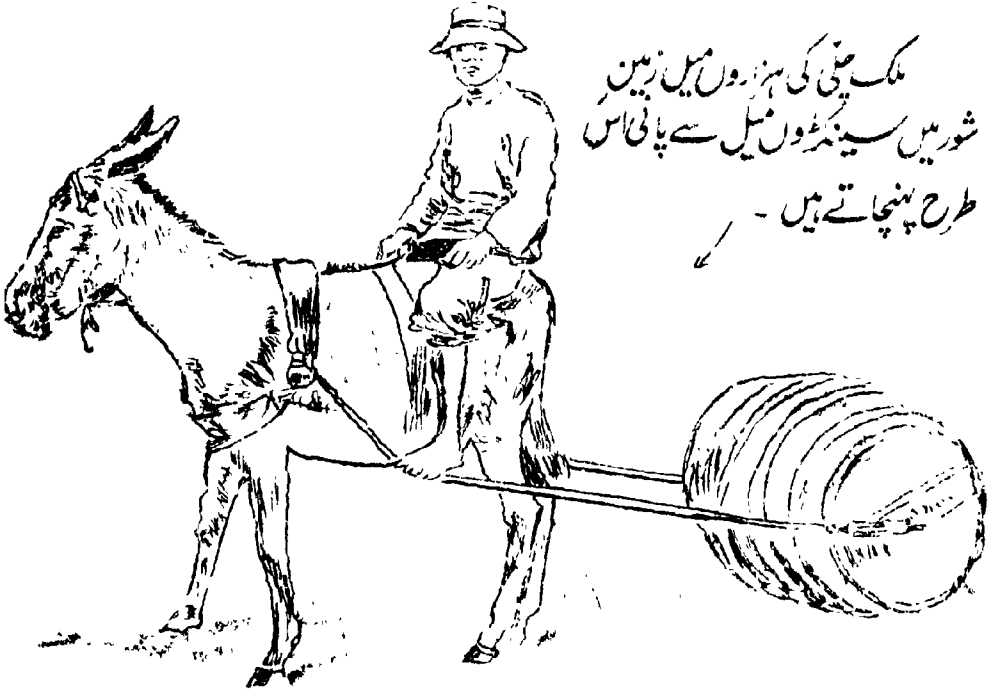
جادُوگری

(۱)

"یہ لیجیے کتاب۔ کوئی صفحہ دل میں چُن لیجئے۔ اس صفحہ کی پہلی نو سطروں کے پہلے نو نو الفاظ میں سے کوئی لفظ سوچ لیجیے۔"

"اچھا۔ کر لیا۔"

"نمبر صفحہ کو دو سے ضرب دیجئے .... اب اس حاصل ضرب کو پانچ سے ضرب دے دیں .... میں جمع کیجئے .... صفحہ کے اوپر سے جونسے نمبر کی سطر میں وہ لفظ ہے۔ اس عدد کو کل میں جمع کر کے اسمیں پانچ اور جمع کرنے کے بعد دس سے ضرب دے دیں .... اب جونسے نمبر پر اس سطر میں وہ لفظ ہے۔ وہ جمع کر دیں ....

"کر دیا" "گنتی ٹھیک ہے؟" "بالکل درست کی ہے۔"

"بتایئے۔ کل عدد کیا ہے۔" "۲۲۴۷۴"[۱]

"آپکا صفحہ ۲۲ ہے۔ سطر دوسری اور اُسکا چوتھا لفظ"

---

[۱] جتنا عدد ہو۔ اسمیں سے ۲۵۰ منہا کریں۔ دائیں ہاتھ کا پہلا عدد لفظ کا سطر میں کا نمبر ہے۔ اس کے ساتھ کا صفحہ پر کی سطر کا نمبر۔ باقی نمبر صفحہ۔

(۲)

ایک پلیٹ میں کوئی سکہ (پیسہ۔ آنہ ۔ روپیہ وغیرہ) رکھکر اس میں اتنا پانی ڈالیں کہ سکہ ڈھک جائے۔ اور دوستوں کو کہیں۔ کہ انگلی کو ڈبوئے اور گیلا کرے بغیر سکہ کو پانی سے نکالیں۔ غالباً کوئی نہ کر سکے گا۔

اب آپ پانی میں سکہ سے پرے ایک موم بتی کسی چیز پر لگا کر رکھدیں۔ بتی کو روشن کرکے اوپر ایک گلاس الٹا کردیں۔ تھوڑی دیر بعد سارا پانی گلاس میں چڑھ جائیگا۔ سکہ ننگا ہو جائے گا۔ آپ اسے اٹھا کر دکھا دیں۔ انگلیں پانی میں نہ ڈوبینگی[1]

---

[1] گلاس گرم ہونے سے پانی اوپر چڑھ جائے گا۔ اور آکسیجن خرچ ہو جانے کی وجہ سے تھوڑی دیر بعد موم بتی بجھ جائے گی۔

(۳)

ایک پیسہ اور ایک روپیہ۔ پیسہ برابر اتنی موٹائی کے شیشے کے ٹکڑے تیار پاس رکھیں۔ جب آپکے دوست اکٹھے ہوں۔ تو انہیں کہیں کہ میں آپکے روپیہ (پیسہ) آپکو اچھا لگے اسے غائب کرکے دکھاؤں؟

روپیہ تیلر کے سامنے رومال[1] میں رکھکر رومال سے جادو کرنے کے لئے ہلائیں۔ پیچھے آدھا شیشے کے گلاس کو ¾ حصہ پانی سے پُر کرکے رکھدیں۔

"دیکھئے۔ روپیہ جاتا ہے۔۔۔۔ خیال رکھیں۔۔۔۔۔ دیکھئے۔۔۔۔ ایک۔۔۔ دو۔۔۔ چلا ہے تین

تین کہتے ہی روپیہ پر چھڑی ماریں۔ اور ساتھ ہی رومال کو ذرا سا نیچے جھکادیں۔ اتنا کہ رومال[2] کے کنارے گلاس کے کنارہ سے ذرا سے نیچے ہوجائیں۔ رومال ہٹاکر ہوا میں لہرائیں۔[3] روپیہ غائب ہوگا۔

---

[1] روپیہ رومال میں رکھتے وقت پھرتی سے بجائے روپیہ کے برابر کا شیشے کا ٹکڑا رکھدیں۔

[2] شیشہ گرتے وقت آواز دیگا۔ مگر پانی میں گرتا نظر نہ آسکے گا۔ نیچے بیٹھ جائے گا۔

[3] روپیہ کا جلسہ اڑائیں۔

اصلاح دیہات

گھر پیارا گھر

(از مسٹر ایف ایل برین سی آئی ای۔ ایم سی۔ آئی سی ایس۔ کمشنر اصلاح دیہات)

"میری نگاہ میں گھر اور گاؤں کی زندگی کا اعلیٰ معیار یہ ہے"

چھوٹے چھوٹے کھیتوں کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ اکثر کے گرد باڑیں لگا دی گئی ہیں۔ لوگ بہترین فصلیں کاشت کرتے ہیں۔ پانی ضائع نہیں کیا جاتا۔ عمدہ آلات کاشت اور بہترین مویشی دکھائی دے رہے ہیں۔ سڑکیں سیدھی اور کھیتوں سے اونچی ہیں۔ اور ان پر گاڑیاں چل سکتی ہیں۔ کوئی ایسا گڑھا یا نشیب موجود نہیں جس کے اندر مچھر پیدا ہو سکتے ہوں۔ اور نہ ہی مکانوں کی مرمت کیلئے مٹی کو ہر جگہ سے کھودا جاتا ہے۔ اُپلے تھاپے نہیں جاتے۔ اور اگر تھاپے جاتے ہیں تو بہت ہی کم۔ اناج عورتوں سے نہیں پسوایا جاتا۔ بلکہ اس کام کیلئے خراس لگے ہیں۔ کوڑا کرکٹ ٹوکریوں میں بھر کر سر پر نہیں اٹھایا جاتا۔ بلکہ اس مقصد کیلئے ٹھیلے استعمال کئے جاتے ہیں ٹٹیاں سیدھی سادی بنی ہیں۔ جو زیادہ تر زمین میں گڑھے کھود کر بنائی گئی ہیں۔ اور ان پر پردے کا بھی انتظام ہے۔ بہت سے بازاروں میں فرش لگا ہوا ہے۔ اور ان میں نالیاں ہیں۔ کنوؤں کی منڈیریں اچھی طرح بنی ہیں۔ فالتو پانی کو نالیوں کے ذریعے چھوٹے باغ میں پہنچا دیا گیا ہے۔ کنوؤں پر عورتوں کے نہانے کپڑے دھونے اور بچوں کو نہلانے کیلئے پردہ دار جگہ بنی ہوئی ہے۔

کنوؤں پر مویشیوں کے پانی پینے کو یا تو علیحدہ حوض بنے ہیں۔ اور یا اس مقصد کے لئے عمدہ تالاب بنائے گئے ہیں۔ جن میں نہر سے صاف پانی جمع کیا جاتا ہے اور ان میں بارش یا آبادی کا گندہ پانی اکٹھا نہیں ہو سکتا۔ کھیلوں کا بہت عمدہ انتظام ہے۔ اگر گھروں میں ایک ہفتہ وار اخبار آتا ہے۔ ایک

ایک ریڈنگ روم قایم ہے جس میں ایک چھوٹی سی لائبریری ہے ۔ اور اس لائبریری میں کھیتی باڑی اور دوسری مفید اور عام دلچسپ باتوں کے متعلق کچھ رسالے اور عمدہ عمدہ کتابیں رکھی ہیں ۔ ایک ریڈیو سیٹ بھی لگا ہوا ہے ۔ اور رات کا سینما ۔ ہر قسم کی امداد باہمی کی انجمنیں موجود ہیں ۔ پنچایت گاؤں کا انتظام کرتی ہے ایک امداد باہمی کی انجمن کے وسیلہ سے طبی امداد اور تربیت یافتہ دائی کی خدمات حاصل کی گئی ہیں کھلی جگہوں میں درخت لگے ہیں ۔ غرض ہر جگہ رونق اور صفائی کا منظر ہے ۔

اب گھروں کو دیکھئے ۔ سب روشن اور ہوادار ہیں ۔ دیواروں پر تصویریں اور سجاوٹ کی دوسری چیزیں لگی ہیں چھتیں دھوئیں سے سیاہ نہیں ۔ ہر ایک چولھے پر دھوئیں کی چمنی بنی ہے ۔ دودھ کو کھوسے کے بکس میں گرم رکھا جاتا ہے ۔ اور انہیں اپلوں کی نرم آنچ پر نہیں رہنے دیا جاتا ۔ باہر صحن میں پھول لگے ہیں بچے صاف ستھرے اور ضبط کے پابند ہیں ۔ تندرست اور خوش و خرم ہیں ۔ لڑکے لڑکیاں سب سکول جاتے ہیں ۔ ان کے کانوں کو چھیدا نہیں گیا ۔ اور نہ ہی ان کے بدن زیور سے لدے ہوئے ہیں ۔ ماں عمدہ قسم کا کھانا پکاتی ہے ۔ کپڑے سی سکتی ہے اور ان کی مرمت کر سکتی ہے ۔ وہ معمولی دوائیں جانتی ہے اور انہیں استعمال کرتی ہے وہ پڑھ لکھ سکتی ہے اس کے پاس اپنی اور اپنے بچوں کی دلچسپی کیلئے اور گھریلو باتوں کے متعلق چند کتابیں پڑی ہیں ۔ وہ عورتوں کی انجمن یا اسی قسم کی کسی اور مجلس کی ممبر ہے ۔ اس کے کپڑے اور زیور سیدھے سادے مگر عمدہ ہیں ۔ اور اس نے ان پر اپنی حیثیت کے مطابق روپیہ خرچ کیا ہے ۔ اس کا خاوند گھر کے اور زمینداری کے کاموں میں دلچسپی لیتا ہے ۔ اور کبھی بیکار نہیں بیٹھتا ۔ گھر ، کھیتوں اور گاؤں کو بہتر بنانے کیلئے کچھ نہ کچھ کرتا ہی رہتا ہے ۔ وہ ان تمام سوسائٹیوں کا ممبر ہے جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے ۔ وہ اپنی اور اپنے بچوں کی خاطر کھیلوں اور ہر ایسی کوشش میں جو لوگ اس گاؤں کی تفریح یا ترقی کیلئے کر رہے ہیں بہت دلچسپی لیتا ہے ۔ وہ اپنا روپیہ یا تو سیونگ بنک میں جمع کراتا ہے اور یا اس نے قرضہ کی انجمن امداد باہمی کے ساتھ حساب کھول رکھا ہے ۔ اس کے تمام کنبے کو مناسب وقت پر ابتدائی اور دوبارہ ٹیکا لگا ہوا ہے گھر کے تمام لوگ مسہریاں استعمال کرتے ہیں ۔ اس کی بیوی نے دوسری دوائیوں کے ساتھ کونین بھی رکھی ہوئی ہے ۔

اگر کوئی کہے کہ یہ خیالی تصویر ہے ۔ تو میں ماننے کیلئے تیار نہیں یہ تمام باتیں پنجاب میں موجود ہیں ۔ کچھ ایک جگہ اور کچھ دوسری جگہ ۔ البتہ سب کی سب ایک جگہ اکٹھی کسی گاؤں میں نہیں پائی جاتیں ۔ یہ ہے رہنے سہنے کا اعلیٰ معیار ۔ اور یہ ہے اصلاح دیہات کی اصل تعریف ۔ کیا آپ اس معیار سے گرنا

western jurisprudence contractual obligations are made and kept each week without the aid of paper

The honour of the real India is still a real and vital possession of which she may ever be proud. Any denial of this spring only from ignorance of the real India.

* * * * *

Rural Health Campaign.

The Indian Red Cross Society has taken a well directed step for the betterment of rural health. It has released two films dealing with rural health and welfare. Both the films were produced by the *cinema section at Headquarters. The first one, titled Self Help in the* Village is a two reel film taken in a village near Rawalpindi. The film shows the general insanitary and unhygienic conditions prevailing in rural areas and the simple efforts of the villagers to improve them under the guidance of the Deputy Commissioner and the District Medical Officer of Health. By voluntary co-operative work the villagers make drains, dig pits, remove rubbish heaps and carry out other improvements with the object of making a cleaner and healthier village with the least possible expense. This film is suitable for all classes of rural audience and should prove of great practical value to all interested in rural health. The second film titled, 'The Training of Hira Dai, is two reeler, showing the dangers to which mothers and infants are exposed owing to the dirty methods and lack of knowledge of the untrained 'dais' and urges on all interestedin the future of the country the necessity of having trained 'dais' to make childbirth safer. The film also shows a 'dais' training class in progress and the course of instruction adopted by such training centres to qualify 'dais' for the Dais' Certificate.

"Give me a pair of foot-ball shinguards, please," demanded the customer.

"Certainly, sir," the assistant replied. "I hope you have a good game, but it's the cricket season now."

"I know. These are not for football. I'm playing bridge with my wife to-night."

News Pie.

Lord Baden-Powell has made it clear that he made no reflection on India's ideas of honour during his luncheon speech which led to a recent controversy. He spoke of inculcating a sense of honour as laid down in the Scout Manual, and said that, as in other countries so in India educationists favour Scout training as auxiliary to school training.

The Chief Scout added that one difficulty they found in inculcating the all important sense of "honour" lies in the fact that he could not find a word in Hindustani which actually stands for honour

Lord Baden-Powell knows and loves India too well for anyone to suggest he was attacking India's ideals of honour But it is curious that the controversy recalls the old suggestion made in some quarters during the very early days of Scouting in India. We believe that Scouting then was more or less confined to European and Anglo-Indian boys and some misguided critics of the proposed extension handed out this absurd suggestion about Indian lads and honour. The present position and accomplishments of Indian Scouts is a sufficient reply to those early cynics.

*　　*　　*　　*　　*

India's Honour :

As a matter of fact there are words in common use which may easily be translated freely as "on my honour," etc "Iman se" is one such idiom frequently used, though in this case the question of religion is also brought in Exact and literal translation from one tongue to another is always difficult but isn't it the idea behind the words that really counts? And the idea of a man's honour in any promise or contract is a very old and prevalent one in India

Probably the honour of rural folks, more closely in contact with nature, has firmer roots than that of city dwellers. And for this reason India can hope to remain aloof from those disruptive forces which demoralise industrialised cities.

A man's honour—and more particularly a woman's—has always been precious to India's millions. And even with the introduction of

Let us Laugh a Little.

Customer: "And do you recommend this sleeping mixture?"

Druggist: "Yes Sir, we give an alarm clock with every bottle."

There was once an Irishman, a Scotsman and a Jew who planned a picnic, and each was to bring something. When the day arrived, the Jew brought sausages, the Irishman arrived with the buns, and the Scotsman brought his family.

Little Boy (entering a book store): "What's the price of the book in the window 'How to Captivate People'?"

Book Dealer: "That's no suitable book for you, my boy. What do you want to buy that one for?"

Little Boy: "I'd thought of giving it to my father for a birthday present--he's a policeman."

Patient: "Is the dentist in? I want to make an appointment."

Maid: "He's out."

Patient: "Good! when will he be out again?"

A practical joker told a Jewish friend of his that his bank was about to fail. The Jew hurriedly drew a cheque for his balance and rushed round to the bank to cash it.

"Certainly," said the clerk. "How would you like it?"

"If you've got the money, I don't want it," panted the Jew, "but if you haven't got it, I must have it."

Magistrate (*to motorist*): "And which side of the road was he on?"

Motorist: "The suicide."

Playwords No. 1.

Easy to Solve. Easy to Win.

Only A DOZEN Across. *Only* A DOZEN Down.

Prizes on Co-operative Basis, 40 %--30 % -20 % of the total entries to be given away to the First Second and Third winners——In case of ties equal distribution, or redistribution of the percentage.

Now it is up to you to swell the amount.

Don't hesitate——Delay is Dangerous——Be sure of pocketing the First Prize——Don't doubt your ability.

Rules:—

Entry Fee **Eight Annas** for the first entry on the printed coupon; only four annas for every subsequent entry——may be on plain paper and giving the solutions by numbers only : but for every such entry add Re. 0-1 0 to the total cost which may be sent by M. O; Postal Order or in stamps of ¼ annas each.

Mutilated, torn, doubtful or pencil written coupons will be disqualified, as well as those sending in less than the due amount.

Entry fees received after due date shall be refunded.

No responsibility can be taken for coupons not received in the office.

Address: The SPORTSMAN Playwords No. 1.
ICHHRA————LAHORE.

Closing Date 28th July 1937. Solution published on 30th July 1937.

Non-subscribers wishing to obtain results, please enclose 0-1-0 stamp in addition.

Editors decision in all matters re-Playwords shall be final and legally binding.

Playwords—1

1	2 P	3 O				4 M	5 A	6 N
7		A		■	8	A		E
R	■		■	9	■		■	
10		■	11		G	■	12 S	
14 A		13 E	■	O	■	15		L
	■	16	O	D	L		■	
■	17		■	L	■		18	■
19 O	V	■	20	E	21 N	■	V	
22 B			E	■	23 B		A	R

CLUES.

ACROSS.

1. The First and the only Journal in India devoted to Games and Sports.
7. Though full of holes, may be of great use to the poor
8. May utterly ruin the Future if used improperly
10. That is reversed.
11. Four legged, often domesticated.
12. A note in music.
13. Simply *one*.
13. What comes out of nothing ?
16 You will . .. .. when you win.
20. A Japanese coin.
22. One *full* of this, must be shunned.
23 If you enrage it may kill you.

DOWN.

1. Don't you please——if you lose ?
2. Pope has it, and in his own land.
3 A Shepherd's pipe.
4. Often laid on ground.
5. Article which is not defined.
6. Christian name
9. Would you ever like to be called a——?
12. Your 'being' reversed.
14. You enjoy the 'Beauties' only with this.
15. A hen upside down.
17. Given not by but to the sick and weak, of course not to but by fifteen down.
18. Sandwitch Islands try to intoxicate you by this.

Solutions.

1. Illustrated weekly No 91

Across: 1. Menage 5. Small 8. Ukase 9 TIPS, lips. 10 RIFT, riot. 11. REST, west. 14 Bram 17 SHORT, sport. 20. HOARSE, coarse 21. Anna 22. SCENE scent. 23. Rich 24. SANEST, safest 27. WARMING, Warning. 30 Ail 32. RAG, wag, nag, gag. 33 Elvia. 34 FLAPS. FLAGS, daws 35. COMELY, homely Down

1. MUTE, mule. 2 Akimbo 3. Nap 4 Ass 5 SUITS slits 6. Eat 7. LIP, lie 11. RISE, wise 12 Enensrag. 13. Urn 15. Rase 16 Archer 18 HALE, pale 19. TAX tap, tag. 20 HARP, carp. 25. SLAVE, shave. 26. SLAY, flay. 27. Wal 28, Aga. 29 Geo. 31. ill

---

Orient Xword No. 9.

Across.

1. Love. 5 Shape 8. Orient 12 TELL, sell 11. Ache. 12 Gyals 14. LO, no 15 Ras 16. RUIN 17. CAR cur. 19. FIRM, film. 22. Red. 23Fee. 24. Sow. 25 BRAWL, crawll 27. Ado 28. SEED, deed 30. Flogy. 31. Break, bread.

Down. 9. LINE, lite 18 MOOD, Food. 21. Plate, state. 29. Or.

CONTEST NO. 18.

1. PALE, page. 3 Grit. 6. HOLE home 9. TAILS, Nails. 11. Obi. 12. EGG. 13. Trill 15 Senses. 17 Ole 18. Sorry. 20. BUY, bus. 21. PEEP. 23. Role 24. Ras. 25. His. 26. Ram, 28. PACT, tact. 29. ocu 30. KIN, kit.

Down. 4. REST, rent. 5 Rail, bail 7. Osiery, osiers 14. ROPES, ROBES, ROLES 19. DRINK, BRINK. 22. PEACE, place. 27. Mug.

Arguments for or against the fitness of a certain word are of little use. Sometimes the compiler is quite unreasonable we should rathe S,, self-willed in selecting his word.

Solutions of next numbers will appear in part B of the supplement next week.

Foreword.

Some of our friends inspite of being informed that there exist many journals in the English language, devoted to Games and Sports, have insisted on incorporating English section in our Urdu Journal. Some have promised to patronise it only if there is introduced a part in English. Our friends have declared it openly that most of the journals are utterly unfit for introduction in our schools inasmuch as the language is far above the ability of the best students, the subjects dealt with are those for the advanced men, the cinema pictures and the advertisements are such as to lower the morale of the school boy. Some schools which have subscribed to them have done so simply to please some interested persons.

We have decided to devote, therefore, some pages to English at present. These pages shall be as supplement, obtainable separately also for only one anna and will be of general interest, containing puzzles and competitions also.

The Playwords competition which we have started from date is meant to give exercise to your brain and serve as a useful pastime. You will have to give play to Your Faculty of Memory, thought, prudence and to your Selective power. Not only this. There is the added interest of GAIN. You will have, therefore threefold bargain — Exercise of brain, use of leisure hour, gain of wealth.

NOW LET US PLAY THE GAME.

The champion runner who had captured several events at the Olympics caught a fever and was told by the doctor that he had temperature.

"How high is it?" he asked.

"About a hundred and two."

"What's the world record?"

Rgtd. L. No. 3611.

THE SPORTSMAN.

The First and the only journal in India for Games and Sports

—— :o: ——

ENGLISH SUPPLEMENT PART A.

Vol 1. JUNE 1937. No. 1

Subscriptions.

Subscription Rates payable in advance :—

		Rs.	a.	p.
English section only	..	1	8	0
Singh copy	...	0	1	0

—— :o: ——

Suggestive Solutions.

Illustrated Weekly of India .. Sunday Standard.

The Orient ... The Contest

SEE WITHIN.

—— :o: ——

PLYWORDS.

SEND ENTRIES AT ONCE.

DON'T WAIT FOR CLOSING DATE.

dited and Printed by Mohd. Hussain at the Maclagan Press, Lahore and
ment uos Published by him at Ichhra, Lahore.